الاستعانة والاستمداد

من الانبیاء والاولیاء الکرام

المعروف

مشکل کشا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بفیضانِ نظر

قطبِ دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہ اعظم

خواجہ مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

محدث اعظم بصیر پوری

قرآن و حدیث کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان سے مدد مانگنے پر مدلل کتاب

مناظر اسلام

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفی نوری صاحب

خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

قرآن وحدیث کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ کرام علیہم الرضوان سے مدد مانگنے پر مدلل کتاب

الاستعانتُ والاستمداد

من الانبیاء والاولیاء الکرام

المعروف

مشکل کشا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفٰے نوری صاحب

خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد

بنظرِ کرم

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عمدۃ المحققین فخر المحدثین عارف واصل کامل سیدی مرشدی خواجہ ابوالحقائق مفتی محمد رمضان محقق نوری قادری علیہ الرحمہ آستانہ عالیہ قادریہ نعیمیہ حویلی لکھا

نام کتاب	الاستعانتُ والاستمداد المعروف مشکل کشا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف	حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی
پروف ریڈنگ	علامہ پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب
صفحات	400
باردوم	جولائی 2006ء
تعداد	1100
کمپوزنگ	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
تزئین واہتمام	سید حمایت رسول قادری
ناشر	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔ فون: 041-2626046
ہدیہ	-/140 روپے

ملنے کا پتہ: (۱) مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون: 4223587 موبائل: 0300-6933481

(۲) نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 گنج بخش روڈ لاہور۔
فون: 042-7313885

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس سعی ناتمام کو

جگر گوشہ فقیہ اعظم

نورِ نظر قطب دوراں وغوثِ زماں

استاذ العلماء فخر المشائخ مخدومِ اہلِ سنت

پیر طریقت رہبر شریعت واقف حقیقت شیخ الحدیث والتفسیر

ولی بن ولی حضرت علامہ مولانا الحاج **مفتی محمد محبّ اللہ** صاحب نوری

کے نامِ مبارک کے ساتھ انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے بندہ ناچیز کو یہ سعادت حاصل ہو

رہی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

احقر العباد: **غلام مصطفٰے نوری قادری**

حرفِ محبت

از: پیر طریقت رہبرِ شریعت استاذ العلماء فخر المشائخ مخدومِ اہل سنت ولی ابن ولی عارف ابن عارف عاشقِ رسول مفسر عظیم محدث بے نظیر فقیہ بے مثال مفکر اسلام جگر گوشۂ قطبِ زماں، جناب الحاج صاحبزادہ شیخ الحدیث مفتی **محمد محبّ اللہ نوری** صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ بصیر پور شریف و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف

اللہ رب العزت جل جلالہٗ نے اپنے برگزیدہ بندوں ...... انبیاء و اولیاء ...... کو جو وجاہت، عظمت محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ کسی بھی سچے اور سُچے ایمان دار سے مخفی نہیں ...... اللہ، مالکِ حقیقی ہے، وہ اپنے کرم سے جسے چاہے اور جتنا چاہے نوازتا ہے، یوں تو وہ ساری کائنات کا رازق و کارساز ہے مگر اپنے خاص بندوں کے ساتھ اس کی عطاؤں اور کرم نوازیوں کی کوئی انتہا نہیں ...... وہ جب اپنے بندوں پر راضی ہو جاتا ہے تو انہیں اپنی شانوں کا مظہر بنا کر کائنات میں تصرف کے اختیارات سے نواز دیتا ہے ...... محبوب جو ٹھہرے ...... وہ اپنے ماذون و محبوب بندوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے ...... پھر لوگ انہیں آقا ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ''اعینونی یا عباداللہ'' کہہ کر پکارتے اور ان سے استمداد کرتے ہیں ...... ان مقبولان بارگاہ سے استمداد اور توسل کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرما دیتا ہے ...... گویا متصرف حقیقی اور حاجات کو پورا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ان اہل اللہ سے مدد طلب کرنا بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا اور اسی کی قدرتوں کا نظارہ کرنا ہے ......

مسئلہ استمداد، قرآن وحدیث اورآثار واقوال وافعال اکابر امت سے ثابت ہے اور سوائے شیخ ابن تیمیہ اور اس کے بعض متعقدین کے، علماء وائمہ اور محدثین ومفسرین اس کے جواز پر متفق ہیں......

عہد حاضر میں ایک طبقہ قرآن وحدیث کی تصریحات وتعلیمات سے صرف نظر کرتے ہوئے اہل اللہ کی عظمت وشان کا انکاری ہے اور ان ذوات قدسیہ پر''من دون اللہ'' والی آیات چسپاں کر کے ان سے استمداد بلکہ ان کی تعظیم وتکریم کو شرک ٹھہراتا ہے......

اللہ تعالیٰ جل وعلا اہل سنت کے ممتاز فاضل، جید مناظر، مقبول خطیب اور ابھرتے ہوئے محقق ومصنف علامہ غلام مصطفیٰ نوری زید مجدہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا......

فاضل مصنف نے پنج تن پاک سے عقیدت ومحبت کی بنا کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے اور حسن ترتیب یہ ہے کہ پہلے باب میں پچاس آیات بینات سے استمداد کا ثبوت فراہم کیا ہے......

دوسرے باب میں 101 احادیث مبا کہ اور آثار سے اس مسئلہ کو الم نشرح کیا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ متعلقہ احادیث کی جرح وتعدیل کا محنت طلب کام بھی سر انجام دیا ہے...... اگر کسی راوی پر ضعف کا الزام ہے تو مولانا نے دلائل سے اس کی ثقاہت کو ثابت کیا ہے...... باب سوم میں مسئلہ استمداد کے موید اقوال وافعال کا بیان ہے...... چوتھے باب میں منکرین کی عبارات سے استشہاد ہے اور پانچویں اور آخری باب میں''من دون اللہ'' والی آیات کے جوابات دیئے ہیں......

احقر اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پر چار سو صفحات کی اس ضخیم کتاب کا بالاستیعاب تو مطالعہ نہیں کر سکا، البتہ جستہ جستہ مقامات سے اسے دیکھا ہے......

ماشاء اللہ فاضل مصنف نے موضوع کو نہایت عمدگی سے نبھایا ہے، مخالفین کے جوابات بڑی متانت سے دیئے ہیں اور مقدور بھر تحقیق ومحنت سے مسئلہ زیرِ بحث کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے...... **فجزاہ اللہ تعالٰی احسن الجزاء۔**

حضرت علامہ نوری صاحب نے اس کتاب کا نام الاستعانۃ والاستمداد رکھا ہے...... بلا شبہ اللہ تعالٰی کے ہاں سب سے اعلٰی مقام انبیاء کرام ورسل عظام کا ہے اور انبیاء ورسل (علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) میں بلند ترین درجہ امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین سرکار ابد قرار ﷺ کو حاصل ہے...... اس لیے سب سے بڑے مقرب بارگاہ خدا اور منبع جود وعطا اور دافع جملہ بلا آپ ہی ہیں...... **صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ وبارک وسلم**...... انبیاء ورسول کو بھی جو کچھ ملا، آپ ہی سے ملا...... **کما قال البوصیری:**

وکلھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم

اس مناسبت سے حضرت مصنف زید علمہ نے اس کتاب کا عام فہم او معروف نام ''مشکل کشا نبی ﷺ'' تجویز کیا ہے...... اللہ تعالٰی جل وعلا علامہ صاحب کی اس سعی جمیلہ کو بابرکت بنائے، اسے قبولیت عامہ نصیب فرمائے اور ان کے علم، عمل، عمر اور اخلاص میں اضافہ فرمائے......

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ ونور عرشہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین، والحمد للہ رب العالمین

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ
مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين

کائنات کی ہر شئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، ہر نعمت و رحمت اس نے پیدا کی ہے، نعمت و رحمت کا وسیلہ بننے والے اس نے پیدا کئے ہیں، انسان کو فائدہ یا نقصان پہنچانے کی قوت، جذبہ اور ارادہ بھی اسی کا دیا ہوا ہے، اس عقیدے کے ساتھ ہی اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندے اللہ تعالیٰ نعمتوں کے حصول کا وسیلہ، ذریعہ اور سبب بن جاتے ہیں تو وہ معاذ اللہ ایمان واسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

اس وقت راقم کے سامنے آٹھویں صدی ہجری کے عظیم عالم حضرت ابو عبداللہ بن محمد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام فی الیقظۃ والمنام'' ہے اس کا ایک نسخہ ہے، راقم اس کا اردو ترجمہ کر رہا ہے، اس میں حضرت مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک، حدیث پاک اور اپنے سنے ہوئے واقعات کی روشنی میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے مختلف ضرورتوں اور حاجتوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت مجسم، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں امداد کی درخواست کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد فرمائی۔

ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نوجوان اور محقق عالم دین مولانا علامہ غلام مصطفٰے نوری متع اللہ المسلمین ببقاۂ وعلومہ مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ، ساہیوال نے ایک ضخیم کتاب ''الاستعانۃ والاستمداد من الانبیاء والاولیاء الکرام'' المعروف بہ ''مشکل کشا نبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے لکھی ہے جس میں قرآن پاک کی پچاس آیات، احادیث مبارکہ اور اکابر سلف صالحین کے ارشادات سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بندے امداد کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب لینا کسی طرح بھی درست نہیں کہ یہ حضرات مستقل مشکل کشا ہیں، ان کی امداد کے ہوتے ہوئے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی امداد کی بھی ضرورت نہیں ہے، ایسا عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امداد اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس امداد کا وسیلہ، ذریعہ اور سبب ہیں۔

حضرت علامہ نے جو روایات واحادیث پیش کی ہیں ان پر مخالفین کے وارد کردہ اعتراضات کا عالمانہ انداز میں جواب دیا ہے، جنہیں پڑھ کر منصف مزاج کے لئے انکار کی گنجائش نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کے علم وقلم میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے علم سے امتِ مسلمہ کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

۲۰- جمادی الآخرۃ ۱۴۲۵ھ

۷- اگست ۲۰۰۴ء

تقریظ

امام المناظرین سندِ الفاضلین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی

سجادہ نشین مناظر اعظم خلیفہ زماں رازی دوراں

حضرت مولانا محمد عمر صدیقی اچھروی رحمتہ اللہ علیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم o نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

دورِ حاضرہ میں قرآن وحدیث کا نام لے کر امت مسلمہ کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور باطل افکار کی اشاعت زوروں پر ہے۔ قرآن وحدیث کے مفاہیم کو خلط ملط کر کے امت مسلمہ کو صراط مستقیم سے دور کیا جا رہا ہے۔

مثلاً قرآن حکیم میں متعدد مقامات من دون اللہ اور غیر اللہ کا ذکر موجود ہے اور الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ والذین یدعون من دون اللہ دوسرے مقام یا اہل بہ بغیر اللہ باطل فرقہ کے لوگ ان آیات سے انبیاء اللہ اولیاء اللہ کو پکارنے سے روکتے ہیں اولیاء اللہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ذبح کئے جانے والے جانور کو حرام کہتے ہیں حالانکہ ان آیات کا انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں کیونکہ اولاً یدعون کا ترجمہ پکارنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے اور اس ترجمہ کی تائید تقریباً جملہ مفسرین ومحدثین فرماتے ہیں اور وما اھل بغیر اللہ کا ترجمہ غیر اللہ کا نام بوقت ذبح لینے والے ہے بزرگوں کے ایصال ثواب کی ممانعت کسی بھی صحیح العقیدہ اسلاف نے نہیں کی۔

علاوہ ازیں قرآن پاک میں جہاں بھی من دون اللہ یا غیر اللہ کا لفظ آتا ہے اس سے مراد وہ بت یاں انسان ہیں جن کو لوگ اپنا خدا مان کر ان کی عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں الحمد سے والناس تک ان الفاظ کا مصداق کہیں بھی انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کو نہیں بنایا۔

پھر ان آیات کو انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ منسوب کرنا ان آیات کا سہارا لے کر اللہ کے پیاروں کا رد کرنا ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ میں اللہ کا فرمان ہے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور خاص تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم۔

افکار و افھام اور لسان باطلہ رکھنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا جائز نہیں حالانکہ اس آیت کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔ عبادت گزار جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں خاص تیری ہی عبادت کرتا ہوں تو جواب آتا ہے کہ اے انسان تمہیں اتنی طاقت ہے کہ تو خاص میری ہی عبادت کر سکے عام عبادات پر مستقل مزاجی نہ رکھنے والا خاص عبادت کرے یہ کیسے ممکن ہے اور پھر تو کہاں میں کہاں میری شان اور قوۃ کے تو قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تو بندہ عرض کرتا واقعی یا اللہ میں حقیر انسان تو عالی شان تیرے سامنے میری کوئی حقیقت نہیں مگر میں تیری خاص عبادت کے لئے خاص تجھی سے مدد مانگتا ہوں جب میرے جیسے ناچیز کو عظیم و اکبر اللہ کی خاص مدد حاصل ہو جائے گی تو پھر میں تیری خاص عبادت کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر مدد من جہۃ العبادۃ کا ذکر ہے نہ کہ ہر مدد کا اور اگر ان کا اصل لوگوں کے کہنے پر یہ

سمجھ لیا جائے کہ یہاں سے مراد ہر قسم کی مدد ہے تو پھر قرآن کریم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے بارے امداد کی بے شمار آیات کہاں جائیں گی۔

یہ بے عقل لوگ ان آیات کو قرآن سے یا تو خارج کرنے کی طاقت رکھتے تو کر کے دکھائیں اور یا ماننے کی ان آیات کے ہوتے ہوئے استمداد انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی نے اپنی کتاب الاستمداد میں قرآن کریم کی متعدد آیات و احادیث لکھ کر ثابت کیا ہے استمداد فی انبیاء اللہ و اولیاء اللہ شرک و بدعت نہیں بلکہ قرآن حدیث اقوال صحابہ و بزرگان دین اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے اور یہی عقیدہ رکھنا صاحب قرآن وحدیث کی منشاء کے مطابق ہے میں نے جزوی طور پر کتاب کا مطالعہ کیا دل خوش ہوا اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس سعی جمیلہ کو قبول منظور فرما کر مولانا کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور دین دنیا میں سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والتسلیم

محمد عبدالتواب صدیقی

23-08-2004

تقریظ

محقق اہل سنت، سند المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راہ حق اس وقت مستور ہو جاتی ہے جب اس پر تعصب اور ہٹ دھرمی کی ریت تہہ در تہہ جمع ہو جائے اور راہ حق کے مبلغین علم کی دنیا سے قطع تعلق کر کے من گھڑت اور جہالت پر مبنی دلائل کا سہارا لینا شروع کر دیں۔ اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اہل علم حضرات مسائل (جو در حقیقت اختلافی نہیں) اختلافی کو قرآن و سنت کے دلائل قاہرہ سے مزین کر کے امت مسلمہ تک پہنچائیں تاکہ فتنہ پرور لوگوں کی سازشوں کا قلع قمع ہو سکے۔

مناظرِ اسلام علامہ غلام مصطفیٰ نوری زید مجدہٗ نے اس سے پہلے امت مسلمہ کو ''ترک رفع یدین'' پر نہایت علمی وقیع تصنیف کا تحفہ دیا اور اب ''استعانت واستمداد'' کے موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔

اگر تعصب کی رسی ہٹا کر دیکھا جائے تو بات نہایت واضح ہے۔ وہ یوں کہ حقیقتاً استعانت اور استمداد (یعنی طلب مدد) صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتی ہے اور انبیاء و اولیاء کرام کو وسیلہ بنایا جاتا ہے اور یہ نفوس قدسیہ عطائے الٰہی سے مدد کرتے ہیں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کا ایک بڑا ذخیرہ شاہد عمل ہے۔

حضرت علامہ موصوف زید مجدہٗ نے اسی راہ اعتدال کی نشاندہی کی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم ذات اس کتاب مستطاب کو شرف قبولیت عامہ عطا فرمائے اور اس کے افادہ و استفادہ کی دنیا کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد صدیق ہزاروی

۵- جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ/ ۲۳ جولائی ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک

تقریظ

مناظر اہل سنت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد انور حنفی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم ، اما بعد ......

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ تمام ادیان میں صرف اور صرف دینِ حق اسلام ہی ہے۔اسی طرح اسلام کے ماننے والوں میں سے جو تہتر گروہ بن گئے ہیں ان تمام گروہوں میں سے بفرمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق پر گروہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے۔اس کے علاوہ باقی تمام گروہ محض دعویٰ اسلام رکھنے والے ہیں اسلام کے اصل عقائد و اعمال سے انحراف کرنے والے ہیں۔

ان عقائد اسلامیہ میں ایک عقیدۂ اسلام انبیاء و اولیاء سے استمداد کا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے علاوہ باقی تمام فرقہ ہائے باطلہ کسی نہ کسی صورت میں اس عقیدہ کے منکر ہیں۔ اگرچہ عملی اعتبار سے دنیا داروں سے اپنی مساجد و مدرسوں کے چندوں اور اپنے دیگر امور میں ان کی مدد کے قائل ہیں۔

اس موضوع پر اگرچہ عربی اردو میں کئی علماء کرام نے قلم اٹھایا لیکن پھر بھی اس پر تشنگی کی کیفیت باقی رہی۔ جبکہ محقق العصر عمدۃ المناظرین محدث ساہیوال حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی مدظلہٗ العالی نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''الاستمداد المعروف مشکل کشائی'' میں نہ صرف دلائل کے

انبار لگا دیئے ہیں بلکہ اپنی اس تصنیف میں مفسرانہ، محدثانہ اور مناظرانہ فرض پورا کر کے علماء اھل سنت اور عوام اھل سنت پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔

اس قسم کی تصنیف کی ضرورت پر کئی علماء وفضلاء نے مجھے آگاہ کیا تھا اور ان حضرات کے جذبات میں نے محدث ساہیوال کو پہنچا دیئے۔ ان حضرات میں ہمارے ایک دوست حضرت عمر فاروق صاحب ہیں جو امریکہ میں قیام پذیر ہیں ان کی تو بہت دلی خواہش تھی کہ ایسا جامع کام اس مسئلہ پر ہو جائے جس کو الحمد للہ ثم الحمد للہ محترم محدث ساہیوال حضرت علامہ غلام مصطفٰی نوری صاحب نے بدرجۂ اتم پورا فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ مکرم ومحترم محدث ساہیوال کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام فرمائے اور ذریعہ اخروی نجات فرمائے۔

آمین ثم آمین

پروفیسر محمد انور حنفی
کوٹ رادھ کیشن ضلع قصور

تقریظ

مناظر اہل سنت عالمِ باعمل

حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرحمٰن قادری آف اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل جلیل عالم نبیل اہلسنت و جماعت کے بے مثل خطیب مناظر اسلام قاطع دیوبندیت فاتح نجدیت محقق العصر جامع معقول و منقول حضرت العلام مولانا غلام مصطفٰے صاحب نوری قادری اشرفی فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال آپ کی تازہ ترین کتاب مشکل کشانی کا مسودہ مختلف مقامات سے دیکھا اور نہایت عمدہ پایا۔ حضرت علامہ مولانا صاحب نے مسئلہ استمداد پر اہلسنت و جماعت کے موقف پر بے شمار قرآنی آیات اور مستند تفاسیر کے حوالوں سے مزین فرمایا ہے اور صدہا احادیث مبارک اور اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ اور اولیائے کاملین کے اقوال و اعمال سے ثابت کیا اور منکرین کی کتب سے ثبوت پیش فرمائے۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام سے مدد مانگنا شرک نہیں ہے بلکہ انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے مدد کرتے ہیں اس سے قبل حضرت مولانا متعدد کتب لکھ چکے ہیں اور اپنی قابلیت کا لوہا منوا چکے ہیں حضرت علامہ مولانا کا اپنا ذاتی کتب خانہ موجود ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی بے شمار کتب ہیں حضرت صاحب نے اس کتاب کو نہایت ہی محققانہ انداز میں سپرد قلم فرما کر ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا غلام مصطفٰے نوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں

قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین۔

موصوف کی یہ کتب قابل دید ہیں۔

(۱) ''نورالانوار''

یہ رسالہ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر لکھنا ہے جس میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی چھپ چکا ہے۔

(۲) ''شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''

یہ رسالہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر حضرت نے تحریر فرمایا ہے یہ بھی چھپ چکا ہے۔

(۳) ''وسیلہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے۔

(۴) ''میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موضوع پر مستند تاریخ وسیرت کی کتب کے حوالہ جات سے مزین فرمایا ہے۔

(۵) ''نمازِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ اور نماز کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

(۶) ”ترک رفع یدین“

اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث مبارکہ کو چالیس اسناد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ہر راوی کی کتب اسما الرجال سے ثقاہت بیان کی گئی ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں ترک رفع یدین کی دیگر احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے عمل اور تابعین کے عمل اور اہل علم کے عمل سے ثابت کیا گیا ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی کرنی چاہیے۔ جب کہ تیسرے حصے میں قائلین رفع یدین کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن

امام وخطیب جامع مسجد مدینہ امیر کالونی اوکاڑا

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

باب چہارم

عنوانات	صفحہ نمبر

﴿بابِ پنجم﴾

باب اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اللهم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد و علیٰ آلہٖ واصحابه وبارک وسلم)

اس بات میں شک نہیں کہ ہر چیز کا حقیقی ذاتی مستقل بذات مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے وہی حقیقی طور پر مستعان ہے ہر قسم کی مدد اسی ذات اقدس ہی کی طرف سے ہے۔ مدد بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے نہ کوئی اس کی ذات میں شریک ہے نہ کوئی صفات مٰیں نہ کوئی اس کے افعال میں۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت عطائی ومجازی نہیں ہے۔ اس کی ہر صفت ذاتی حقیقی ہے۔ لہٰذا مخلوق میں سے کسی میں کوئی ذاتی صفت ماننا اس حقیقت سے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نہیں ہے اپنے طور پر ہی ذاتی طور پر یہ اس صفت کا مالک ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مقربین ومحبوبین میں اس حیثیت سے کمالات ماننا کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیے ہیں اور اللہ کی ہی مہربانی سے ان میں یہ صفات ہیں ہرگز یہ عقیدہ شرک وکفر نہیں ہے جیسا کہ بعض گمراہ لوگوں کا خیال ہے، دیکھئے مریض کو شفاء دینا، اندھے کو بینا کرنا، مردے زندہ کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں لیکن عطائی طور پر یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام بھی بیماروں کو شفا دیتے، اندھوں کو بینا کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے، دیکھئے پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 49۔

اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے ذاتی حقیقی طور پر جیسے فرمایا۔

انه هو السميع البصير .

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کے متعلق فرمایا۔

فجعلناہ سمیعا بصیراً۔

پس بنایا ہم نے (انسان) کو سننے والا دیکھنے والا۔

(پارہ نمبر 29 سورۃ الدھر آیت نمبر 2)

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے روف و رحیم سے ذاتی حقیقی طور پر لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے بنانے سے نبی کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی روف الرحیم ہیں دیکھئے پارہ نمبر 11 سورۃ التوبۃ آیت نمبر 128 میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی روف الرحیم فرمایا ہے۔ اگر کوئی بدبخت اس کو شرک و کفر سے تعبیر کرے تو اس کی اپنی بدبختی و شقاوت قلبی ہے۔

اسی طرح ہر قسم کی مدد کا مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے مدد قریب والے کی ہو یا دور والے ماتحت الاسباب ہو یا مافوق الاسباب ہو۔ ہر قسم کی مدد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے بنانے سے اس کے مقربین و محبوبین بھی مددگار ہیں اس حیثیت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں تو اللہ والوں کی مدد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے۔ اس مدد کو گمراہی سمجھنا، خود گمراہی ہے قرآن و حدیث بھرپور انداز میں اس عقیدہ منیفہ کی تائید کرتے ہیں۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے مدد بطور توسل کو کفر و شرک، گمراہی قرار دیتے ہیں وہ لوگ خود اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں قرآن و حدیث کا انکار کر کے اپنی ہی عاقبت کو خراب کرتے ہیں۔ اس موضوع پر قرآن مجید کی آیات بینات اور احادیث مبارکہ آئندہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔ روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہے کہ یہ عقیدہ صحیح اور سچا ہے اس کو

شرک قرار دینے والے خود غلط ہیں۔اب دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(باب اول آیات قرآنی کے بیان میں)

آیت نمبر 1:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة ویوتون الزکوٰة وهم راکعونo (پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 55)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے رہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

(ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر ترجمان القرآن صحابیٔ رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح منقول ہے۔

حافظکم وناصر کم ومؤنسکم.

(تفسیر ابن عباس ص 126 مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں ولی کا معنی کیا ہے حافظ، ناصر، مونس، یعنی حفاظت کرنے والا، مدد کرنے والا اور اُنس کرنے والا۔تو صحابی رسول کی تشریح وتوضیح سے ثابت ہوگیا کہ اس آیت میں ولی کا معنی حفاظت کرنے والا مدد کرنے والا ہے۔تو ثابت یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مددگار بنایا ہے اور اہل ایمان جو نماز قائم کرنے والے ہیں زکوٰۃ دینے والے ہیں وہ بھی مددگار ہیں اس آیت میں نہ قریب کی قید ہے نہ بعید کی تخصیص ہے نہ ظاہری زندگی کی قید ہے نہ بعد از وصال کی نہ ماتحت

الاسباب کی قید نہ مافوق الاسباب کی قید۔ تو جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مطلق و عام ہے تو کون ہے جو اس عام حکم کو ماتحت الاسباب اور زندہ قریب کی قید میں مقید کرے جو اس میں قید لگائے وہ اس کی اپنی ذہنی اختراع ہے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طلب مدد یا کسی بھی اللہ کے مقرب بندے سے مدد چاہنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور اہل ایمان کو مددگار نہ فرماتا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین بارگاہ کو مددگار سمجھنا یہ قرآنی عقیدہ ہے، (شانِ نزول) علامہ نسفی علیہ الرحمہ اپنی شہرہ آفاق تفسیرِ مدارک میں اس کا شان نزول بیان کرتے ہیں کہ: **انها نزلت فی علی رضی الله تعالیٰ عنه حین سأله سائل وهو راكع فی صلاته فطرح له خاتمه بقدر الحاجة۔**

(تفسیر مدارک 1 ص 405 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ تفسیر مظہری 3 ص 132)

ترجمہ: بے شک یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ آپ حالت رکوع میں تھے سائل نے آپ سے سوال کیا آپ نے حالت رکوع میں ہی اپنی انگوٹھی اتار کر اسے عطا فرما دی۔

ناظرین کرام دیکھئے اس آیت کا شان نزول ہی مدد کرنے کے متعلق ہے اگرچہ شانِ نزول خاص ہوتا ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا۔ دیکھئے تفسیر الاتقان از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ۔

تو اس آیت کا شانِ نزول اور آیت کے الفاظ مبارکہ اور صحابی رسول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور اہل ایمان جو نماز پڑھنے

والے زکوٰۃ دینے والے ہیں ان کو مددگار بنایا ہے جو نہ مانے اس کی ضد اور بدبختی ہے کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے۔

آیت نمبر 2.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر۔ (پارہ نمبر 28 سورۃ التحریم آیت نمبر 4)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے اپنا مددگار ہونا اور بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام کا اور نیک ایمان والوں کا اور سب فرشتوں کا مددگار ہونا بیان کیا ہے۔

اس آیت میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولا کا معنی کیا ہے۔ حافظ، ناصر، معین۔ دیکھئے تفسیر ابن عباس صفحہ 604 مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

اسی طرح حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تفسیر جلالین میں اس آیت میں مولا کا معنی کیا ہے (ناصر) دیکھئے تفسیر جلالین ص 465 مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

اسی طرح جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں اس آیت میں مولا کا معنی کیا ہے (ناصر) تفسیر مظہری 9 ص 343 مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

اسی طرح علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے تفسیر مدارک میں اس آیت میں مولا کا معنی کیا ہے۔ (ناصر) دیکھئے تفسیر مدارک 3 ص 1831 مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

تو ناظرین کرام: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو و نیک ایمان والوں کو مولا فرمایا ہے جس کا معنی آپ معتبر تفسیروں سے بڑھ چکے ہیں۔ مولا کا معنی ہے مددگار۔

تو حضرت جبریل علیہ السلام بھی مددگار ہوئے نیک اہل ایمان بھی مددگار ہوئے اس کے بعد تمام فرشتے مددگار ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں اور کسی سے مدد طلب کرنا کفر و شرک ہے معاذ اللہ وہ بتائیں کیا اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ یہ شرک کا درس دیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی مددگار بنایا نیک اہل ایمان کو بھی مددگار بنایا۔

مقربین بارگاہِ صمدیہ کی مدد کا انکار کر کے کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے منکر نہ ہوئے کیا یہ لوگ قرآن کے مخالف نہ ہوئے یہ کتنا ظلم عظیم ہے قرآنی عقیدے کو شرک قرار دینا قرآن کی مخالفت کرنا کیا اسی کا نام ایمان ہے۔ یہ لوگ اللہ والوں کی مدد کا انکار کر کے حقیقت میں قرآن کے منکر ٹھہرے ہیں۔ اللہ والوں کی مدد کا عقیدہ رکھنا یہ قرآنی ایمانی عقیدہ ہے۔

آیت نمبر 3:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین۔

(پارہ نمبر 10 سورۃ الانفال آیت نمبر 64)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کافی فرمایا اور اہل ایمان کو بھی کافی فرمایا علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ای کفاک اللہ وکفاک اتباعک من المومنین۔

(تفسیر مدارک 1 ص598 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

یعنی تجھے اللہ کفایت کرنے والا ہے اور ایمان والے جو آپ کے پیروکار ہیں وہ بھی آپ کو کفایت کرنے والے ہیں۔

شان نزول علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام سے مشرف ہو چکے تھے تو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مدارک 1 ص598)

یہی مضمون تقریباً اکثر مفسرین نے بیان کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ ایمان والے بھی ہمیں کفایت کرنے والے ہیں۔ ازروئے قرآن تو شرک نہیں ہے۔ (البتہ نجدی خبیث کے نزدیک شرک ہے)

آیت نمبر 4.

ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنسآء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا.

(پارہ نمبر 5 سورۃ النسآء آیت نمبر 75)

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور

بچوں کے واسطے یہ دعا کرر ہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ مکہ میں رہنے والے کمزور مرد وزن اہل ایمان فتح مکہ سے قبل یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ ہمارے لئے تو اپنی طرف سے کوئی حمایتی۔ مددگار بنا دے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا نبی کریم روف الرحیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی اتباع میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو۔ حمایتی اور مددگار بنا کر مکۃ المکرّمہ میں داخل کیا تو اس آیت میں حمایتی اور مددگار کا اعلیٰ ترین مصداق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

(مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی سے تشریح)

مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی اپنے ترجمہ وتفسیر میں اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے تین نمبر حاشیہ کے تحت کہتے ہیں کہ پس ولی ونصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہا جائے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور یا حضرت عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا جاوے کہ انہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں سب کو خوب آرام پہنچایا۔ ترجمہ: وتفسیر اشرف علی تھانوی ص 115 حاشیہ نمبر 3۔

تو ناظرین کرام یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اہل ایمان کا ولی ونصیر کہنا یہ قرآنی ایمانی عقیدہ ہے شرک وکفر جس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حمایتی و مددگار اہل ایمان کا ماننا عقیدہ شرک ہوتا جیسا کہ بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں تو ولی ونصیر کا مصداق حضور علیہ

السلام نہ ہوتے مگر ساری دنیا جانتی ہے اس شان سے مکۃ المکرّمہ میں داخل ہونے والے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی اتباع میں آپ کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ مگر برا ہو نجدی خبیث کا جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر مقربین بارگاہِ صمدیہ کو حمایتی اور مددگار ماننے کو عقیدہ شرک قرار دیتا ہے اور شیطان لعین کو خوش کرتا ہے اور اپنے اللہ عزوجل کو ناراض کرتا ہے۔

آیت نمبر 5.

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

هو الذی ایدک بنصرہٖ وبالمومنین.

(پارہ نمبر 10 سورۃ انفال آیت نمبر 62)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی مدد کے ساتھ ایمان والوں کی مدد کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے آپ کی مدد کی اپنی نصرت کے ساتھ اور ایمان والوں کے ساتھ۔ معلوم ہوا کہ بالواسطہ مدد بھی اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے اس کا منکر قرآن کا منکر ہے یہی ہم کہتے ہیں کہ اللہ والوں کی مدد یہ مدد بالواسطہ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے مدد ہے کسی غیر کی طرف سے نہیں ہے جس کا انکار کر کے نجدی خبیث خود بھی گمراہ ہوا اور اہل ایمان کو بھی کافر ومشرک قرار دیا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

آیت نمبر 6.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

وتعاونوا علیٰ البر والتقویٰ. (پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 2)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم فرمایا ہے اگر کسی کی مدد شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اس کا حکم کیوں فرماتا۔ معلوم ہوا کہ اہل ایمان کا مدد کرنا یہ شرک نہیں گمراہی نہیں بلکہ یہ عقیدہ قرآنی اسلامی ایمانی عقیدہ ہے۔ بدبخت تو وہ ہے جو اس مدد کا انکار کر کے قرآن کے منکر ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ عزوجل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے اور اپنی عاقبت خراب کر لی ہے کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین)

پھر یہ بھی یاد رہے یہ آیت بھی مطلق و عام ہے اس میں بھی کسی قسم کی تقید و تعیین نہیں ہے یعنی دور و نزدیک کی شرط یا ظاہری زندگی یا بعد از وصال کی قید نہیں ہے۔ یہ سب قیود اس نجدی ملاں کی ذہنی اختراع ہے جس کا قرآن و حدیث میں کہیں بھی ثبوت نہیں ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدی وہابی کی وبا سے

آیت نمبر 7.

اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین. (پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 153)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ صبر اور نماز سے مدد چاہیں۔ صبر اور نماز بھی تو غیر اللہ ہیں اللہ تو نہیں ہیں ہاں قرب خداوندی کا عظیم ذریعہ ہیں تو اگر غیر خدا سے مدد چاہنا شرک ہوتا تو نماز اور صبر سے مدد چاہنے کا حکم نہ ہوتا کیونکہ یہ بھی غیر اللہ ہیں۔ پتہ چلا کہ جو قربِ خداوندی کا ذریعہ وسبب ہے اس سے مدد چاہنا یہ غلط نہیں ہے بالکل درست ہے اور قرآن کے مطابق ہے۔ جب نماز اور صبر خدا سے ملاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں تو پھر اولیاء کرام کی صحبت و معیت ان کی فرماں برداری ان سے عقیدت و محبت بھی تو قربِ خداوندی کا عظیم ذریعہ ہے پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت و عقیدت اور فرماں برداری خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین تاجدار کائنات اصلِ کائنات باعث تخلیق کائنات جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تو ساری کائنات کے لئے رحمت ہے وسیلہ اعظم ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو فرض وواجب ہے جس کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ و ذریعہ آپ کی ذات اقدس سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کو یہ نجدی خبیث کیوں شرک کہتا ہے۔

اے رضا احمد پاک کا فیض ہے
ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے مدد چاہنا بالکل حکمِ خداوندِ تعالیٰ کے مطابق ہے۔ جس کے جواز میں کسی کو ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں سوائے منکر بے دین کے۔

آیت نمبر 8.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

له معقبٰت من بين يديه و من خلفه يحفظو نه من امر الله.

(پارہ نمبر 13 سورۃ الرعد آیت نمبر 11)

ترجمہ: آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل وحدہٗ لاشریک نے فرشتوں کو انسان کا محافظ یعنی حفاظت کرنے والے قرار دیا ہے اب نص قطعی سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں یقیناً یہ انسانوں کی ایک بہترین مدد ہے اب جو مخلوق میں سے کسی کی مدد کو بھی شرک قرار دیتے ہیں وہ کتنا بڑا ظلم کرتے ہیں اور وہ لوگ ناانصاف ہیں اور قرآن مجید کی کئی آیات بینات کے منکر ہیں حالانکہ یہ بات مسلّم ہے کہ ذاتی حقیقی مستقل طور پر حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس میں کسی کو انکار نہیں یہ فرشتوں کو حفاظت کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ نے ہی قرار دیا ہے تو معلوم ہو گیا کہ ذاتی طور پر حفاظت کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی عطا سے اس کے بنانے سے فرشتے بھی ہمارے نگہبان ہیں۔ تو فرشتے تو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خدام ہیں تو جن کے خدام یہ عظمت رکھتے ہیں ان خدام کے آقا اور تاجدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولیٰ یہ طاقت رکھتے ہیں۔ جب فرشتوں کی حفاظت توحید

کے منافی نہیں تو پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد توحید کے منافی کیسے ہوسکتی ہے بشرطیکہ اگر نجدی خبیث کو سمجھ آ جائے تو۔

آیت نمبر 9.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

وهو القاهر فوق عباده ويرسل عليكم حفظة.

(پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 61)

ترجمہ: اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔
(ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے فرشتوں کو ہمارا محافظ فرمایا ہے۔ معلوم ہوگیا کہ فرشتے باذن اللہ تعالیٰ بندوں کی مدد کرتے ہیں بصورت حفاظت تو جو لوگ کہتے ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی مدد نہیں کرسکتا کیا انہوں نے ان آیات قرآنی کا انکار نہیں کیا ضرور کیا ہے ایسے لوگ قرآن مجید کے منکر ہیں اگرچہ زبانی دعویٰ کچھ بھی کرتے رہیں۔ تو جو چیز فرشتوں کے حق میں کفر وشرک نہیں وہی چیز اللہ تعالیٰ کے دیگر مقرب بندوں کے حق میں کیسے شرک ہوسکتی ہے۔

آیت نمبر 10.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہٗ لاشریک نے فرمایا۔

اذقال الله يعيسى ابن مريم اذكر نعمتى عليك وعلىٰ والدتك اذايدتك بروح القدس تكلم الناس فى المهدو كهلا واذ علمتك الكتب والحكمة والتورىٰه والانجيل واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيرا باذنى وتبرى الاكمه

والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی۔

(پارہ نمبر 7 سورۃ المائدہ آیت نمبر 110)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ نے تو نجدی مذہب کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ نجدی وہابی مذہب کے سارے اصولوں کو تباہ برباد کر دیا ہے۔ یہ خبیث کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو فرمایا کہ میں نے تیری مدد پاک روح سے کی ہے اب پاک روح کی مدد یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے اسی کے حکم سے ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد پاک روح سے فرماتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ اے عیسیٰ بن مریم تو مٹی کی مورت بنا کر پھونک مارتا ہے تو وہ میرے حکم سے اُڑ جاتی ہے۔ تو مادرزاد اندھوں کو شفا دیتا ہے تو برص کو دور کرتا ہے، تو مردوں کو زندہ کرتا ہے میرے حکم سے۔ قرآن نے کتنی وضاحت کر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام شفا دیتے ہیں اگر یہ عقیدہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں یہ فرماتا۔ اب جو بد بخت لوگ ذلیل فطرت لوگ کہتے ہیں کہ کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا، کوئی کسی کے کام نہیں آ سکتا، کوئی کسی کو فائدہ نہیں

پہنچا سکتا۔ انہوں نے صراحتاً کھلے لفظوں میں قرآن مجید کو ٹھکرا دیا ہے۔ قرآن کے ساتھ ان لوگوں نے کفر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی ہے۔ وہ لوگ کھلے طور پر گمراہ بے دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نجدی وہابی غیر مقلدوں کے شر سے سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

آیت نمبر 11.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین و آخرین منهم لما یلحقوا بهم ط وهو العزیز الحکیم.

(پارہ نمبر 28 سورۃ الجمعۃ آیت نمبر 2،3)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں کتنا واضح بیان ہے کہ نبی کریم روف الرحیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں اور انہیں بھی علم عطا فرماتے ہیں اور پاک کرتے ہیں جو ابھی پہلوں سے نہیں ملے یعنی بعد میں آنے والے۔

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اس کے

تحت فرماتے ہیں۔ یا وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں ان کو۔ (تفسیر خزائن العرفان حاشیہ نمبر 10)

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہونے والوں کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پاک فرماتے ہیں اور علم وحکمت عطا فرماتے ہیں کئی مفسرین نے یہی مضمون بیان کیا ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:

وآخرین کا عطف **یعلمھم** پر ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو بعد میں آنے والے ہیں ان کو بھی علم وحکمت عطا فرماتے ہیں۔ جناب عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ وہ تابعین ہیں اور جناب ابن زید نے کہا ہم جمیع من دخل فی الاسلام الیٰ یوم القیامۃ کہ قیامت تک اسلام میں داخل ہونے والا ہر فرد مراد ہے۔
(تفسیر مظہری 9 ص 275 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

(**وآخرین منھم لما یلحقوبھم**) سے مراد تمام عجم اور ہر وہ شخص جس نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے۔
(تفسیر ابن کثیر 4 ص 363 مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

علامہ خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اور کہا گیا ہے کہ آخرین سے مراد عجم ہیں اور یہ قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعید بن جبیر علیہ الرحمہ کا ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ وہ تابعین ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر وہ شخص مراد ہے جو بھی قیامت تک اسلام میں داخل ہو۔

(تفسیر خازن 4 ص 264 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اڈہ بازارا کوڑہ خٹک)

تو ناظرین کرام: ان معتبر تفسیروں سے ثابت ہو گیا کہ آیت میں (و آخرین منهم لما یلحقو بهم) سے مراد تابعین علیہم الرضوان کے ساتھ ساتھ قیامت تک اسلام میں داخل ہونے والا ہر خوش نصیب شخص مراد ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اب بھی اور قیامت تک غلاموں کو پاک کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے علم عطا فرماتے ہیں، فرماتے رہیں گے کیا یہ مدد نہیں ہے کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فضل و کرم نہیں، یقیناً ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امت کی عظیم مدد ہے جس کا نجدی انکار کرتا ہے۔

آیت نمبر 12.

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینهم ردما. (پارہ نمبر 16 سورۃ الکھف آیت نمبر 95)

ترجمہ: کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے تو میری مدد طاقت سے کرو میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

جناب حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ قوت کے ساتھ میری مدد کرو تو اگر بندوں سے مدد مانگنا شرک و کفر ہوتا تو جناب ذوالقرنین کیوں فرماتے کہ تم میری مدد کرو حقیقت میں بندوں کی مدد اللہ کی مدد کی مظہر ہے حقیقی مستعان بیشک اللہ تعالیٰ ہے بندوں کی مدد بطور مظہر یا سبب و ذریعہ اور وسیلہ کے طور پر قرآن و حدیث سے ثابت شدہ امر ہے۔

آیت نمبر 13.

قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔

جناب روح اللہ کلمۃ اللہ رسول اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا۔

یاایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحوارین من انصاری الیٰ اللہ ط قال الحواریون نحن انصار اللہ.

(پارہ نمبر 28 سورۃ الصّف آیت نمبر 14)

ترجمہ: اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔ (ترجمہ: کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں کتنی وضاحت ہے کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مدد مانگی اگر بندوں سے طلب مدد کفر و شرک ہوتی جیسا کہ گمراہ لوگ سمجھتے ہیں تو اللہ کا پاک نبی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بندوں سے مدد کیوں طلب کرتے پھر خدا نے بھی منع نہیں کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جب میں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور قادر مطلق بھی ہوں قریب و بعید کی ساری چیزیں میرے ہی قبضہ و قدرت میں ہیں تو پھر تو نے بندوں سے مدد کیوں طلب کی خدا نے تو منع نہیں کیا قرآن بندوں سے طلب مدد منع نہیں کرتا۔ تو نہ جانے پھر کیوں ان خبیثوں کو تکلیف ہے اور ساری امت کو طلب مدد کی وجہ سے شرک میں گرفتار سمجھتے ہیں اور امتِ مسلمہ پر فتوے لگاتے ہیں تو ناظرین کرام آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ بندوں سے طلبِ مدد کا عقیدہ

اسلامی ایمانی قرآنی عقیدہ ہے۔

آیت نمبر 14.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بماتاکلون وما تدخرون فی بیوتکم.

(پارہ نمبر 4 سورہ آل عمران آیت نمبر 49) .

ترجمہ: اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرر کھتے ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

لو جناب: اس آیت میں تو خود حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مادر زاد اندھے کو شفا دیتا ہوں یہ الفاظ کتنے واضح اور روشن ہیں اپنے مدلول میں روشن ترین ہیں لیکن کیا کریں کہ اندھوں کو بالکل نظر نہیں آتا یا پھر ان نجدی وہابی دل کے اندھوں نے تعصب کی عینک لگا رکھی ہے یا پھر اپنے پرانے ساتھی شیطان لعین کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر یہ بات نہیں تو پھر کیا وجہ ہے اس عقیدے کو کیوں کفر وشرک قرار دیتے ہیں جو کہ واضح طور پر قرآن مجید میں مذکور ہے، وہابیہ خبیثیہ کے طور پر تو یہ کہنا شرک ہے کہ میں شفا دیتا ہوں لیکن ہمیں ان نجدی ملاؤں سے کیا بات تو قرآن وسنت کی ہے قرآن نے گواہی دے دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی بارگاہ میں نعمتیں تقسیم ہوتی ہیں کرم فرمائی ہوتی ہے۔

آیت نمبر 15.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا۔

خذمن اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم.

(پارہ نمبر 9 سورۃ التوبہ آیت نمبر 103)

ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

غزوہ تبوک میں کچھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل نہ ہو سکے انہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا کہ جب تک محبوب پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس سے نہ کھولیں گے یونہی رہیں گے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

منکرین کہتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ نقصان لیکن قرآن کہتا ہے کہ سرکار دو عالم نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کو پاکیزگی عطا فرماتے ہیں ستھرا کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مبارک غلاموں کے دلوں کا سکون ہے، یہ مدد نہیں تو اور کیا ہے، منکر کو نظر نہ آئے تو یہ اس کی اپنی بدبختی ہے

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے محبوبین مقربین اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کے مالک ہیں، ظاہر یہ ہے کہ جب انہیں شفاعت کا مالک بنایا گیا ہے تو وہ شفاعت بھی کریں گے اور ان کی شفاعت کی وجہ سے بندوں پر رحم وکرم ہوگا، وہ

آیت یہ ہے۔

آیت نمبر 16.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لایملکون الشفاعة الا من اتخذ عندالرحمن عهدا.

(پارہ نمبر 16 سورۃ مریم آیت نمبر 87)

ترجمہ: لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں صاف واضح فرما دیا گیا ہے کہ شفاعت کے مالک صرف وہی حضرات ہیں جنہوں نے اللہ کے ہاں عہد کر رکھا ہے۔ یعنی محبوبین بارگاہ صمدیہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان۔ قرآن مجید کے اس صاف روشن بیان کے بعد بھی جو یہی ضد کرتا رہے کہ کوئی نفع نہیں دے سکتا اولیاء کرام سے شفاعت چاہنا شرک کے زمرے میں آتا ہے یقیناً وہ کھلم کھلا قرآن کا منکر ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور وہ شخص گمراہ ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالت کرے حق واضح ہو جانے کے بعد تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اولیاء کرام سے شفاعت چاہنا غلط نہیں ہے بلکہ عین حکم قرآن کے مطابق ہے اب جس کا دل چاہے تسلیم کرے جو چاہے انکار کر دے اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

آیت نمبر 17.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ولا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد

بالحق وھم یعلمون. (پارہ نمبر 25 سورہ الدخان آیت نمبر 86)

ترجمہ: اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

اس آیت مبارکہ میں بھی حق کی گواہی دینے والوں کو شفاعت کا مالک قرار دیا گیا ہے یعنی بارگاہِ الوہیت کے مقربین کو اور جن کی کفار و مشرکین عبادت کرتے ہیں یعنی بتوں کی ان سے شفاعت کی نفی کی گئی ہے اب قرآن مجید تو بتوں سے شفاعت کی نفی کرے کہ وہ شفاعت کے مالک نہیں ہیں اور وہابیہ خبیثیہ اس آیت کو اور ان جیسی اور کئی آیات کو جن میں بتوں سے شفاعت کی نفی کی گئی ہے پڑھ کر اولیاء کرام پر چسپاں کر کے کہے کہ دیکھو جی قرآن کہتا ہے کہ کوئی شفاعت کا مالک نہیں اب یہی بتائیں جو بتوں والی آیات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر فٹ کرے بھلا اس نے دین کی کیا خدمت کی ہے بلکہ اس نے تو اللہ کے مقبول بندوں کی بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور قرآن مجید کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا ہے، بالکل اسی طرح کی خیانتیں کرنا یہود و نصاریٰ کا فعل ہے، بہر حال قرآن مجید سے ثابت شدہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے شفاعت کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ کے بنانے سے اور وہ باذن الٰہی مدد و شفاعت کرتے ہیں۔

آیت نمبر 18.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اذ یوحی ربک الی الملئکة انی معکم فثبتوا الذین آمنوا.

(پارہ نمبر 9 سورۃ الانفال آیت نمبر 12)

ترجمہ: جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اہل ایمان کو ثابت قدمی دیتے ہیں اور فرشتے بھی تو اللہ تعالیٰ کے عزت والے بندے ہیں جیسا کہ فرمایا (بل عباد مکرمون) بلکہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے معزز بندے ہیں تو جب فرشتوں کی مدد توحید کے منافی نہیں تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کی مدد کیسے توحید و اسلام کے منافی ہو سکتی ہے۔ ہاں جس کے دل میں ٹیڑھا پن ہو گا اسے ضرور مخالف نظر آئے گی۔ معلوم ہو گیا کہ اللہ کے مقرب بندے مددِ الٰہی کے مظہر ہیں حقیقت میں یہ مدد اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے کسی غیر کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ اصل مدد تو اللہ تعالیٰ کی ہی ہے اللہ کے مقرب بندے اس کے خدام و آلات اور مظہر ہیں۔

آیت نمبر 19.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

والمؤمنون والمؤمنت بعضهم اولياء بعض.

(پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 71)

ترجمہ: مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اہل ایمان کا مددگار فرمایا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مددگار بنا دیا تو اب جو انہیں مددگار نہ مانے وہ کھلم کھلا قرآن مجید کا منکر ہے اور وہ شخص گمراہ ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیت نمبر 20.

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

والنزعت غرقا o والنشطت نشطا o والسبحت سبحا o فالسبقت سبقا o فالمدبرت امرا o

(پارہ نمبر 30 سورۃ النزعت آیت نمبر 1 تا 5)

ترجمہ: قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں، اور نرمی سے بند کھولیں، اور آسانی سے پیریں، پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں، پھر کام کی تدبیر کریں۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

مذکورہ آیات میں سے آیت نمبر پانچ میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ان فرشتوں کی قسم یاد فرمائی جو فرشتے دنیاوی امور کی تدبیر کرتے ہیں یعنی دنیاوی امور ان کو تفویض کیے گئے ہیں کسی فرشتے کی بارش، نباتات وغیرہ پر ڈیوٹی ہے تو کسی کی قبض ارواح پر وغیرہ جیسا کہ اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرشتے حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام ہیں دیکھیے تفسیر ابن عباس ص 633 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

مفسر قرآن علامہ خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

اما قوله، فالمدبرات امرا. خاجمعوا علیٰ انهم الملائكة قال ابن عباس (رضی الله عنه) هم الملائكة و كلوا بامور عرفهم الله عزوجل العمل بها وقال عبدالرحمن بن سابط يدبر الامر فی الدنيا اربعة املاك جبريل وميكائيل واسرافيل وملك الموت واسمه عزرائيل فاما جبريل فموكل بالرياح والجنود واما ميكائيل فموكل

بالقطر والنبات واما ملک الموت فموکل بقبض الانفس واما اسرافیل فهو ینزل علیهم بالامر من الله.

(تفسیر خازن 4 ص 350 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اڈہ بازار اکوڑہ خٹک)

مذکورہ بالا عربی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیاوی امور کی تدبیر پر اللہ تعالیٰ نے چار فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں جبکہ حضرت میکائیل علیہ السلام بارش برسانے اور نباتات پر مامور ہیں اور حضرت عزرائیل علیہ السلام جانوں کے قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تمام پر اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر نازل ہونے پر مامور ہیں۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

قال علی ومجاهد وابو صالح والحسن وقتادة والربیع بن انس والسدی هی الملائکة زادالحسن تدبر الامر من السماء الیٰ الارض یعنی بامر ربها عزوجل ولم یختلفوا فی هذا.

(تفسیر ابن کثیر 4 ص 466 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مجاہد اور ابو صالح اور جناب حسن اور جناب قتادہ اور جناب ربیع بن انس نے اور سدی نے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں حضرت حسن نے یہ بات زیادہ بیان کی کہ وہ فرشتے اپنے رب کے حکم سے کام کی تدبیر کرتے ہیں آسمان سے زمین کی طرف۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقال البغوی قال ابن عباس هم الملائکة الذین وکلوا بامور عرفهم الله عزوجل العمل بها قال عبدالرحمن بن سابط یدبر الامر

فی الدنیا اربعة جبرئیل و میکائیل وملک الموت واسرافیل اما جبرئیل فوکل بالریاح والجنود واما میکائیل فوکل بالمطر والنبات واما ملک الموت فوکل بقبض الانفس واما اسرافیل فھو ینزل بالامر علیھم. (تفسیر مظہری 10 ص 187 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

ترجمہ: اور کہا بغوی نے کہ فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرشتے ہیں جو مقرر کیے گئے ہیں کئی امور پر کہا عبدالرحمٰن بن سابط نے کہ دنیاوی امور کی تدبیر کرنے والے چار فرشتے ہیں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام حضرت جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں اور حضرت میکائیل بارش اور نباتات پر مقرر ہیں اور حضرت عزرائیل قبض ارواح پر اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان سب پر اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔

تو ناظرین کرام آپ نے معتبر تفاسیر کے حوالے سے پڑھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات عالم میں امور کی تدبیر کرتے ہیں اور باذن الٰہی اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر تصرف کرتے ہیں اب جو لوگ اللہ کے ماسوا سے ان امور کی نفی کرتے ہیں کیا وہ ان آیات اور معتبر تفاسیر کے منکر نہیں ٹھہرے جو کہ صحابہ کرام اور تابعین اور کئی مفسرین کرام سے ثابت ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ تعالیٰ کے مقربین کا کائنات عالم میں تصرف کرنا نہ تو غلط ہے نہ شرک و کفر ہے بلکہ یہ عقیدہ قرآنی اسلامی عقیدہ ہے جس سے نجدی دور ہے۔

آیت نمبر 21.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص

علیکم بالمومنین رؤف الرحیم. (پارہ نمبر 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 128)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رؤف اور رحیم فرمایا ہے، رؤف کا مہربان ہے اور رحیم کا معنی رحم کرنے والا۔ اب قرآنِ مجید تو یہ فرماتا ہے کہ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہل ایمان کے لئے مہربان اور رحم کرنے والے ہیں کسی پر رحم کرنا کیا یہ اس کی مدد نہیں ہے اگر یہ مدد نہیں تو اور پھر کس چیز کو مدد کہتے ہیں یقیناً یہ مدد ہی ہے۔ لیکن نجدی ملاں اتنا جری اور دلیر ہو گیا ہے کہ اس کو نہ تو خدا کے فرمان کی شرم ہے نہ اسلام اور مسلمانوں کی حیا پس شرک، شرک کی رٹ لگائے رکھتا ہے اور مسلمانوں پر شرک وکفر کا فتویٰ لگا کر اپنے خاص دوست شیطان کو خوش کرتا رہتا ہے اور اس سے دارِ تحسین حاصل کر کے اپنے دل کے سکون کا سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

آیت نمبر 22.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لمآ اٰتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہٖ ولتنصرنہ ط قال ء اقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری ط قالو اقررنا ط قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین. (پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 81)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (ترجمہ: کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین صلوٰت اللہ وسلام علیہم اجمعین کو فرمایا کہ تم نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بھی لانا اور ضرو، ضرور ان کی مدد بھی فرمانا۔ حضرات گرامی قدر! آپ غور وفکر فرمائیں کہ خود خالق مالک وہ لاشریک فرما رہا ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام کو کہ تم نے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنی ہے، اور مدد کرنے والے کو کہتے ہیں مددگار کسی نبی اور رسول نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض نہیں کی کہ تیری ذات اقدس کے ہوتے ہوئے ہماری مدد کی کیا ضرورت ہے بلکہ قرآن کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اقرار کیا اور ایک دوسرے پر گواہ ہوئے کہ ہم اس نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ایمان بھی لائیں گے اور ان کی مدد بھی کریں گے۔ معلوم ہو گیا کہ یہ قرآنی فیصلہ ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام مددگار ہیں جو نہ مانے اس کی اپنی مرضی۔

آیت نمبر 23

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ثم انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہٖ وعلی المومنین وانزل جنود

الم تروھا وعذب الذین کفروا وذالک جزآء الکفرون ۔

(پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 26)

ترجمہ: پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں جنگ حنین کا ذکر ہے کہ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کے لئے لشکر اتارے۔ اس آیت میں یہ بات کتنی روشن ہے کہ مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے لیکن ذریعہ ووسیلہ بنے فرشتے کہ اُن کے ساتھ اہل ایمان کی مدد فرمائی۔ بس یہی ہم کہتے ہیں کہ ہر قسم کی مدد اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے باقی سب اس کے خدام وآلات ومظہر ہیں مقربین بارگاہ صمدیہ کی مدد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے جو کہ آج تک نجدی خبیث کو اپنے خبیث باطن کی وجہ سے سمجھ میں نہ آئی۔

آیت نمبر 24.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ ثم ابلغہ مأمنہ ط ذلک بانھم قوم لا یعلمون.

(پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 6)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو، یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں اظہر من الشمس یہ بات واضح ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اگر کوئی پناہ مانگے تو اس کو پناہ ملتی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پناہ حاصل کرنا اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا حکم کیوں فرماتا کسی کو مشکل میں پناہ دینا کیا یہ اس کی مدد نہیں ہے، کیا یہ اس کی مشکل کشائی نہیں ہے یقیناً ہے لیکن اندھے نجدی کو نظر نہ آئے تو اس کی اپنی کمینگی اور شقاوت قلبی ہے۔

آیت نمبر 25.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کے لئے اپنی قمیص روانہ فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

اذهبوا ابقميصى هذا فالقوه علىٰ وجه ابى يات بصيرا.

(پارہ نمبر 13 سورۃ یوسف آیت نمبر 93)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (ترجمہ: کنز الایمان)

وہابیہ دیوبندیہ خبیثیہ اکثر یہ شور کرتے رہتے ہیں کہ مافوق الاسباب اشیاء میں مدد مانگنا یہ حرام ہے یعنی وہ امور جو عادتاً بندوں کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ وہ لوگ اس آیت مبارکہ میں غور وفکر کریں اور بنظر انصاف دیکھیں (بشرطیکہ انصاف ہو بھی تو) کہ اس آیت میں کیا یہ بات روز روشن کی طرح واضح نہیں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مافوق الاسباب کے تحت حضرت یعقوب علیہ السلام کی مدد فرمائی ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ مدد لینے

سے انکار نہیں فرمایا نہ ہی منع کیا نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس بات میں کوئی ممانعت فرمائی ہے نہ اس بات کو شرک و کفر قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ فوق الاسباب میں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوبین مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا و اذن سے۔ معلوم ہوا کہ حق مسلک اہل سنت و جماعت ہی ہے جو کہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔

آیت نمبر 26.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فلما ان جآء البشير القٰه علٰى وجهه فار تدّبصيرا o

(پارہ نمبر 13 سورہ یوسف آیت نمبر 96)

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں آ ئیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

دیکھا آپ نے کہ یوسف علیہ السلام کے قمیص مبارک کے منہ پر ڈالتے ہی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اگر یہ مدد کرنا نہیں ہے تو اور کس چیز کا نام مدد ہے، یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حضرت یعقوب علیہ السلام کی مدد فرمائی اور آپ نے اس مدد کو قبول کیا اور قرآن مجید نے واضح طور پر اس کا بیان کر دیا تا کہ اہل ایمان کے لئے خوشی کا باعث ہو اور منکر بے دین کے لئے باعثِ رنج و الم ہو۔

آیت نمبر 27.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ولو انهم رضوا مآ اٰتٰهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيوتينا الله من فضله ورسوله. (پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 59)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

اس آیت میں یہ بات کتنی روشن اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے فضل سے عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کرنے کی نسبت اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی فرمائی ہے، اور اس آیت میں نہ قریب کی قید ہے نہ بعید کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قریب سے دیتے ہیں لیکن دور والوں کونہیں عطا کر سکتے یا یہ کہ صرف ظاہری زندگی میں یہ عطا ہے اس کے بعد یہ عطا ختم ہو جائے گی معاذ اللہ یا یہ کہ ماتحت الاسباب دیتے ہیں اور مافوق الاسباب نہیں دیتے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ارشاد فرمائی۔ یہ قریب و بعد اور ماتحت الاسباب اور فوق الاسباب کی قیدیں سب نجدی کے اپنے گھر کی قیدیں ہیں قرآن و حدیث سے ہرگز ہرگز یہ تقسیم ثابت نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان نجدیوں کی وباء سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

آیت نمبر 28.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وما نقموا الاان اغنهم الله ورسوله من فضله.

(پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 74)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے غنی کرنے کی نسبت اپنے

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں اب جو منکر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی نفع نہیں دے سکتے اور کسی سے مدد چاہنا شرک وکفر ہے کیا وہ اس آیت اور ان جیسی اور آیات کا انکار کر کے منکر قرآن نہ ہوئے، ضرور ہوئے۔

آیت نمبر 29.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا.

(پارہ نمبر سورۃ الحشر آیت نمبر 7)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے عطا فرمانے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے اور منع کرنے کی نسبت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے۔

معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماذون و مامور ہو کر اپنے غلاموں کو نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں اور اپنی امت کی مدد فرماتے ہیں۔ جس کا نجدی خبیث منکر ہے۔

آیت نمبر 30.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا۔

فارسلنآ الیھاروحنا فتمثل لھا بشرا سویا ο قالت انی اعوذ

بالرحمن منک ان کنت تقیا o قال انما انا رسول ربک لا ھب لک غلٰما زکیاo (پارہ نمبر 16 سورہ مریم آیت نمبر 17 تا 19)

ترجمہ: تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا، بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

(ترجمہ: کنز الایمان)

ناظرین کرام! اس آیت مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور اس پر غور وفکر کریں کہ جناب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی کہ اے مریم میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دینے کے لئے آیا ہوں، نہ جانے یہ نجدی خبیث، حضرت جبرئیل علیہ السلام پر کیا فتویٰ صادر کریں گے پھر دیکھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بیٹا دینے کی نسبت کو اپنی طرف منسوب کرنے پر اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک بھی حضرت جبرئیل پر نہ ناراض ہوا نہ منع کیا نہ ہی کوئی شرک کا فتویٰ لگایا۔ لیکن اسی آیت مبارکہ نے نجدی دھرم کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے اس آیت مبارکہ نے نجدی مذہب پر ایسی بجلی گرائی ہے کہ کچھ بھی تو نہیں بچا ہائے نجدے تیرے ساتھ یہ کیا ہوا۔

تو، تو زور لگا، لگا کر یہی کہتا رہا کہ کوئی کچھ نہیں کرسکتا نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ ہی کوئی نقصان۔ نہ کوئی کسی کی مدد کرسکتا ہے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کر دی۔ معلوم ہوا کہ محبوبین بارگاہ الٰہیہ ماذون و مختار ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تقسیم کرتے ہیں عطا کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

نجدی خبیث اکثر یہ راگ بھی الاپتے رہتے ہیں کہ مافوق الاسباب امور

میں کسی سے مدد مانگنا یہ شرک و کفر ہے یعنی عادتاً جو کام بندوں کے اختیار میں نہیں ہیں وہ ان سے مانگنا یہ شرک اکبر ہے مگر یقین جانیئے قرآن مجید نے اس کا رد کیا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں تو یہ بات قطعاً شرک نہیں کیونکہ اگر یہ بات شرک ہوتی تو قرآن وحدیث میں اس کی وضاحت ہوتی۔ اگر یہ بات شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس کا صدور ہرگز نہ ہوتا کیونکہ تمام انبیاء مرسلین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین معصوم ہیں گناہ صغیرہ سے اور گناہ کبیرہ سے۔ اب اس کی تفصیل پڑھیئے ان آیات مبارکہ میں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مافوق الاسباب امور ہیں اپنے امتیوں سے مدد طلب کی۔

آیت نمبر 31.

قال یا ایھا الملؤ ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین o قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین.

(پارہ نمبر 19 سورۃ النمل آیت نمبر 38 تا 39)

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔

ناظرین محترم! دیکھیں ملکہ بلقیس کا تخت جو کہ سینکڑوں میل دور اور وہ بھی بقول مفسرین کے ساتویں مکان میں مقفل حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے امتیوں کو فرماتے ہیں کہ تم میں سے کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت لے کر حاضر ہو،

ایک جن نے عرض کی میں لے کر آتا ہوں اتنی دیر میں کہ آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لے کر آجاؤں گا، مفسرین نے یہاں پر فرمایا کہ آپ کی مجلس کا وقت صبح سے دوپہر تک تھا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے جلدی چاہیے۔ قرآن مجید نے فرمایا کہ وہ شخص اُٹھا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔

آیت نمبر 32.

قال الذی عنده علم من الکتب انا اٰتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ط فلما راٰه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی.

(پارہ نمبر 19 سورۃ النمل، آیت نمبر 40)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

مفسرین نے فرمایا کہ وہ حضرت آصف بن برخیا تھے۔ آپ نے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ خدمت میں سرانجام دیتا ہوں صرف اتنی دیر میں کہ ایک پلک بند کرنے سے پہلے میں تخت بلقیس حاضر کرتا ہوں پھر سلیمان علیہ السلام نے تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔

ناظرین کرام اس آیت کو دیکھیں اور نجدی کے عقیدے کو دیکھیں آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس آیت کا ایک ایک حرف نجدی کے لئے وبال جان ہے، نجدی کا پہلا عقیدہ کہ مافوق الاسباب امور میں کسی سے سوال کرنا شرک ہے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے مافوق الاسباب امر میں اپنے امتیوں سے سوال کیا۔

سینکڑوں میل دور سے ایک لحظہ میں تخت کا آ جانا یہ مافوق الاسباب امر ہے۔ یعنی یہ عادتا بندوں کے اختیار میں نہیں ہے کہ ہر بندہ سینکڑوں میل کے فاصلے سے ایک لحظہ میں اتنا لمبا چوڑا تخت لے کر حاضر ہو جائے۔ تو جناب اگر مافوق الاسباب امور میں کسی سے سوال کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے امتیوں سے یہ سوال کیوں کرتے۔

نجدی کا دوسرا عقیدہ کہ کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا خصوصاً مافوق الاسباب امور میں۔ کسی کو مدد کرنے کی طاقت نہیں دی گئی لیکن قرآن مجید نے نجدی کے اس دوسرے عقیدے کو بھی جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ حضرت آصف بن برخیا جو کتاب کے عالم تھے انہوں نے عرض کی میں تخت لے کر حاضر ہوتا ہوں کتنی دیر میں صرف ایک پلک بند کرنے کی مہلت میں اس کے مقبول بندوں کی طاقت دیکھیں کہ اللہ کا مقبول بندہ عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے پاک نبی میں پلک بند کرنے سے پہلے تخت لے کر حاضر ہوتا ہوں اگر کسی کو خدا نے مافوق الاسباب امور میں مدد کرنے کی طاقت نہیں دی تو حضرت آصف بن برخیا نے اس معاملہ میں کیسے مدد کی اور سینکڑوں میل کے فاصلے سے ایک لحظہ میں تخت بلقیس کیسے لے آئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو بڑی طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔ دور و نزدیک سے ماتحت الاسباب و مافوق الاسباب امور میں مقربین بارگاہِ صمدیہ مدد کرنے پر قادر ہیں لیکن ماذون و مامور من اللہ ہو کر۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اہل سنت کا عقیدہ ثابت ہوا اور نجدی کے عقیدے پر قرآن نے ایسی کاری ضرب لگائی کہ نجدی دھرم لنجا لنگڑا اندھا نظر آتا ہے۔

سچ فرمایا امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

آیت نمبر 33.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکة مردفینo (پارہ نمبر 9 سورۃ الانفال آیت نمبر 9)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ اس آیت کریمہ میں بھی یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ اہل ایمان کی مدد کی اب فرشتوں کا مدد کرنا یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے کسی غیر کی مدد نہیں ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ بارگاہِ صمدیہ کے مقربین کی امداد واعانت یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے کسی غیر کی ہرگز نہیں۔

آیت نمبر 34.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا۔

اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الف من الملئکة منزلین o بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الف من الملئکة مسومینo

(پارہ نمبر 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 124 تا 125)

ترجمہ: جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبرو

تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشاں والے بھیجے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین محترم ! اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد کو اپنی مدد فرمایا ہے، فرشتوں کا اہل اسلام کی مدد کرنا باذن اللہ تعالیٰ ہے بس یہی ہم کہتے ہیں کہ مقربین بارگاہِ صمدیہ کی مدد حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے فرشتوں کا مدد کرنا اور مددگار ہونا مجازاً ہے اور ذاتی مستقل طور پر حقیقی طور پر مددگار ہونا یہ صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کا ہی خاصہ ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی مدد بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے اس کا انکار نہ کرے گا مگر ضدی یا پھر جاہل۔

آیت نمبر 35.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ولو انھم رضوا مآ اٰتٰھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤ تینا اللہ من فضلہٖ ورسولہ. (سورہ توبہ آیت نمبر 59)

اس آیت میں یہ بات کتنی روشن اور واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے فضل سے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں عطائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منکر قرآن کا منکر ہے۔ یہ بات کتنی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مامور و ماذون ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں لیکن وہابیہ خبیثیہ کو تو تعصب وضد نے ایسا اندھا ہی کر دیا ہے کہ کوئی دلیل اسے نظر آتی ہی نہیں بلکہ ایسا اندھا ہو چکا ہے کہ جو اشیاء قرآن وحدیث سے ثابت ہیں انہیں بھی شرک وکفر ہی خیال کرتا ہے۔ (نعوذ بااللہ من ذلک)

آیت نمبر 36.

ولقد همت بہ وھم بھا لولا ان رَّا برھان ربہ ط کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء ط (سورہ یوسف آیت نمبر 24)

ترجمہ: اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت کی تشریح میں حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت زلیخا آپ کے درپے ہوئی اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندان اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ:

تفسیر جلالین میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قال ابن عباس مثل لہ یعقوب فضرب صدرہ

(تفسیر جلالین نمبر 192 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہوئے اور آپ نے اپنا دست مبارک آپ کے سینے پر پھیرا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ مختلف اقوال بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں۔

وقال قتادة واكثر المفسرين انه راى صورة يعقوب وهو يقول ، وقال الحسن وسعيد بن جبير و مجاهد و عكرمة والضحاك. انفرج له سقف البيت فراٰى يعقوب عليه السلام عاضا علیٰ اصبعهٖ وقال سعيد بن جير عن ابن عباس مثل يعقوب فضرب بيده فى صدرهٖ تا واخرج ابن جرير وابن ابى حاتم وابو الشيخ عن محمد بن سيرين قال مثل له يعقوب عاضا علیٰ صبعهٖ يقول يوسف بن يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم خليل الرحمن اسمک فى الانبياء.

(تفسیر مظہری 5 ص 154 مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین اور قتادہ، حسن، سعید بنَ جبیر، ضحاک، حضرت ابن عباس، محمد بن سیرین یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ وہ برہان جو حضرت یوسف علیہ السلام نے واقعہ زلیخا کے وقت دیکھی تھی وہ برہان حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کہ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے متمثل ہوئے اور فرمایا کہ اے یوسف آپ تو نبی ہیں اور نبیوں کی اولاد ہیں اور اپنا دست اقدس جناب یوسف علیہ السلام کے سینہ مبارک پر پھیرا۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں بھی ایک قول یہی نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو روح البیان اسی آیت کی تفسیر میں۔

(تفسیر ابن عباس سے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قول یہ بھی فرمایا کہ (ويقال راى صورة ابيه) اور کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی تھی۔ تفسیر ابن عباس ص 249 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

علامہ خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کہ برہان کی تفسیر جو کہ مفسرین نے فرمائی ہے (وہ یہ ہے)۔

قتادہ اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارکہ دیکھی تھی۔ اور کہا حسن اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور عکرمہ اور ضحاک نے کہ چھت پھٹی اور آپ نے دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت ظاہر ہوئی ہے اور اپنے انگلی مبارک اپنے منہ دبا رہے ہیں۔ (ملخصاً تفسیر خازن 3 ص 14 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اڈہ بازار اکوڑہ خٹک)

علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں:

واما البرهان الذی راٰہ ففیہ اقوال ایضاً فعن ابن عباس و سعید و مجاهد و سعید بن جبیر و محمد بن سیرین والحسن وقتادة وابی صالح والضحاک و محمد بن اسحاق وغیرهم رای صورة ابیه یعقوب عاضاً علیٰ اصبعهٖ بفمهٖ۔

(تفسیر ابن کثیر 2 ص 486 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس تفسیری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت ابن عباس اور سعید، مجاہد، سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، حسن، قتادہ، ابو صالح، ضحاک، محمد بن اسحاق وغیرھم سے یہ روایت ہے کہ برہان سے مراد یہ ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارکہ دیکھی اس حال میں کہ اپنی انگلی مبارک اپنے منہ اقدس میں دبا رہے ہیں۔

قرآن مجید کی آیت اور اس کی تفسیر سے جو کہ معتبر مستند تفسیری کتب سے مروی ہے ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے جسے قرآن مجید نے برہان کے ساتھ بیان فرمایا ہے لیکن نجدی، وہابی، دیوبندی، بدعقیدہ لوگ اس مدد کو شرک وکفر سے تعبیرَ تے ہیں یہ ان کی بدبختی وشقاوت قلبی پر دلیل ہے۔ ان بدبختوں کو ہدایت کیسے مل سکتی ہے جن کے دلوں پر خدا تعالیٰ نے مہریں لگا دی ہوں وہ کان کیونکر قرآن کے دلائل سن سکتے ہیں جن پر ظلمات کے پردے ہیں۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے فائدہ حاصل کرنا یہ تو صرف اہل ایمان کا ہی حصہ ہے۔ نجدی کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

آیت نمبر 37.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

واضرب لهم مثلا اصحب القرية اذجاء ها المرسلون o اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا اليكم مرسلونo

ترجمہ: اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی جب ان کے پاس فرستادے آئے جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین کرام! ذرا اس واقعہ کی تفصیل پڑھ لیں جس واقعہ کا آیت مذکورہ میں ذکر ہوا ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواریوں، صادق وصدوق، کو انطاکیہ بھیجا تا کہ وہاں کے لوگوں کو جو بت

پرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس شخص کا نام حبیب نجار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دین حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو۔ جب نجار نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں اندھوں کو بینا کرتے ہیں برص والے کا مرض دور کر دیتے ہیں حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب ایمان لائے اور اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی تا آنکہ ایک خلق کثیر نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بلا کر کہا کیا ہمارے معبودوں کے سوا اور کوئی معبود بھی ہے۔ اُن دونوں نے کہا ہاں وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا پھر لوگ ان کے در پہ ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کر لئے گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصاحبین و مقربین سے رسم وراہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر اتنا اثر پیدا کر لیا جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہو گیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو آدمی جو قید کئے گئے ہیں کیا ان کی بات سُنی گئی تھی وہ کیا کہتے تھے۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصہ آ گیا۔ شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے دیکھیں ان کے پاس کیا ہے چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے شمعون نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے انہوں نے کہا اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی دی اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے کہا کہ اس کی مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ جو

چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ شمعون نے کہا تمہاری نشانی کیا ہے
انہوں نے کہا جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا انہوں نے
دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تو
اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں تاکہ تیری اور ان کی عزت
ظاہر ہو بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ تم سے کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے ہمارا
معبود نہ دیکھے نہ سنے نہ کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں
سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مردے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر
ایمان لے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا معبود ہر شئے پر قادر ہے بادشاہ نے
ایک دہکان کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم
خراب ہو چکا تھا بدبو پھیل رہی تھی ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور
وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مشرک مرا تھا مجھ کو جہنم کے سات وادیوں میں
داخل کیا گیا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے
ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا
جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا ہے بادشاہ نے کہا کون ہیں اس نے کہا ایک
شمعون اور دو یہ بادشاہ کو تعجب ہوا جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ پر
اثر کر گئی ہے کہ اس نے بادشاہ کو نصیحت کی وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ
لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ ایمان نہ لائے اور عذاب الٰہی سے ہلاک کئے
گئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

یہی واقعہ تفسیر خازن 4 ص 4-5 پر بھی بہ الفاظ متقاربہ مذکور ہے۔

ناظرینِ کرام! اس آیت مذکورہ اور اس کی تفسیر سے یہ بات واضح ہے
کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک اپنے نیک مقبول بندوں کے ذریعے اپنے بندوں کی

مدد فرماتا ہے، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دو حواریوں کی جناب شمعون کے ساتھ مدد فرمائی جس کو اللہ تعالیٰ نے (فعززنا بثالثٍ) کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ پھر اس واقعہ میں یہ الفاظ تو منکرین کے عقائد باطلہ کی تردید کے لئے روز روشن کی حیثیت رکھتے ہیں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دونوں حواریوں صادق وصدوق نے یہ کہا کہ ہم مریضوں کو اچھا کرتے ہیں اور اندھوں کو بینا کرتے ہیں پھر انہوں نے یہ سب کچھ کر کے بھی دکھلا دیا اور اس وقت کے تو بعض انکارکرنے والے یہ سب کچھ دیکھ کر ایمان لے آئے مگر آج کے منکرین بہت زیادہ متشدد متعصب ہیں کہ وہ تو کسی صورت میں ان باتوں پر ایمان لانے کے لئے تیارنہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

معلوم ہوگیا کہ اللہ والوں کا قوت خداداد سے مدد کرنا اوران کی دعا ونظر کرم سے مریضوں کوشفا ملنا یہ عقیدہ حق ہے اس کا منکر جاہل یا پھر ضدی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کے پاس جا کر تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی۔

آیت نمبر 38.

واجعل لی وزیرا من اھلیo ھٰرون اخیo اشدد به ازری واشرکه فی امریo (پارہ نمبر 20 سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 31,30,29)

ترجمہ: اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر۔

(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے

پیارے برادر حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ مضبوطی و تائید وقوت حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں استدعا کی جو کہ قبول ہوئی۔ اب اگر کسی کا سہارا معاذ اللہ کفر و شرک ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی بھی یہ دعا نہ کرتے کیونکہ تمام انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ سے معصوم ہیں تو آپ کا یہ دعا فرمانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ والوں کا سہارا لینا ان سے طلب مدد یہ جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے بھی تو منع نہیں کیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب میں آپ کو بھیجنے والا ہوں تبلیغ کرنے کے لئے اور میں ہر چیز پر قادر بھی ہوں قریب بھی ہوں تو پھر آپ نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا سہارا کیوں پکڑا۔ اللہ تعالیٰ بالکل ایسا نہیں فرماتا اور نہ ہی آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا بلکہ ارشاد ہوتا ہے۔ (قد اوتیت سؤلک یٰموسیٰ) فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ کے لئے عطا ہوئی۔ دعا کو قبول فرمایا اور اپنے پیارے کلیم علیہ السلام کی تائید ونصرت کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ شامل فرمایا۔

سطور مذکورہ بالا سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ کے مقبول ومحبوب بندوں کا سہارا ان سے طلبِ مدد یہ ازروئے قرآن مجید جائز ہے۔

آیت نمبر 39.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ط ولو انھم اذ ظلموآ انفسھم جآءک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابارحیماo (پارہ نمبر 5 سورۃ نساء آیت نمبر 64)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

پیارے مسلمان بھائیو! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے گنہگاروں، خطاکاروں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب تم سے کوئی غلطی ہو جائے، خطا سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دو، اور وہاں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو یعنی اس سے معافی مانگو، بخشش کا سوال کرو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تمہاری شفاعت کریں یعنی تمہارے لئے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کے لئے استغفار کرنا، اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا سوال کرنا کیا یہ امت کی مدد نہیں ہے؟ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ فیضانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بصورت شفاعت و استغفار امت کی مدد ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امت کی مدد نہیں فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کو وہاں حاضر ہونے کا حکم ہی کیوں کیا اور یہ آیت صرف ظاہری حیات طیبہ تک ہی مخصوص نہیں تھی بلکہ یہ حکم قیامت تک جاری وساری ہے، اس لئے ہمیشہ سے محدثین کرام فقہآ عظام، مفسرین، اولیاء کرام صالحین اور ساری امت کا اس پر عمل تھا اور ہے اور رہے گا کہ جان کائنات اصل عالمین رحمتہ للعالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر شفاعت کا سوال کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مدد حاصل کرتے ہیں۔

اگر کوئی بدنصیب اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اور شقاوت ازلی کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت اور طلبِ مدد کو کفر و شرک خیال کرے تو اسے اپنی محرومیٔ قسمت پر رونا چاہیے، اب اس آیت کے متعلق بعض ائمہ مفسرین کی تشریح بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ممدوح دیوبندیہ، وہابیہ، علامہ ابن کثیر اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں۔

یرشد تعالیٰ العصاة والمذنبين اذا وقع منهم الخطاء والعصيان ان ياتوا الى الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فيتسغفرو الله عنده ويسالوه ان يغفرلهم فانهم اذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفرلهم ولهذا قال (لوجدوا الله توابارحيما) وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابو منصور الصباغ فى كتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العتبى قال. كنت جالساً عند قبر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فجآء اعرابى فقال السلام عليك يارسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم سمعت الله يقول (ولوانهم اذظلموا انفسهم جآؤك فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما).

وقد جئتك مستغفراً لذنبى مستشفعاً بك الىٰ ربى ثم انشا يقول ياخير من دفنت بالقاع اعظمه............ فطاب من طيبهن القاع والاكم نفسى الفداء لقبر أنت ساكنه............ فيه العفاف وفيه الجود والكرم ثم انصرف الاعرابى فغلبتنى عينى فرأيت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فى النوم فقال يا عتبى الحق الاعرابى فبشره ان

الله قد غفر له.

تفسیر ابن کثیر 1 ص 519-520 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں نافرمانوں کو راستہ دکھایا ہے کہ جب ان سے خطایا نافرمانی سرزد ہو جائے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ انہیں بخش دے پس بیشک جب انہوں نے یہ کام کیا تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور ان پر رحمت کی اور ان کی مغفرت کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لوجدوا الله توابا رحیما) ضرور پائیں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان اور ضرور ذکر کیا ایک جماعت نے انہیں میں سے شیخ ابو منصور الصباغ ہیں انہوں تے اپنی کتاب۔ الشامل میں وہ حکایت مشہورہ بیان کی جو کہ عتبی سے روایت ہے کہ عتبی نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر تھا، ایک اعرابی آیا اور اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے اس نے فرمایا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اے اللہ کے رسول، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گناہوں کی معافی کے لئے حاضر ہوا ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کا طلب گار ہوں اپنے رب (عزوجل) کی طرف۔

پھر اس کے بعد وہ چلا گیا۔ حضرت عتبی فرماتے ہیں کہ مجھ پر نیند نے

غلبہ کرلیا اورخواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عتبیٰ اس اعرابی سے ملاقات کر اور اسے یہ خوشخبری دے دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کر دی ہے۔

اسی طرح کی ایک روایت علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود المعروف علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی معتبر مستند شہرہ آفاق تفسیر مدارک میں بیان فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں:

قیل جآء اعرابی بعد دفنه علیه السلام فرمی بنفسهٖ علیٰ قبرهٖ وحثا من ترابهٖ علیٰ راسهٖ وقال یارسول الله قلت فسمعنا و کان فیما انزل علیک. ولو انهم اذ ظلموا انفسهم (الایه) وقد ظمت نفسی وجئتک استغفر الله من ذنبی فاستغفرلی من ربی فنودی من قبرهٖ قد غفرلک۔

تفسیر المدارک 1 ص324 (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدفون ہونے کے بعد ایک اعرابی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (انور منور اقدس) پر حاضر ہوا اور اپنے آپ کو قبر انور پر گرا دیا (از روئے محبت وعقیدت) اور قبر انور کی مٹی لے کر اپنے سر میں ڈالی اور اس طرح عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو فرمایا ہم نے اسے سنا ہے اور آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے (یعنی قرآن) اس میں یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اس کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے اے رسول خدا میں اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی میرے لئے استغفار کریں کہ میرا رب مجھے بخش دے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک انور اقدس) سے یہ آواز آئی کہ تیری بخشش کردی گئی ہے۔

علامہ نسفی علیہ الرحمہ اور علامہ ابن کثیر کی ان تشریحات و روایت مذکورہ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نہ صرف یہ کہ اپنی ظاہری حیات طیبہ میں مدد فرماتے تھے بلکہ بعد از وصال اقدس بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدد فرماتے ہیں، آج بھی اپنے غلاموں کو شفاعت و نصرت کی خیرات عطا فرماتے ہیں اور عطا فرماتے رہیں گے۔ کیا یہ مدد نہیں ہے یقیناً یہ مدد ہی ہے جو کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کی فرمائی ہے۔

نوٹ:- علامہ ابن کثیر اور علامہ نسفی علیہما الرحمہ نے ان روایات پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں فرمائی ان دونوں مفسرین نے بلا نکیر ان کو بیان فرمایا ہے جس سے یہ بات واضح ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایات درست ہیں ورنہ علامہ ابن کثیر تو ضرور ہی کوئی نہ کوئی اعتراض کرتے۔

آیت نمبر 40.

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۝ وما کان اللہ لیعذبھم وانت

فیھم ؕ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون ۝

(پارہ نمبر 9 سورۃ الانفال آیت نمبر 32-33)

ترجمہ: اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو، اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت کی تشریح مفسر قرآن استاذ المحدثین حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ سے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ حاشیہ نمبر 54 کے تحت فرماتے ہیں کہ: کیونکہ رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو اور سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کے نبی موجود ہوں ان پر عام بربادی کا عذاب نہیں بھیجتا جس سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں اور کوئی نہ بچے ایک جماعت مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان رہ گئے جو استغفار کیا کرتے تھے تو (وما کان اللہ معذبھم) نازل ہوا جس میں بتایا گیا کہ جب تک استغفار کرنے والے ایمان دار موجود ہیں اس وقت تک بھی عذاب نہ آئے گا۔ (بقدر الحاجہ)

پیارے مسلمان بھائیو! اس آیت میں یہ بات کتنی روشن ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پکے غلام بھی حلِ مشکلات کا عظیم سبب و وسیلہ ہیں کہ ان کی برکت سے کافروں کے بھی عذاب میں تاخیر ہوئی۔ تو پھر اہل ایمان کو جو اُن سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہیں ان کو کتنی برکات نصیب ہوں گی اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا اور

اس مضمون کی احادیث تو بے شمار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احادیث کے بارے میں ان کا مفصل بیان ہوگا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

آیت نمبر 41.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

ولا توتوا لسفھآء اموالکم التی جعل الله لکم قِیٰماً وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا.

(پارہ نمبر 4 سورۃ النسآء آیت نمبر 5)

ترجمہ: اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو خود فرمایا ہے کہ بندوں کو رزق دیں۔ معلوم ہوا کہ عطائی طور پر یعنی اللہ تعالیٰ کی دی قوت و طاقت سے اور ماموروماذون ہوکر بندے، بندوں کی مدد کرتے ہیں۔

آیت نمبر 42.

اللہ تعالیٰ عزوجل وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

واذا حضر القسمة اولوا القربٰی والیتٰمی والمسٰکین فارزقوھم منه وقولوا لھم قولا معروفا.

(پارہ نمبر 4 سورۃ النساء آیت نمبر 8)

ترجمہ: پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ (ترجمہ: کنزالایمان)

اس آیت میں بھی بندوں کا بندوں کو رزق دینا بیان کیا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ جملہ مخلوقات میں سے جس کسی کے پاس بھی کوئی کمال ہے کوئی خوبی ہے کوئی طاقت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی۔

آیت نمبر 43.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قل یتوفکم ملک الموت الذی و کل بکم.

ترجمہ: تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ تمہیں فرشتہ موت دیتا ہے حالانکہ ایک آیت میں فرمایا (تو فته رسلنا) موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔ حالانکہ خود فرماتا ہے (الله یتوفی الانفس کہ اللہ تعالیٰ جانوں کو موت دیتا ہے) اللہ تعالیٰ کا موت دینا یہ حقیقت کے اعتبار سے ہے اور فرشتہ کا اور رسولوں کا موت دینا یہ عطائی اور مجازی طور پر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مددگار ہے ذاتی طور پر مستقل بالذات ہو کر اور مقربین بارگاہِ صمدیہ مددگار ہیں ماموروماذون ہو کر یعنی عطائی طور پر مجازی اعتبار سے۔

آیت نمبر 44.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم باالمومنین رؤف رحیمo (سورۃ توبہ آیت نمبر 128 پارہ نمبر 11)

ترجمہ: البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے نفسوں سے ایسے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں مومنوں کے ساتھ آپ شفقت کرنے والے ہیں اور

رحم کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان والوں کے لئے شفقت فرمانے والے اور رحم کرنے والے فرمایا اب امت پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شفقت و رحم فرمانا یہ امت کی مدد نہیں تو اور کیا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شفقت و مہربانی کسی زمان و مکان کے ساتھ مقید نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر زمان و مکان میں اپنی امت پر رحم کرنے والے ہیں۔ رحیم صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے، تو معنی یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت امت پر رحم کرنے والے ہیں اب یہ مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ اندھے نجدی خبیث کو نظر نہ آئے تو اس کی اپنی بدبختی اور محروم القسمتی ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے وہ قیامت کو اگر مان گیا

آیت نمبر 45.

عرشِ عظیم کے مالک نے فرمایا۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیمo (سورۃ توبہ پارہ نمبر 11)

ترجمہ: ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمایئے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجئے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمایئے اور ان کے لئے دعا خیر بھی فرمایئے آپ کا دعا فرمانا ان کے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا دعاؤں کے سننے والا جاننے والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ صاف پکار، پکار کر کہہ رہی ہے کہ نبیؐ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کو پاک فرماتے ہیں اور ان کا تزکیہ نفس بھی فرماتے ہیں کیا یہ امت کی مدد نہیں ہے یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امت کو پاک کرنا اور تزکیہ باطن فرمانا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امت کی بہترین مدد ہے۔

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
میں تمہارا میں تمہارا، تمہارا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
سدا وسدا رہوے تیرا دوارا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
جتھے ہوندا اے غریباں دا گزارہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آیت نمبر 46.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین٥

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت سب جہانوں کے لئے۔

خالق و مالک نے اپنے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لئے رحمت بنایا۔ اب عالمین کیا ہے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔ الحمد لله رب العالمین ۔تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو مالک ہے تمام جہان والوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہے رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں رحمته للعالمین ۔یعنی جس طرح ساری مخلوق کے لئے خدا کی ربوبیت عام ہے اسی طرح جملہ مخلوقات کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عام ہے۔ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اپنے

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محتاج بنایا ہے۔ پھر جہان تو بے شمار ہیں جیسے عالم ارواح یعنی دنیا میں آنے سے قبل۔ یہ دنیا کا جہان، قبر کا جہان، آخرت کا جہان الغرض کتنے جہان ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔ لیکن یہ ضرور فرما دیا کہ ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت، سبب ہے دفع زحمت کا۔ اب یہ ساری کائنات کی مدد نہ ہوئی تو اور کیا ہوا لیکن ایک اندھا نجدی وہابی خبیث ہے کہ اس کو قرآن مجید فرقان حمید سے ثابت شدہ عقیدہ بھی نظر نہیں آتا اگر اندھے کو سورج نظر نہ آئے تو بھلا اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔ البتہ اندھے کی محرومی ضرور ہے۔

رحمت میرے حضور دی واجاں پئی ماردی

آجا گنہگارا میں تینوں بچا لواں

آیت نمبر 47.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

واٰتینا عیسی بن مریم البینٰت ویدنٰہ بروح القدس.

(پارہ نمبر 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ: اور عطا کی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں اور مدد کی ہم نے اس کی پاک روح کے ساتھ۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی مدد فرمائی گئی روح القدس یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی مدد حقیقت میں اللہ وحدہٗ لاشریک کی ہی مدد سے کیوں کہ فرشتے بھی تو اللہ تعالیٰ کے عزت والے بندے ہیں جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

بل عبادمکرمون۔ بلکہ فرشتے اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

آیت نمبر 48.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشادفرمایا۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع.

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ و واسطہ دفع بلا ہیں۔ از فادات اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ۔

آیت نمبر 49.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشادفرمایا۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل علی العلمین٥

ترجمہ: اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بے شک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکیوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

(از افادات اعلیٰ حضرت سیدی الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ)

ناظرین گرامی قدر! الحمد للہ! اب تک آپ نے 49 آیات قرآنی اور معتبر تفاسیر سے حوالہ جات پڑھے کہ مسئلہ استمداد یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام سے مدد مانگنا اور ان کا مدد کرنا باذن اللہ۔ کتنے روشن دلائل و براہین

کے ساتھ یہ مسئلہ ثابت ہے، جو مسئلہ کتاب اللہ کی کئی آیات سے ثابت ہو وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی بدعت وشرک نہیں ہوسکتا۔ نجدی وہابی خبیث اگرچہ کتنا چاہے بکواس کرتا رہے، اب جو مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے قرآن مجید کے بعد کسی اور حوالہ کی ضرورت تو نہ تھی لیکن ناظرین کرام پر واضح کرنے کے لئے اب اس کا باب دوسرا شروع کیا جاتا ہے جو کہ احادیث کے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا مددگار ہونا جس طرح یہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہے اسی طرح یہ مسئلہ احادیث وآثار سے بھی ثابت ہے۔ اس مسئلہ پر احادیث پڑھنے سے قبل چند باتیں ذہن نشین فرمالیں۔

دس فوائدِ ضروریہ

(1) بخاری شریف اور مسلم شریف کی جب میں حدیث بیان کروں گا تو ان کی اسناد پر گفتگو نہیں کروں گا کیونکہ ان کی عظمت وشان پر جمہور کا اتفاق ہے بلکہ جمہور نے تو ان دو کتابوں کو کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح مانا ہے۔ اس لئے ان کی اسناد کی توثیق وغیرہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(2) دیگر کتبِ احادیث سے اگر میں کوئی حدیث نقل کروں گا تو اس کو بمعہ سند اور توثیق رواۃ کے ساتھ بیان کروں گا۔

(3) اگر کسی راوی پر جرح مبہم ہوگی تو میں وہ نقل نہیں کروں گا کیونکہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس پر ائمہ محدثین کا تقریباً اتفاق ہے کہ جرح مبہم غیر مفسر مردود ہے۔

(4) اگر کسی راوی پر جرح مفسر ہوگی تو میں وہ نقل کروں گا اور ساتھ اس کا

جواب بھی عرض کروں گا۔

(5) جس حدیث کو ایک یا ایک سے زائد ائمہ نے صحیح قرار دیا ہو گا ان پر کمال اعتماد کی وجہ سے اس کی سند پر میں بحث نہیں کروں گا کیونکہ ان کی جلالت شان کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ ہاں ائمہ محدثین کی تصحیح کردہ سند میں اگر کوئی راوی شدید مجروح ہو گا تو میں اس کا جواب ضرور پیش کروں گا۔

(6) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مرسل احادیث ہم احناف کے نزدیک حجت ہیں اسی طرح حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور کثیر المحدثین کے نزدیک مرسل حدیث لائق استناد ہے۔ اسی طرح موقوف حدیث بھی ہمارے نزدیک حجت ہے جیسا کہ ہماری اصول کی کتابوں میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ درج ہے اس لئے میں مرسل احادیث اور موقوف احادیث بھی بیان کروں گا۔

(7) سب سے پہلے جس نے مرسل حدیث پر کلام کیا ہے وہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ کی ذات ہے، مرسل ان کے نزدیک حجت نہیں لیکن وہ مرسل جو کسی اور طریق سے تائید پا جائے مرفوعا اور مرسلاً ہی تو ایسا مرسل امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بھی قابل احتجاج ہے۔

(8) ایک حدیث ضعیف جب کئی طُرُق سے مروی ہو تو تمام طُرُق مل کر وہ حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔

(9) سند پر اگر تدلیس وغیرہ کا طعن ہو تو متابعت اور شاہد سے تدلیس کا عیب ختم ہو جاتا ہے۔

(10) یہ بھی یاد رہے کہ متابع اور شاہد کا صحیح ہونا کوئی ضروری بات نہیں ہے

بلکہ ضعیف روایت کو متابعت اور شواہد میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اصولِ حدیث کی کتب میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

(تلک عشرة کاملة)

اب باب دوسرا شروع ہوتا ہے جس میں احادیث و آثار کا بیان ہوگا۔

(باب دوسرا متعلق احادیث و آثار)

حدیث نمبر 1.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند سے الجامع الصحیح میں روایت فرماتے ہیں۔

عن عبدالله بن عباس قال خسفت الشمس على عهد النبی صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فصلى قالوا يارسول الله واياک تناولت شيا فی مقامک ثم رايناک تكعكعت فقال انی رأيت الجنة فتنا ولت منها عنقودا ولو اخذته لا كلتم منه مابقيت الدنيا.

(بخاری مترجم جلد اول ص332)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے نماز خسوف پڑھی صحابہ نے عرض کیا ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک خوشہ توڑنا چاہا اگر میں لے لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

اسی حدیث کو تفصیل کے ساتھ امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب صلوٰۃ الکسوف میں نقل کیا ہے اور بخاری مترجم کے 1 ص424 مطبوعہ فرید بک سٹال پر ہے۔

اس حدیث پر مختصر تبصرہ:

ناظرین کرام ! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے حد و بے حساب کمالات عطا فرمائے۔ اس حدیث میں یہ بات بڑی وضاحت

کے ساتھ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرشِ زمین پر نماز پڑھاتے ہوئے عالم بالا میں عرش کے قریب جنت کا نظارہ کرتے ہیں اور اس کی نعمتیں ملاحظہ فرماتے ہیں پھر اپنا دستِ مبارک آگے بڑھاتے ہیں کہ اس میں سے اپنے غلاموں کے لئے کچھ لے لوں۔

ناظرین گرامی قدر: معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قوت عطا کی ہے، کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرشِ زمین سے عالم بالا میں عرش کے قریب جنت کو دیکھ لیتے ہیں اور اس کی نعمتیں مشاہدہ فرماتے ہیں تو اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشم نبوت فرشِ زمین سے عرش کے قریب جنت میں دیکھ سکتی ہے تو یقیناً خطۂ زمین پر رہنے والے ہر غلام کو بھی آپ کی چشم مبارک دیکھتی ہے۔

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ انور جنت میں پہنچ سکتا ہے تو یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ کرم خطۂ زمین پر رہنے والے غلاموں کی دستگیری کے لئے بھی پہنچ سکتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوتِ خداداد سے اپنے غلاموں کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اگر کوئی منکر یہ کہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تھا تو اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ تصرف تھا بعد کو نہ رہا تو ایسے منکر کمالاتِ نبوت کو قرآن یا حدیث سے کوئی دلیل واضح پیش کرنی ہوگی جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قوت مشاہدہ اور دستِ انور کی قوت و تصرف چھین لیا گیا لیکن یقین جانیئے کوئی بھی منکر قیامت تک نہ ایسی آیت پیش کر سکتا ہے نہ ایسی کوئی حدیث اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔

حدیث نمبر 2.

امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں باب فضل الطهور بالليل والنهار و فضل الصلوٰۃ بعد الوضوٴ باللیل والنهار میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم قال لبلال عند صلوٰة الفجر یا بلال حدثنی بارجی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعليک بين يدی فی الجنة قال ماعملت عملاً ارجی عندی انی لم اتطهر طهوراً فی ساعة ليل اونهار الاصليت بذالک الطهور ماکتب لی ان اصلی قال ابو عبدالله دف نعليک يغی تحريک۔ (بخاری مترجم جلد اول ص452 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔ بخاری شریف ص)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز فجر کے وقت فرمایا۔ بلال مجھے بتاؤ زمانۂ اسلام میں تم نے سب سے زیادہ امید کا کونسا کام کیا ہے، کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آہٹ جنت میں سنی ہے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے امید کا یہ کام کیا میں نے رات اور دن میں کسی بھی وقت وضو کیا ہوتو اس وضو سے جس قدر میرے مقدر میں تھا نماز پڑھی۔

ابو عبداللہ (امام بخاری) نے فرمایا کہ دف نعلیک سے مراد جوتوں کی حرکت ہے۔

ناظرین مکرم: بخاری شریف کی اس حدیث جلیل کو بار بار پڑھیے اور اپنے دل کو ٹھنڈا کیجئے کہ ربّ ذوالمنن نے اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کو کیسی شان وعظمت اور قوتِ سماعت عطا فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جنت کی سیر فرماتے ہیں تو جنت میں اپنے آگے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتوں کی حرکت کی آواز بھی سنتے ہیں جو نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیر کے دوران اپنے زمین پر چلنے والے غلام کے جوتوں کی آواز جنت میں سن لیتے ہیں وہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ المنورہ میں گنبدِ خضریٰ میں جلوہ افروز ہو کر اپنے غلاموں کی فریاد بھی سن سکتے ہیں اپنے غلاموں کی معروضات کو بھی سن سکتے ہیں اور یقیناً اپنے غلاموں کی فریاد رسی بھی فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو (ﷺ)

حدیث نمبر 3.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں روایت فرماتے ہیں کہ:

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا:

سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لایقرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ.

(بخاری مترجم جلد اول ص 128 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

(بخاری شریف عربی ص.....................)

ترجمہ: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

کہ اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کی فہم بخش دیتا ہے۔ میں تو بانٹنے والا ہوں دینے والا تو اللہ ہے۔ یہ امت ہمیشہ اللہ کے کلمہ پر قائم رہے گی کوئی مخالف انہیں زک نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

ناظرین گرامی قدر! بخاری شریف کی یہ حدیث مبارکہ کتنی صاف اور روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور اس کے پیارے محبوب اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کیا تقسیم فرماتے ہیں جو جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر چیز عطا فرمانے والا ہے تو نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نعمت تقسیم فرماتے ہیں اور پھر اس حدیث مبارکہ میں ہی ذرا غور کر لیں تو یہ معنی حاصل ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث مبارکہ میں تعین نہیں فرمایا کہ میں کیا تقسیم کرتا ہوں بلکہ مفعول کو حذف کیا اور ایسی جگہ حذف مفعول فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہر نعمت عطا کرتا ہے اور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر نعمت تقسیم کرتے ہیں۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی امت میں نعمتیں تقسیم فرمانا کیا یہ امتِ مرحومہ کی مدد نہیں ہے یقیناً یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے امت کی شاندار مدد ہے۔

اسی لئے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعض بدبخت کو رباطن اس حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ محدثین

کرام نے اس حدیث کو باب الغنیمت اور باب العلم وغیرہ میں نقل کیا ہے لہٰذا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم وغنیمت کا تقسیم کرنا مراد ہے نہ کہ ہر نعمت الٰہی کا۔

ان کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ تمہارا ایمان امام کے باندھے ہوئے باب پر ہے یا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اگر تمہارا ایمان فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہے تو پھر محدثین کی تبویب کا سہارا کیوں۔ محدثین کرام تو ایک ایک حدیث کو کئی کئی ابواب میں درج کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ادنیٰ مناسبت بھی پائی جائے تو وہ کسی اور باب میں درج کر دی جاتی ہے تاہم محدثین کرام کا ایک حدیث کو کسی باب میں درج کر دینا اس کے معنی کو متعین نہیں کر دیتا۔ بخاری شریف میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ حضراتِ گرامی قدر جب حدیث مبارکہ کے الفاظ روز روشن کی طرح واضح بالکل صاف ہیں تو پھر کسی اور طرف جانے کا کیا فائدہ۔ تو اس ساری گفتگو سے ظاہر ہو گیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت تقسیم فرماتے ہیں جیسا کہ تفصیلاً آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوٹی ہوئی ٹانگ لے کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور انہیں شفا ملتی ہے تو کوئی زخمی آنکھ لے کر آتا ہے تو اسے بھی صحت و شفا ملتی ہے تو کوئی عرض کرتا ہے میری بینائی نہیں ہے تو اسے بھی شفا ملتی ہے کوئی عرض کرتا ہے میرا حافظہ کمزور ہے اسے حافظہ عطا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے جنت چاہیے اسے جنت مل جاتی ہے الغرض ہر نعمت دربار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تقسیم ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طرح طرح کی نعمتیں عطا فرما کر اپنی امت کی مدد فرماتے ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ بال انور تھے جو آپ نے ایک چاندی کی ڈبیہ میں محفوظ کیے ہوئے تھے جب کوئی بیمار وغیرہ آپ کے ہاں شکایت کرتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بال انور کو پانی میں ہلا کر دے دیتیں تو بیمار جب وہ پانی پیتا تو اسے شفا مل جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں حدیث مبارکہ:

حدیث نمبر 4.

امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث درج فرماتے ہیں۔

عن عثمان بن عبدالله بن موهب قال ارسلني اهلي الیٰ ام سلمة بقدح من مآء و كان اذا اصاب الانسان عين اوشئی بعث اليها مخضبة فاخرجت من شعر رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه و آله وسلم و كانت تمسكه فى جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منه قال فاطلعت فى الجلجل فرايت شعرات حمراء.

(بخاری شریف 2 ص 875 مشکوٰۃ شریف ص 391)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ بن موھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیہ تھی اس میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے اور جب کوئی کسی قسم کا بیمار آتا آپ اسی چاندی کی ڈبیہ مبارکہ کو پیالہ میں حرکت دے کر دے دیتیں وہ بیمار اس مبارک پانی کو پی لیتا اسے شفا مل جاتی۔ راوی فرماتے ہیں میں نے اس ڈبیہ

مبارکہ میں غور سے دیکھا تو سرخی مائل بال مبارک نظر آئے۔

اس حدیث پر مختصر تبصرہ:

ناظرین گرامی! اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام کا عمل مبارک مذکور ہے جو کہ صحابہ اور تابعین میں مروج و معمول تھا کہ صحابہ اور تابعین کرام اپنی بیماری کے وقت حصولِ شفا کے لئے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف رجوع کرتے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بال مبارک پانی میں ہلا کر دے دیتیں اب سوال یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف جو حصولِ شفا کے لئے رجوع کرتے تھے تو آخر کس وجہ سے اوران کا کیا نظریہ تھا اور پھر اماں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیماری کو دور کرنے کے لئے حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال انور کی طرف توجہ کرتیں اور بال انور کو وسیلۂ شفا بناتیں اس پر واضح دلیل یہ ہے کہ آپ وہ بال انور پانی میں ہلا کر دے دیتیں اگر یہ نظریہ آپ کا نہیں تھا تو بیمار کو پانی میں بال انور ہلا کر دینا چہ معنی دارد تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال انور سے استعانت و استمداد کرتے تھے وسیلہ حصول شفا سمجھتے تھے یہی حق بات ہے، الحمد للہ بخاری شریف کی اس روایت سے واضح ہو گیا کہ اللہ والوں کے تبرکات بھی فائدہ دیتے ہیں باذن الٰہی۔

حدیث نمبر 5.

ابو رافع ایک یہودی تھا۔ نبی انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو

بہت تکلیف دیتا تھا۔ انتہائی درجہ کا گستاخ تھا۔ حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون اسے سنبھالے گا حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کام میں کرتا ہوں۔ ابو رافع بڑا دولت مند آدمی تھا اس کا مکان بڑا وسیع تھا حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے گھر گئے اور جائزہ لے کر واپس تشریف لے آئے اور رات جب اندھیرا چھا گیا تو سیڑھیوں کے کواڑ کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہو گئے اور جب رات کو لوگ چلے گئے تو آپ اوپر تشریف لے گئے اندازہ کر کے ابو رافع کے پیٹ پر خنجر رکھ کر دبایا اور اس کو قتل کر دیا اس کی چیخ کی آواز سے گھر والے بیدار ہو گئے اور اِدھر اُدھر دوڑنے لگ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیڑھیوں سے جلدی جلدی اتر رہے تھے رات چاندنی تھی اندازہ نہ کر سکے کہ یہ آخری سیڑھی ہے نیچے آتے ہوئے وزن برقرار نہ رکھ سکے اور گر گئے پنڈلی ٹوٹ گئی اور ساتھیوں سے فرمایا میری پگڑی کے ساتھ اس کو باندھ دو اور پھر نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے خدمت گزاری کا سارا واقعہ عرض کیا اور جب پنڈلی کا معاملہ عرض کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے کھولو پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جود و کرم والا دستِ مبارک صحابی کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر پھیرا۔

فمسحها فکانما لم اشتکھا قط ۔ یعنی دستِ مبارک پھیرا تو یوں جیسے اس پنڈلی کو کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

(بخاری شریف 2 ص 577 مشکوٰۃ شریف ص 531)

اس حدیثِ جلیل پر مختصر تبصرہ:

ناظرین گرامی قدر: اسی ایمان افروز حدیث جلیل نے مسئلہ استعانت و استمداد کو کتنا صاف صاف بیان کر دیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ بھی واضح کر دیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ دربار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے ہیں اور ٹانگ کی شکایت کرتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا کہ حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس مشکل کو حل کر سکتے ہیں تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی اس کی شکایت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں نہ کرتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلکل معاذ اللہ بے اختیار تھے اور آپ کسی کو کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے اور اس غلام کی مشکل آسان نہیں کر سکتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فوراً اس غلام کو ڈانٹ دیتے یا ویسے ہی منع کر دیتے کہ معاذ اللہ تم نے مجھ سے استعانت و استمداد کر کے شرک کا ارتکاب کیا ہے توبہ کرو اور آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کرنا دیکھو میں تو تمہیں صرف نماز روزہ وغیرہ کے مسائل بتانے کے لئے ہی آیا ہوں کوئی تمہاری ٹوٹی ہوئی پنڈلی درست کرنے کے لئے تھوڑا ہی آیا ہوں لیکن یقین جانیئے رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسا جملہ اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد نہیں فرمایا بلکہ غلام کو فرماتے ہیں ٹانگ پھیلاؤ اور اس پر رحمت و کرم والا جودو فضل والا نور و برکت والا دستِ مبارک پھیرتے ہیں اسی لمحہ فی الفور شفا بھی مل جاتی ہے درد بھی دور ہو جاتا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تکلیف تھی ہی نہیں سبحان اللہ اسے کہتے ہیں مشکل کشائی

دستگیری کرنا آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنے غلام کی مدد فرمائی اور باذن اللہ اس کی تکلیف کو دور کیا۔

سدا وسدا رہوے تیرا دوارہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جھتے ہوندا اے غریباں دا گزارہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر 6.

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی صحیح بخاری میں ایک حدیث درج فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی راوی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چودہ سولشکری تھے مقام حدیبیہ پر پڑاؤ کیا اور فرمایا کہ حدیبیہ کنویں کا نام ہے اور ہم نے کنویں سے پانی نکالا تو کنویں سے پانی ختم ہو گیا حتی کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا پھر جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کنویں پر تشریف لائے کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر پانی کا برتن طلب فرمایا اور وضو کر کے کلی کنویں میں ڈال دی اور فرمایا ایک ساعت کے لئے ٹھہر جاؤ اس کے بعد سارے لشکر نے پانی پیا اونٹوں گھوڑوں کو پلایا گیا اور واپسی تک پانی پیتے پلاتے رہے پانی ختم نہ ہوا۔ (بخاری شریف 2 ص 598، مشکوٰۃ شریف ص 532)

ناظرین گرامی قدر حدیث بالکل صاف اور واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیاسے غلاموں پر کس طرح کرم فرما کر ان کی اس مشکل کو حل کیا یہ حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خداداد تصرفات واختیارات ہیں۔ کوئی آدمی جنگل میں ہو اور وہاں پر پانی نہ ملے، پیاس کی شدت ہو تو اس سے پوچھئے کہ یہ کتنی بڑی مشکل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنے غلاموں کی دستگیری فرمائی اور ان کی اس مشکل کوحل فرما دیا قوت خداداد سے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا (ﷺ)

لیکن کیا کریں برا ہوتعصب کا۔ اتنے روشن براہین ہونے کے باوجود اندھے نجدی وہابی غیر مقلد خبیث کونظر نہیں آتے اب نہ ہی بخاری یاد آتی ہے اور نہ ہی اس کے دلائل وبراہین۔ دن رات بخاری، بخاری کی رٹ لگانے والے بخاری کی ان روایات کو کیوں نہیں مانتے اگر مانتے ہوتے تو پھر عقیدہ ان روایات کے خلاف نہ رکھتے۔ رسول اقدس انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت و استمداد کو ہرگز شرک نہ کہتے لیکن نجدی دھرم میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنا سب سے بڑا شرک ہے تو معلوم ہو گیا کہ نجدی وہابی بخاری شریف کی ان تمام روایات کے منکر ہیں اگر ان روایات کے منکر نہیں ہیں تو پھر انہیں یہ عقیدہ بھی رکھنا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت جائز ہے اور یہ عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا
جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

حدیث نمبر 7.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح بخاری میں حدیث درج

فرمائی ہے۔ حضرت عمران بن حصین صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے راستہ میں ساتھیوں نے پیاس کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر گئے پھر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جاؤ اور فلاں جگہ تمہیں ایک عورت ملے گی اس نے اونٹ پر دو پانی کے مشکیزے رکھے ہوئے ہیں اس عورت کو لے آؤ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو وہ عورت اونٹ پر پانی رکھے جا رہی تھی۔ دونوں حضرات نے اس عورت کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چل اس نے کہا کون رسول اللہ کیا وہ جو باپ دادے کے دین سے نکل گیا ہے فرمایا ہاں جس کو ایسا کہہ رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں۔ الحاصل اس عورت کو لے کر دربار نبوت و رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ گئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے وہ دونوں مشکیزے اتار لئے گئے اور ایک برتن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی ڈال دیا اور اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ پڑھا اور پھر پانی مشکیزوں میں ڈال دیا گیا پھر فرمایا ان مشکیزوں کے منہ کھول دو اور فرمایا سب لوگ پانی لے لیں سب نے برتن بھر لئے پانی پیا وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور مشکیزوں سے پانی کم نہیں ہو رہا بلکہ پہلے سے مشکیزے زیادہ پُر نظر آ رہے ہیں اس کے بعد حکم فرمایا کہ اس عورت کے لئے کچھ کھانے کی چیزیں اکٹھی کرو اور کپڑا بچھا کر اس میں کھانا وغیرہ جمع کیا گیا حتی کہ وہ کپڑا بھر گیا اور وہ سارا کچھ اس عورت کو دے کر فرمایا بی بی ہم نے تیرے پانی کچھ نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی پلایا ہے وہ عورت جب اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے پوچھا تو دیر کر کے کیوں آئی ہے اس نے سارا ماجرا بتا دیا

اور کہا میں جس کے پاس سے آئی ہوں یا تو وہ بہت بڑا جادوگر ہے یا وہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے یہ سن کر وہ لوگ سارے کے سارے حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے صحابی بن گئے۔ (بخاری شریف 1 ص 49، مشکوٰۃ شریف ص 533)

ناظرین گرامیٔ قدر! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرم کتنا وسیع ہے اور کس، کس طریقہ سے حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی امداد و نصرت فرماتے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض یاب ہوتے رہے اپنا ہر دکھ تکلیف بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فریاد سن کر فریاد رسی کرتے رہے۔

سبھی کی بات بنی تیرے بنانے سے
ملا خدا کا پتہ بھی تیرے آستانے سے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر 8.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ یہ حدیث صحیح بخاری میں درج فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر لشکر کو پیاس لگی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو کیا تو لشکری نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور پانی نہیں ہے جس سے ہم لوگ وضو کریں اور پئیں صرف یہی پانی ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے برتن میں ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں

رکھ دیا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا اور انگشتان مبارکہ کے درمیان سے یوں پانی نکلا جیسے چشمے بہ نکلے ہیں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم سب نے پانی پیا وضو کیے یہ بیان سن کر کسی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے تھے تو فرمایا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا مگر تھے ہم پندرہ سو۔ (بخاری شریف 2 ص 598 مشکوٰۃ شریف ص 532)

نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی رحمت ہے کیسا کرم ہے کہ دست مبارک کی انگشتان مبارکہ سے رحمت کے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں غلام پانی پی بھی لیتے ہیں جمع بھی کر لیتے ہیں وضو بھی کر لیتے ہیں اور حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ دیکھیں کہ حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم لاکھ افراد بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا لیکن تھے ہم پندرہ سو۔ یہ ہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ۔ کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اپنے غلاموں کی مدد نہیں ہے کیا یہ حدیث اس بات پر روشن دلیل نہیں ہے کہ مصیبت زدہ حضرات بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوت خداداد سے ان کی مدد فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 9.

امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں حدیث درج فرماتے ہیں۔

کہ حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی ہوگئی ایک دن جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی کھڑا ہو گیا اور عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مویشی ہلاک ہو گئے اور بچے بھوکے مر گئے دعا فرمائیں یہ سنتے ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رحمت والے دست مبارک اُٹھائے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے ابھی ہاتھ مبارک نیچے نہ کیے تھے کہ فوراً بادل چھا گئے اور منبر سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی نیچے تشریف نہ لائے تھے کہ بارش ہونے لگی حالانکہ اس سے قبل آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا اور پھر اس دن بارش دوسرے دن بارش تیسرے دن بارش حتی کہ آئندہ جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی اور جب دوسرا جمعہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے لئے جلوہ گر ہوئے تو وہی دیہاتی یا کوئی دوسرا تھا کھڑا ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اب تو مکان بھی گرنے لگ گئے ہیں اور مال ومتاع غرق ہو رہا ہے لہٰذا دعا فرمائیں یہ سن کر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اُٹھا دیئے اور دعا فرمائی۔

اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت الشجر۔

(بخاری شریف 1 ص 127 مشکوٰۃ شریف ص 536)

یا اللہ یہ بارش اب ہمارے گرداگرد برسے ہم پر نہ برسے اے اللہ یہ بارش ٹیلوں پر پہاڑیوں پر وادیوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگلی مبارک سے اشارہ فرمانے لگے تو جس طرف انگلی مبارک گھومتی بادل چرتا جاتا تھا اور مدینہ منورہ پر دھوپ نکل آئی اور گرد ونواح میں بارش ہوتی رہی۔

ناظرین گرامی قدر! دیکھا آپ نے کہ بارش نہ ہوئی قحط سالی واقع ہو

گئی لوگ بھوکے ہیں جانور پیاسے ہیں قحط سالی میں جو حالت ہوتی ہے وہ کسی عقل مند سے پوشیدہ نہیں حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور شکایت کی جاتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہرگز یہ نہیں فرماتے کہ مجھ سے عرض کر کے تم نے شرک کیا ہے بھلا اس مشکل وقت میں، میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں مجھے تو کسی قسم کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ خبردار مجھ سے فریاد نہ کیا کرو۔ ایسا کچھ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا بلکہ جب ہی کسی غلام نے کوئی عرض کی دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی جھولی بھر دی گئی۔ قحط سالی کا شکار کوئی ایک فرد نہ تھا پورا علاقہ اس کی لپیٹ میں تھا گویا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا نے ہر اس فرد کی مشکل کشائی کر دی جو کوئی قحط سالی کی لپیٹ میں تھا۔

منگتے تو رہے منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو (صلی اللہ علیہ وسلم)
واہ کیا جودو کرم ہے شاہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر 10.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری شریف یہ حدیث درج فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قلت یارسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال ابسط ردآءک فبسطتہ فغرف بیدیہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت شئیا.

(بخاری شریف جلد اول کتاب العلم باب حفظ العلم)۔

بخاری شریف مترجم جلد اول ص 145 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ سے بہت ساری باتیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے (چادر) بچھا دی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بنائی اور اسے اس چادر میں ڈال دیا اور فرمایا اسے لپیٹ لو میں نے لپیٹ لی اس کے بعد میں کوئی بات نہ بھولا۔

مختصر تبصرہ:

رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد و استعانت کو شرک بدعت سمجھنے والے بخاری شریف کی اس حدیث جلیل کو بھی دیکھیں مگر ذرا تعصب اور بغض عناد کی عینک اتار کر کہ صحابیٔ رسول نے حافظہ کی کمی کی شکایت کی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں یہ تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ ہے عملِ مبارک ہے کہ اپنی حاجت کی تکمیل کے لئے دربار نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض گزار ہیں لیکن نجدی وہابی غیر مقلد، دیوبند کا عقیدہ اس کے برعکس ہے وہ دربار نبوت و رسالت میں عرض گزاری کو کفر و شرک کہتے نہیں تھکتے خیر یہ تو ان کی اپنی بدبختی اور کمینگی ہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقیدے کو غلط قرار دیتے ہیں۔ خیر صحابی نے عرض کر دی اب رحمت کائنات اصل کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اس فعل سے منع نہیں کرتے بھلا بتاؤ کیا میں تمہیں حافظہ دینے کے لئے آیا ہوں مجھے تو ایک ذرہ برابر بھی اختیار نہیں ہے اور حافظہ کے لیے میری بارگاہ میں شکایت کر کے شرک کا ارتکاب کر چکے ہو اور نئے سرے سے کلمہ پڑھو اور آئندہ کبھی ایسا

حرف زبان پر مت لانا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں فرمایا بلکہ اپنے غلام کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اس کی حاجت کو پورا کرتے ہیں کیا یہ مشکل کشائی نہیں ہے کیا یہ حاجت روائی نہیں ہے یقیناً ہے معلوم ہوا کہ قوتِ خداداد سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے فریاد رس ہیں۔ اپنے غلاموں پر کرم فرماتے ہیں رحمت کی بھیک عطا فرماتے ہیں۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث نمبر 11.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی صحیح بخاری میں روایت درج فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ حاضر ہوگا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔ فرمایا قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب آجائے گا یہاں تک کہ نصف کان تک پسینہ آجائے گا اس حال میں لوگ **استغاثوا بادم ثم بموسیٰ ثم بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم** ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس فریاد لے کر جائیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس فریاد لے کر جائیں گے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عبداللہ نے اس میں اتنا اضافہ کیا کہ مجھ سے لیث نے ابن ابی جعفر سے بیان کیا کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کی سفارش کریں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوں گے یہاں تک کہ بہشت کے دروازے کا حلقہ تھام لیں گے اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا اور وہاں موجود سب لوگ ان کی

تعریف کریں گے۔

(بخاری شریف جلد اول کتاب الزکوۃ باب من سائل الناس تکثرا)

(بخاری شریف مترجم جلد اول ص 558 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

لو جناب دنیا تو رہی دنیا انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں فریاد کرنے کا سلسلہ روز محشر قیامت کے دن بھی جاری رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ بیان کر دیا ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد کریں گے پھر موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد کریں گے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کیا کہ پھر لوگ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کریں گے ان فریادیوں کو لے کر حضور علیہ السلام جنت کے دروازہ پر تشریف لائیں گے ان کی سفارش کر کے ان کی مدد فرمائیں گے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے وہ قیامت کو اگر مان گیا

نجدیو آج وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے سچے دل سے تائب ہو جاؤ بد عقیدگی کو چھوڑ دو تا کہ کل قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے حصہ مل سکے ورنہ تمہاری محرومی یقینی ہو گی کیونکہ اس کو شفاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب نہ ہو گی جو شفاعت کا منکر ہو گا۔

حدیث نمبر 12.

امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں حدیث درج فرماتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اہل ایمان جمع ہو کر کہیں گے کہ ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کسی سے شفاعت کروائیں پس یہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا آپ کے لئے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے لہٰذا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ ہمیں راحت ملے اور اس کی مصیبت سے نجات پائیں وہ فرمائیں گے کہ تمہارا یہ کام مجھ سے نہیں نکلے گا۔ مجھے اپنی لغزش یاد ہے جس کے باعث میں شرمسار ہوں تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ ایسے رسول ہیں جنہیں زمین والوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا۔ پس یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ تمہاری یہ عرض مجھ سے پوری نہیں ہوگی پھر اپنے اس سوال کو یاد کریں گے جو اپنے رب سے کیا اور جس کا انہیں علم نہ تھا پس اس پر شرمسار ہو کر فرمائیں گے کہ تم اللہ کے خلیل علیہ السلام کی خدمت میں چلے جاؤ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ وہ ایسے خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم کلامی کا شرف بخشا اور انہیں توریت عطا فرمائی پس یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا اور انہوں نے بغیر کسی وجہ کے جو ایک آدمی کو مار ڈالا تھا اسے یاد کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمائیں گے پھر فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں چلے جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول، اللہ کا ایک کلمہ اور اس کی جانب کی روح ہیں، وہ بھی فرمائیں گے کہ تمہارا کام مجھ سے نہیں

نکلے گا تم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ وہ ایسے خاص بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں کے اور ان کے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں پس میں سب کو لے کر بارگاہ خداوندی کی طرف چل پڑوں گا یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دے دی جائے گی جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا پھر سجدے میں رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مجھ سے فرمایا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھاؤ اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمدیں بیان کروں گا جن کی مجھے تعلیم فرمائی جائے گی پھر میں شفاعت کروں گا جس کی میرے لئے ایک حد مقرر فرما دی جائے گی تو میں ایک گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا پھر میں اپنے رب کو دیکھ کر حسبِ سابق کروں گا۔ حکم ہو گا کہ شفاعت کرو اور میرے لئے ایک حد مقرر فرما دی جائے گی تو میں دوسرے گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا پھر تیسری دفعہ اسی طرح واپس آؤں گا پھر چوتھی مرتبہ اسی طرح واپس لوٹوں گا اس کے بعد میں کہوں گا کہ اب جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور جن پر ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہے امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے روکنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر۔ سورۃ البقرۃ باب قولہ وعلم آدم الاسماء کلھا۔ بخاری شریف مترجم جلد سوم ص 707-708 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔

ناظرین کرام اس مبارک حدیث پر تبصرہ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ

حدیث بھی اپنے مدلول میں صاف اور واضح ہے۔ استمداد و استعانت کا انبیاء علیہم السلام سے سوال اور پھر سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب اہل ایمان کی مشکل کشائی فرمانا، دستگیری فرمانا اس حدیث میں بڑی واضح بات ہے۔ نجدی خبیث کو اگر یہ دلائل و براہین نظر نہیں آتے اس بد بخت کو اپنی بدبختی کا ماتم کرنا چاہیے۔

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبیں سعادت پہ لاکھوں سلام (صلی اللہ علیہ وسلم)

ناظرین گرامی قدر بخاری شریف سے بارہ احادیث مبارکہ کا بیان ہوا ماننے والے کے لئے تو ایک فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے اور نجدی منکر کے لئے دفتر بھی کارآمد نہیں۔ بخاری شریف کی احادیث کے بعد اب کچھ احادیث صحیح مسلم شریف سے بیان کی جاتی ہیں پڑھیئے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیجئے۔

حدیث نمبر 13.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم میں حدیث درج فرماتے ہیں۔

حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا۔ شفاعت کی وجہ سے انہوں نے کہا ہاں سنا ہے۔

(مسلم شریف کتاب الایمان جلد اول)

(مسلم شریف مترجم جلد اول ص 327 ترجمہ وحید الزماں غیر مقلد،
مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی شفاعت کام آئے گی خصوصاً اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہماری دستگیری ہو گی۔

حدیث نمبر 14.

حضرت امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح مسلم شریف میں حدیث درج فرمائی۔ جناب عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں تجھ کو ایک جنتی عورت دکھلاؤں میں نے کہا دکھلاؤ انہوں نے کہا یہ کالی عوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور بولی مجھے مرگی کا عارضہ ہے اس حالت میں میرا بدن کھل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے میرے لئے۔ آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرتی ہے تو تیرے لئے جنت ہے اور جو تو کہے تو میں دعا کرتا ہوں خدا تجھ کو تندرست کر دے گا۔ وہ بولی میں صبر کرتی ہوں پھر بولی میرا بدن کھل جاتا ہے تو خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے میرا بدن نہ کھلے۔ آپ نے دعا کی اس عورت کے لئے۔ (چنانچہ اس کا بدن اُس حالت میں ہرگز نہ کھلتا تھا معلوم ہوا کہ بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے کا بدلہ بہشت ہے)

(مسلم شریف مترجم 6 ص216 ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)۔

ناظرین گرامی! دیکھا آپ نے کہ ایک بیمار عورت مرگی کے عارضہ والی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتی ہے اور اسے شفا

بھی مل جاتی ہے اور ساتھ جنت کی سند بھی اس سے بڑھ کر اور کیا دستگیری ہو سکتی ہے کہ غلام تو آتا ہے شفا لینے کے لئے ساتھ جنت بھی مل جاتی ہے۔ یہ ہے رحمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مشکل کشائی فرمانا باذنِ الٰہی۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر 15.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک جبہ مبارک تھا جو کہ انہیں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملا تھا۔ وہ جبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک تھا اب اس جبہ کی خیر و برکات ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بوقت بیماری حصول شفاء کے لئے اس جبہ کا غسالہ یعنی جبہ کو پانی میں بھگو کر وہ دھون بیماروں کو پلایا جاتا تو انہیں شفا نصیب ہو جاتی۔

حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا ان کی وفات تک جب وہ مر گئیں تو یہ جبہ میں نے لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے اب ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں شفا کے لئے۔

مسلم شریف مترجم 5 ص 301 (ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ)

ناظرین گرامی! دیکھئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس جبہ مبارکہ کے ساتھ بھی استعانت و توسل کرتے تھے جو حضور انور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم پہنا کرتے تھے چہ جائیکہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ عملِ استعانت وتوسل ناجائز ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے روشن مینار تھے وہ نجم ہدایت ہیں ان سے بہتر قرآن وحدیث کو کون سمجھ سکتا ہے۔ جنہوں نے براہ راست سینہ نبوت سے فیضان حاصل کیا۔ اگر یہ بات شرک وکفر ہوتی جیسا کہ یہ نجدی وہابی دیوبندی خبیث کہتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیم اجمعین یہ کام کیوں کرتے ہرگز ان سے اس کام کا صدور نہ ہوتا۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں یہ عمل ثابت ہے اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا یہ عقیدہ تھا کہ اس جبہ شریف کے ساتھ بھی توسل واستعانت کرتے تھے جس کو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنا کرتے تھے اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اقتدا میں ہم اہلسنت وجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی (ﷺ)

حدیث نمبر 16.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم شریف میں حدیث درج فرماتے ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک رات گزاری پس میں آپ کے وضو کے لئے پانی اور دیگر ضروریات کو لے کر حاضر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **فقال لی سل** کہ مانگ، سوال کر۔ **فقلت اسئلک مرا فقتک فی الجنة قال اوغیر ذلک قلت هو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود** ۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت

میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں آپ نے فرمایا اس کے سوا اور کچھ میں نے عرض کیا میرا مدعا یہی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔ (یعنی کثرت سے نمازیں پڑھو تا کہ تم جنت میں میری رفاقت کے اہل ہوسکو)۔

صحیح مسلم شریف 1 ص 193، مشکوۃ شریف ص 84

اب اس حدیث جلیل کی تشریح جلیل القدر ائمہ دین سے ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے ایمان افروز اور باطل سوز تشریح کی ہے جس کا ایک ایک حرف جان وہابی کے لئے قیامت سے کم نہیں ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے سب سے پہلے شارحِ حدیث نبوی محقق علیٰ الاطلاق شیخ المحدثین امام اہلسنت حضرت شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعتہ اللمعات 1 ص 396 پر فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کہ فرمود سل نجواہ و تخصیص نکر بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مطلقاً فرمایا مانگو اور کسی مطلوب خاص کے ساتھ مقید نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام چیزیں آپ کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہیں جو چاہیں اللہ عزوجل کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ اسی کی مثل تقریباً نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد وہابی نے مسک الختام شرح بلوم المرام 1 ص 521 پر نقل کیا ہے بحوالہ مقام رسول ص 311۔

اس حدیث کی تشریح محدث مکہ مفتی مکہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ ابن حجر سے ناقل ہیں۔

ویوخذ من اطلاقه علیه السلام الامر بالسوال ان الله مکنه من اعطاء کل ماارادمن خزائن الحق.

نبی علیہ السلام نے سوال کرنے کے امر کو جو مطلق رکھا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزائن حق سے ہر اس چیز کے عطا کرنے پر قادر کر دیا ہے جس کا آپ ارادہ فرمائیں۔ اس کے بعد ابن سبع کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین آپ کو عطا فرمائی ہے کہ اس زمین سے جس کے لئے چاہیں جتنی مقدار چاہیں عطا فرمائیں۔

(مرقاۃ ملا علی قاری 1 ص 551)

ناظرین گرامیٔ قدر! مسلم شریف کی اس حدیث جلیل کو پڑھیے جس کا ایک ایک حرف وہابی دھرم کے لئے موت سے کم نہیں اس حدیث مبارکہ نے کس طرح نجدی مذہب کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور نجدی کے خود ساختہ شرک کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں ہیں اور اوپر سے عشقان مصطفےٰ ائمہ کرام کی تشریحات نے تو وہابیت کا اور بھی بیڑا غرق کر دیا ہے۔ وہابی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنا شرک اکبر ہے۔ ربیعہ بن کعب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عرض کیا (اسئلک) میں آپ سے مانگتا ہوں صحابی نے یہ عرض کر کے واضح کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنا شرک نہیں بلکہ صحابی کا عقیدہ ہے جو کہ وہابی کے خلاف ہے، وہابی مذہب میں مافوق الاسباب چیز کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنا شرک اکبر ہے۔ مافوق الاسباب یعنی عادتاً جو چیزیں انسان کے اختیار میں نہیں ہوتیں۔ لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مافوق الاسباب سوال کر کے وہابی مذہب کو باطل ثابت کر دیا۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی منع نہیں فرماتے کہ تو نے اتنا بڑا مجھ سے سوال کیوں کیا بھلا جنت میرے اختیار میں کب ہے کہ تو مجھ سے جنت جیسی

اعلیٰ نعمت مانگ رہا ہے تو نے شرک کیا ہے معاذ اللہ۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں فرمایا نہ ہی مانگنے والے پر ناراض ہوتے ہیں نہ ہی آئندہ ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں بلکہ عطا و کرم کے دریا بہا دیتے ہیں اپنے غلام کو فرماتے ہیں اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگ لے غلام عرض کرتا ہے آقا میرے لئے یہی کافی ہے۔

دیکھئے ناظرین گرامی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بااختیار ہیں اور آپ اپنے غلاموں کو کیسی، کیسی نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور اپنی امت کی مدد فرماتے ہیں ایسے رسول کو مشکل کشا نہ کہیں تو کیا کہیں۔ مددگار نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔

ٹوٹے دلوں کے سہارے محمد ہیں بے چاروں کے چارے محمد ﷺ
میں قربان تیرے اے شاہ مدینہ میری بگڑی کو تو سوارے محمد ﷺ
آقا قبر وحشر میں اور پل سے گرزتے لگاؤں گا تیرے میں نعرے محمد ﷺ -

حدیث نمبر 17.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ صحیح مسلم میں حدیث درج فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی میں اسے اسلام کی دعوت دیتا مگر وہ نہ مانتی تھی ایک دن جبکہ میں نے اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلایا تو اس نے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا بات کہیں جس کو میں سن نہیں سکتا تھا میں وہاں سے چلا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین روتا ہوا حاضر ہوا رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا ہوا میں نے سارا ماجرا عرض کر دیا اور یہ عرض بھی کی

کہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کے لئے ہدایت کی دعا فرما دیں یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی۔ اللھم اھدام ابی ھریرۃ۔ یااللہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما یہ دعا سن کر میں خوشی سے واپس لوٹا تیز چلتا ہوا اور جب میں دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا اور جب میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی تو زور سے فرمایا۔ مکانک ابا ھریرۃ ۔اے ابو ہریرہ ٹھہر جا جب میں کھڑا ہو گیا تو میں نے پانی چلنے کی آواز سنی چونکہ میری والدہ غسل کر رہی تھی اس نے غسل کر کے کپڑے پہنے اور دوپٹہ نہ اوڑھ سکی بلکہ جلدی سے دروازہ کھول کر کہا اے ابو ہریرہ گواہ ہو جاؤ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد عبدہ ورسولہ ۔ یہ سن کر میں واپس خوشی سے روتا ہوا دوڑا اور دربار نبوت ورسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی اور فرمایا بہت اچھا ہوا۔

(مسلم شریف 2 ص 301، مشکوۃ شریف ص 535

ناظرین محترم ! اس حدیث جلیل میں یہ بات کتنی واضح ہے کہ نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار سے ایمان جیسی نعمتِ اعلیٰ بھی ملتی ہے باقی نعمتوں کا تو پھر کہنا ہی کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا رحمت فرما کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی والدہ مکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدد نہیں فرمائی ؟ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء کرم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو ایمان و اسلام کی دولت مل گئی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مدد ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک نجدی خبیث ہے کہ اسے کوئی دلیل نظر ہی نہیں آتی کیونکہ اس کی آنکھوں پر بغضِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی پٹی جو بندھی ہوئی ہے سچ تو یہ ہے کہ جس نے بھی پایا درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہی پایا۔ درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حقیقت میں درِ خدا ہے جس بد بخت نے درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منہ پھیرا اس نے بلا شک وشبہ خدا کے در سے منہ پھیرا ہے۔

سبھی کی بات بنی تیرے بنانے سے
ملا خدا کا پتہ بھی تیرے آستانے سے
اے رضا احمد پاک کا فیض ہے
ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

بخدا خدا کا یہی در ہے نہیں اور کوئی مصر مقر جو یہاں سے ہو وہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث نمبر 18.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح مسلم میں حدیث درج فرمائی ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے آگے ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو بادشاہ سے بولا میں بڈھا ہو گیا ہوں میرے پاس کوئی لڑکا بھیج میں اس کو جادو سکھلاؤں بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا وہ اس کو جادو سکھلاتا تھا۔ اس لڑکے کی آمد و رفت کی راہ میں ایک راہب تھا (نصرانی درویش) پادری تاری الدنیا۔ لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کا کلام سنتا۔ اس کو بھلا معلوم ہوتا جب جادوگر کے پاس جاتا تو راہب کی طرف ہو کر نکلتا اور اس کے پاس بیٹھتا پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو جادوگر اس کو مارتا۔ آخر لڑکے

نے جادوگر کے مارنے کا راہب سے گلہ کیا۔ راہب نے کہا جب تو جادوگر سے ڈرے تو یہ کہہ دیا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو روک رکھا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے تو کہہ دیا کر کہ جادوگر نے مجھ کو روک رکھا تھا۔ اسی حالت میں وہ لڑکا رہا کہ ناگاہ ایک بڑے قد کے جانور پر گزرا جس نے لوگوں کو آمدورفت سے روک دیا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ آج میں دریافت کرتا ہوں جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور کہا الٰہی اگر راہب کا طریقہ تجھ کو پسند ہو جادوگر کے طریقہ سے تو اس جانور کو قتل کر تا کہ لوگ چلیں پھریں پھر اس کو مارا اس پتھر سے وہ جانور مر گیا اور لوگ چلنے پھرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا وہ بولا بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا مقرر تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو قریب آزمایا جائے گا پھر اگر تو آزمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ۔ **وکان الغلام یبرئ الاکمہ والابرص** ۔ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور ہر قسم کی بیماری کا علاج کرتا یہ حال بادشاہ کے ایک مصاحب نے سنا وہ اندھا ہو گیا تھا وہ بہت سے تحفے لے کر لڑکے کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ سب مال تیرا ہے اگر تو مجھ کو اچھا کر دے۔ لڑکے نے کہا میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اچھا کرنا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے، اگر تو خدا پر ایمان لائے تو میں خدا سے دعا کروں وہ تجھ کو اچھا کر دے گا وہ مصاحب خدا پر ایمان لایا۔ اللہ نے اس کو اچھا کر دیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا بادشاہ نے کہا تیری آنکھ کس نے روشن کی۔ مصاحب بولا میرے مالک نے بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارنا شروع کیا اور مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام لیا۔ وہ لڑکا بلایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا اے بیٹا تو جادو میں اس درجہ پر پہنچا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور بڑے بڑے کام

کرتا ہے۔ وہ بولا میں تو کسی کو اچھا نہیں کرتا خدا اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا وہ راہب پکڑا ہوا آیا اس سے کہا گیا اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے نہ مانا۔ بادشاہ نے ایک آراہ منگوایا اور راہب کی چندیا پر رکھا اور اس کو چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا پڑا وہ مصاحب بلایا گیا اس سے کہا تو اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے بھی نہ مانا اس کی چندیا پر بھی آرہ رکھا اور چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گرا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا۔ اس سے کہا اپنے دین سے پلٹ جا۔ اس نے بھی نہ مانا بادشاہ نے اس کو اپنے چند مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو فلانے پہاڑ پر لے جا کر چوٹی پر چڑھاؤ۔ جب تم چوٹی پر پہنچو تو اس کو دھکیل دو۔ وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ لڑکے نے دعا کی الٰہی تو جس طرح سے چاہے مجھے ان کے شر سے بچا۔ پہاڑ ہلا اور وہ لوگ گر پڑے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا تیرے ساتھی کدھر گئے۔ اس نے کہا خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا پھر بادشاہ نے اس کو چند اپنے مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا اور اس کو لے جاؤ ایک ناؤ پر چڑھاؤ اور دریا کے اندر لے جاؤ۔ اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خیر ورنہ اس کو دریا میں دھکیل دو۔ وہ لوگ اس کو لے گئے لڑکے نے کہا الٰہی تو مجھ کو جس طرح چاہے ان کے شر سے بچاوے وہ ناؤ اوندھی ہو گئی اور لڑکے کے ساتھ سب ڈوب گئے اور لڑکا زندہ بچ کر بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تیرے ساتھی کہاں گئے۔ وہ بولا اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھ کو بچایا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا تو مجھ کو نہ مار سکے گا یہاں تک کہ میں جو بتلاؤں وہ کر لے۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا اس نے کہا تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور ایک لکڑی پر مجھ کو سولی دے پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے اور کمان کے اندر رکھ پھر کہہ خدا کے

نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے مارتا ہوں اگر تو ایسا کرے گا تو مجھ کو قتل کرے گا بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک لکڑی پر سولی دی پھر اُس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور تیر کو کمان کے اندر رکھ کر کہا خدا کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے اور تیر مارا وہ لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ تیر کے مقام پر رکھا اور مر گیا اور لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا ہم تو اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے۔ ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے کسی نے بادشاہ سے کہا جو تو ڈرتا تھا خدا کی قسم وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا راہوں کے ناکوں پر خندقیں کھودنے کا۔ پھر خندقیں کھودی گئیں اور ان کے اندر خوب آگ بھڑکائی اور کہا جو شخص اس دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے اس کو ان خندقوں میں دھکیل دو یا اس سے کہو کہ ان خندقوں میں گرے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ وہ عورت آگ میں گرنے سے جھجکی (پیچھے ہٹی) بچہ نے کہا اے ماں صبر کر تو سچے دین پر ہے۔

(مسلم شریف مترجم 6 ص 502 تا 504 ترجمہ وحید الزماں غیر مقلد وہابی مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔ مسلم شریف عربی 2 ص 415 کتاب الزہد)

ناظرین کرام! اس لمبی حدیثِ مبارکہ میں یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں کہ وہ لڑکا مادر زاد اندھوں کو شفا دیتا کوڑھیوں کا کوڑھ ختم کرتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ طاقت بخشی ہی نہیں بمطابق مذہب وہابیہ کے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق کہ وہ لڑکا اندھوں کو شفا دیتا تھا کوڑھیوں کا کوڑھ ختم کرتا تھا۔ تو پھر کیسے وہ لڑکا شفا دیتا تھا لہٰذا یہ کہنا کہ فلاں بزرگ شفا دیتا ہے مجازاً اور توسلاً جائز ہے۔ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب مقرب بندوں کو بڑا تصرف عطا کیا ہے اور اللہ کے محبوب بندے عطاء الٰہی سے دستگیری کرتے ہیں ورنہ حقیقت میں تو مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ والوں کے کمالات کا انکار کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار ہے۔ وہابیہ نجدیہ جو اللہ والوں کے تصرفات کا انکار کرتے ہیں فی الحقیقت اس تصرف کے عطا کرنے والے کی عطا کا انکار کرتے ہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدی وہابی کی وبا سے

حدیث نمبر 19.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم میں حدیث درج فرماتے ہیں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے حدیث ہجرت اس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ المنورہ میں داخل ہوئے تو:

فصعد الرجال والنسآء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدام فی الطرق ینادون یا محمد یارسول الله یا محمد یارسول الله(صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم)

ترجمہ: پھر مرد چڑھے اور عورتیں گھروں پر (آپ کو دیکھنے کے لئے) اور لڑکے اور غلام راستہ میں جدا جدا ہو گئے پکارتے جاتے تھے یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)۔

مسلم شریف مترجم 6ص 514 ترجمہ وحید الزمان وہابی غیر مقلد، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور مسلم شریف عربی ص2 کتاب الذھد کی آخری حدیث۔

اس حدیث کی تشریح میں وحید الزمان وہابی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ پکارنا ان کا خوشی سے تھا۔ کاش اس دور کے وہابی دیوبندی نجدی بھی کبھی خوشی سے یا محمد یارسول اللہ پکارتے اور اپنی خوشی کا ثبوت دیتے۔ لیکن نجدی تو اس نعرہ یارسول اللہ سے جل بھن کر اہل اسلام کو کافر و مشرک سمجھتا ہے یہ اس کے بد باطن کو رباطن ہونے کی دلیل ہے کہ وہابی نجدی کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ہی چڑ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوشی سے یا محمد یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پکارتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک فرد کو بھی اس پکارنے سے منع نہ کیا نہ ہی کفر وشرک کا فتویٰ لگایا، نہ ہی آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا۔ واضح ہو گیا کہ لفظ یا سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا یا محمد یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ندا کرنا طالب مدد ہونا عند الشرع ہرگز منع نہیں البتہ نجدی وہابی کے نزدیک ضرور منع ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سیدی الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اسی لئے فرماتے ہیں۔

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے . ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

حدیث نمبر 20.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم میں حدیث درج فرماتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک لمبی حدیث معراج منقول ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب میں وہاں

سے اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا امت پر تمہاری۔ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انہوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور اُن کا امتحان لیا ہے۔ میں لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اور عرض کیا اے پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھٹا دیں۔ میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں ہیں انہوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ۔ آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وہ پانچ نمازیں ہر دن اور ہر رات میں اور ہر نماز میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا پھر میں اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس پھر پھر کر گیا یہاں تک کہ میں شرما گیا اُس سے۔

مسلم شریف مترجم 1 ص 274-275 ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور۔ مسلم شریف عربی ج 1 کتاب الایمان۔

ناظرین باتمکین ! اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے پچاس نمازیں فرض کیں اور پھر تخفیف ہوتی رہی حتی کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ یہ پانچ نمازیں کیسے ہوئیں حدیث میں مفصل موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بار بار عرض کرتے رہے کہ اپنے رب سے تخفیف کا سوال کرو۔ حضرت سید العالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی امت پر کمال شفقت فرماتے ہوئے کئی بار اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہِ مقدس میں حاضر ہوئے اور امت کے لئے نمازوں کے متعلق تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کر دیں اور باقی معاف فرما دیں۔ اب دیکھو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا تقریباً اڑھائی ہزار سال گزر چکے تھے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امتِ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی اب جو لوگ وصال یافتہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کی مدد کے منکر ہیں انہیں چاہیے کہ وہ نمازیں پچاس ادا کیا کریں پانچ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے ہوئیں ہیں اگر پانچ پڑھتے ہو تو پھر بھی مان جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرب بندے وصال کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں جو کہ قرآن و آحادیث سے ثابت ہے فھو المقصود۔

حدیث نمبر 21.

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم میں حدیث درج فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ حکم دیں تا کہ لشکر والے اپنا بچا ہوا کھانے کا سامان لائیں اور

آپ برکت کی دعا فرما دیں فرمایا بالکل ٹھیک ہے چنانچہ چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے وہ لے آئے اس اعلان پر دیکھا گیا کوئی مکی کی مٹھی لا رہا ہے تو کوئی کھجوروں کی مٹھی اور کوئی روٹی کا ٹکڑا اُٹھائے آ رہا ہے حتی کہ دستر خوان پر کچھ تھوڑا سا کھانے کا سامان اکٹھا ہوا اس پر رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا پہلے اپنے توشہ دان بھر لو چنانچہ سب نے توشہ دان بھر لئے حتی کہ پورے لشکر میں ایک بھی ایسا لشکری نہ رہ گیا جس نے توشہ نہ بھرا ہو۔ پھر فرمایا اب کھاؤ تو سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا، یہ دیکھ کرامت کے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جو بندہ ان دونوں گواہیوں کو لے کر دربار الٰہی میں حاضر ہو بشرطیکہ ان دونوں شہادتوں میں شک کرنے والا نہ ہو تو ایسا بندہ جنت سے روکا نہ جائے گا۔ (مسلم شریف عربی 1 ص 43، مشکوٰۃ شریف ص 538)

ناظرین گرامی قدر! مسلم شریف کی اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ واضح ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس طرح دیگر مشکلات میں دربار نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اسی طرح بھوک اور پیاس کی حالت میں بھی حضور انور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں رجوع کرتے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار میں انہیں ہر نعمت ملتی حسب ضرورت۔ جس کو جس چیز کی حاجت ہوتی اس کو وہی نصیب ہو جاتی۔ یہ مددگاری نہیں تو اور کیا ہے تھوڑا کھانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء رحمت سے سارا لشکر کھا جاتا ہے اپنے توشہ دان بھی بھر لیتے ہیں پھر بھی کھانا بچ جاتا ہے۔

لاو رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (ﷺ)
وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

حدیث نمبر 22.

حضرت امام حاکم نے مستدرک میں امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بیہقی نے دلائل انبوۃ میں طبرانی نے معجم الکبیر میں اور کئی محدثین نے اس حدیث صحیح جلیل کو اپنی اپنی کتب حدیث میں بیان فرمایا اور کئی محدثین نے اس کو باب صلوٰۃ الحاجہ کے باب میں نقل کیا۔ یعنی ضرورت کے وقت نماز ادا کرنا۔ محدثین نے اس حدیث کو صلوٰۃ الحاجہ کے باب میں نقل کر کے اپنا عقیدہ بھی واضح کر دیا ہے کہ جب بھی کسی کو کوئی حاجت ہو کوئی ضرورت ہو تو اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے یہ نمازِ حاجت پڑھنی چاہیے۔ اب اس حدیثِ جلیل کو ملاحظہ فرمائیں جس میں استمداد و استعانت کا بڑا روشن بیان ہے۔

عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضريرا اتى النبى صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فقال ادع الله ان يعافينى فقال ان شئت اخرت لک وهو خيروان شئت دعوت قال فامره ان يتوضاء فيحسن وضؤه ويصلى ركعتين ويدعوا بهذا الدعآء فيقول. اللهم انى اسألک واتوجه اليک بنبيک محمد نبى الرحمة يا محمد انى توجهت بک الىٰ ربى فى حاجتى هذه فتقضىٰ لى اللهم شفعه فى وشفعنى فيه. هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخرجاه.

(مستدرک حاکم 1 ص 313، دلائل النبوہ بیہقی ص شفاء اسقام ص 137 تلخیص المستدرک ذہبی 1 ص 313 ابن ماجہ ص 100، ابن ماجہ مترجم جلد اول ص 396 مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 159 (باالفاظ متقاربہ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جو کہ نابینا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی (اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے شفا دے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں اس کو مؤخر کردوں اور یہ تیرے لئے بہتر ہے (یعنی صبر کرنا) اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ اچھا وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے پھر یہ دعا کرے۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے جو کہ نبئ رحمت ہیں۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں اس اپنی حاجت کے پورا ہونے کے بارے میں اے اللہ میرے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کے بارے امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام ذہبی جو کہ حدیث اور جرح و نقد کے مسلّم امام ہیں وہ بھی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے، امام ابن ماجہ جو کہ حدیث کے جلیل القدر مسلّم امام ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ابن ماجہ ص 100)

حضرت امام حاکم نے مستدرک 1 ص 526 پر یہی حدیث دوبارہ بیان کی کچھ زائد الفاظ کے ساتھ وہ یہ ہیں۔ فدعا بھذا الدعاء فقام وقد ابصر۔

کہ اس نابینا شخص نے یہ دعا پڑھی پس کھڑا ہوا تو وہ دیکھ رہا تھا۔ (یعنی اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں)۔

امام حاکم یہی حدیث مستدرک 1 ص 527 پر ان زائد الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

قال عثمان فواللہ ماتفرقنا ولا طال بنا الحدیث حتی دخل الرجل کانہ لم یکن بہٖ ضرقط. ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط البخاری۔

یعنی جناب عثمان (بن حنیف) نے فرمایا اللہ کی قسم ہم نہ تو کہیں گئے تھے اور نہ ہی زیادہ وقت گزرا تھا تو وہ شخص دعا پڑھ کر آیا تو اس کی آنکھیں ایسی درست تھیں (یعنی روشن تھیں) گویا کہ کبھی اسے تکلیف تھی ہی نہیں امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط پر صحیح ہے۔

اس حدیث جلیل کو امام بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد کے استاذ الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے ان الفاظِ زائد کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ففعل الرجل فبرأ ۔ مسند امام احمد 5 ص 159 مطبوعہ احیاء السنہ گرجاکھ ۔ یعنی اس آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد فرمائے ہوئے طریقہ کے مطابق عمل کیا تو وہ بالکل صحت یاب ہوگیا۔ (یعنی اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں)۔

ناظرین کرام! واضح ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی صحت میں ایک ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ آنکھ جیسی عظیم نعمت کے حصول کے لئے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں

اگر حضور سے مانگنا شرک و کفر سمجھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیوں کرتے ۔ معلوم ہو گیا کہ حصولِ نعمت کے لئے اور حل مشکلات کے لئے سید الکائنات کی بارگاہ قدس میں عرض و معروض کرنا یہ طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔

پھر سید العالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے منع نہیں فرماتے بلکہ اس کی عرض کو شرفِ قبولیت عطا کرتے ہیں اور اس پر نظر کرم فرماتے ہیں۔ وضو کا حکم فرماتے ہیں اور مذکورہ بالا دعا خود تعلیم کرتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اقدس بھی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ندا بھی۔ جس کو نجدی وہابی بد بخت شرک و کفر سے تعبیر کرتا ہے ۔ ذرا سوچو تو سہی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد و استعانت توسلاً اگر جائز نہ ہوتی معاذ اللہ اگر شرک ہوتی تو کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعلیم دیتے ہرگز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت بطور وسیلہ ہرگز شرک و کفر نہیں اس لئے رحمت کائنات نے اپنے اس امتی کو یہ دعا تعلیم فرمائی اس خوش نصیب نے یہ دعا پڑھی جس میں یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ندا موجود ہے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے اس کی مشکل حل فرما دی اس کی نابینی آنکھوں کو نور عطا فرما کر آنکھوں روشن کر دیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ دیکھ اب تو پڑھ لے آئندہ دوبارہ پھر کبھی مت پڑھنا خصوصاً میرے وصال فرما جانے کے بعد تو بالکل اس دعا کے قریب بھی نہیں جانا۔ تو اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد آپ کو ندا کرنا پکارنا جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس سے منع فرما دیتے لیکن رحمتِ کائنات سید

العالمین شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو منع نہیں کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع نہیں کیا تو ہم اس حدیث پر عمل کیوں نہ کریں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حل مشکلات کے وقت بطور وسیلہ کیوں نہ ندا کریں۔ نجدی وہابی دیوبندی کے منع کرنے کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں کیوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں کیا۔ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حاملِ کتاب وسنت کہتے نہیں تھکتے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے لیکن یہ کیسا بد بخت نام نہاد اہل حدیث ہے جو کہ صحیح حدیث کا منکر ہے بلکہ اس حدیثِ صحیح پر عمل کو شرک وکفر قرار دیتا ہے۔

(یاللعجب)

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے (صلی اللہ علیہ وسلم)

سُنی عشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چاہیے کہ ہرگز نجدیوں وہابیوں کے غلط فتویٰ کی پرواہ نہ کیا کریں بلکہ کثرت سے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وظیفہ کیا کریں اور یوں دربار نبوت میں عرض کرتے رہا کریں۔

سدا وسدا رہوے تیرا دوارہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
جتھے ہونداا ے غریباں دا گزارہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث نمبر 23.

امام کبیر طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الکبیر میں امام اجل بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل النبوۃ میں حدیث جلیل بیان فرمائی ہے۔

کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ

خلافت میں بار بار ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا مگر آپ نہ اس کی طرف توجہ فرماتے تھے اور نہ ہی اس کی حاجت وضرورت پر نظر فرماتے۔ اُس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی بے اعتنائی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا غسل خانہ میں جا کر اچھی طرح وضو کرو پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نفل ادا کرو پھر ان دعائیہ کلمات کے ساتھ دعا کر۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا محمد نبی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ بک الٰی ربک لتقضی حاجتی.

اور حاجتی کی جگہ اپنی ضرورت کا ذکر کرنا۔ اس آدمی نے ان کے فرمانے کے مطابق عمل کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوا تو دربان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہیے کیا کام ہے؟ اس نے حاضری کا مقصد عرض کیا آپ نے اس کو پورا فرما دیا اور ساتھ ہی فرما دیا جو کام بھی تمہیں درپیش ہو میرے پاس آجایا کرو میں ضرور کر دیا کروں گا وہ شخص بارگاہ خلافت سے باہر نکلا تو حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہو گئی۔ انہیں عرض کیا آپ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے پہلے تو وہ میرے ساتھ کلام بھی نہیں کرتے تھے اور ذرہ بھر توجہ نہیں فرماتے تھے لیکن آپ کی سفارش پر انہوں نے میرا کام بھی کر دیا اور (عزت واکرام سے بھی پیش آئے ہیں)۔ آپ نے فرمایا بخدا میں نے قطعاً تمہارے معاملہ میں ان سے بات چیت نہیں کی البتہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نابینا حاضر ہوا اور بینائی کے لئے دعا کے متعلق عرض کیا آپ نے اس کو یہی دعا سکھلائی اور اس کی حاجت برآئی میں نے تمہاری حاجت برآری اور مشکل کشائی

کے لئے وہی دعا بتا دی۔ (معجم طبرانی کبیر 9ص 31، دلائل النبوہ بیہقی 6ص167، شفاء السقام ص 139، نشر الطیب ص 249 از: اشرف علی تھانوی دیوبندی)۔

اس حدیث کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا طاهر بن عيسى بن قيرس المصرى المقرئ ثنا اصبغ بن الفرج ثنا ابن وهب عن ابى سعيد المكى عن روح بن القاسم عن ابى جعفر الخطمى المدنى عن ابى امامة بن سهل بن حنيف عن عمهٖ عثمان بن حنيف.........

اس سند کے راویوں کی توثیق

پہلے راوی خود امام طبرانی ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ ہیں۔

دوسرے راوی:

طاہر بن عیسی بن قیرس المصری المقرئ ہیں۔

تیسرے راوی:

اصبغ بن الفرج ہیں۔ **ذكره ابن حبان فى الثقات** ۔ کتاب الثقات لابن حبان 5ص83 مطبوعہ بیروت لبنان۔

امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں ذکر کیا ہے (یعنی یہ راوی ثقہ ہے)

چوتھے راوی:

ابن وھب ہیں جو کہ عبداللہ بن ھب ہیں۔

قال ابوطالب عن احمد صحيح الحديث ۔ ابو طالب نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ یہ راوی صحیح الحدیث ہے۔

عن ابن معین ثقة۔ ابن معین نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے۔

قال ابن ابی حاتم عن ابیه صالح الحدیث صدوق۔

تہذیب التہذیب 5 ص 295

ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ یہ راوی صالح الحدیث ہے اور سچا آدمی ہے۔

اس سند کے پانچویں راوی:

ابوسعید مکی شبیب بن سعید الحبطی ہے۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ کتاب الثقات لابن حبان 5 ص 217 مطبوعہ بیروت لبنان یعنی ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں ذکر کیا۔

اس سند کے چھٹے راوی:

روح بن قاسم التمیمی العنبری ابوغیاث البصری ہیں۔

قال ابن معین وابو حاتم وابوزرعة ثقة.

کہا ابن معین اور ابوحاتم اور ابوزرعۃ نے کہ یہ راوی ثقہ ہے۔

کذا قال عبدالله بن احمد عن ابیه قال احمد فی موضع آخر روح بن القاسم و اخوه هشام من ثقات البصر یيسن وقال النسائی لیس به بأس۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 176 مطبوعہ بیروت لبنان)

اسی طرح کہا عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل سے (یعنی یہ راوی ثقہ ہے)۔

ایک اور جگہ پر امام احمد نے فرمایا کہ یہ راوی اور اس کا بھائی ہشام بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں اور امام نسائی نے فرمایا کہ اس کے ساتھ کچھ حرج نہیں۔

اس کے ساتویں راوی:

ابوجعفر الخطمی المدنی، عمیر بن یزید بن عمیر الانصاری ہیں۔ اس راوی کے متعلق۔ قال ابن معین والنسائی ثقة. وذکرہ ابن حبان فی الثقات.

ابن معین اور نسائی نے کہا یہ راوی ثقہ ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن مھدی نے کہا کہ ابوجعفر اور اس کے باپ کو سچائی وراثت میں ملی ہے۔

ووثقہ ابن نمیر والعجلی نقلہ ابن خلفون وقال الطبرانی فی الاوسط ثقة.

اس روای کو ابن نمیر اور عجلی نے ثقہ کہا ہے اس کو نقل کیا ابن خلفون نے اور طبرانی نے اوسط میں کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب 4 ص 413 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس کے آٹھویں راوی:

ابوامامۃ بن سھل بن حنیف ہیں۔ ان کا نام اسعد ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں پیدا ہوئے۔ دارقطنی سے پوچھا گیا ابوامامۃ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پایا ہے تو فرمایا، ہاں۔

قال ابن ابی حاتم سمعت ابی قیل لہ ھو ثقة؟ فقال لا یسال عن مثلہ ھوا جل من ذاک.

ابن ابی حاتم نے کہا کہ سنا میں نے اپنے باپ سے ان سے کہا گیا کیا یہ راوی ثقہ ہے تو انہوں نے فرمایا اس کی مثل تو پوچھ ہی نہ یہ اس سے بہت بلند راوی ہے۔

قال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے اور کثیر الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب 1 ص169)

حدیث نمبر 24.

اس حدیث کی ایک دوسری سند اس طرح ہے امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو سعید عبدالملک بن ابی عثمان الزاهد رحمه الله، انبانا الامام ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل الشاشی القفال قال انبانا ابو عروبة حدثنا العباس بن الفرج حدثنا اسماعیل بن شبیب حدثنا ابی عن روح بن القاسم عن ابی جعفر المدینی عن ابی امامة بن سهل بن حنیف ان رجلا کان یختلف الیٰ عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه فی حاجته، وکان عثمان لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجته، فلقی عثمان بن حنیف فشکی الیه ذلک فقال له عثمان بن حنیف ائت المیضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل رکعتین ثم قل اللهم انی اسألک واتوجه الیک بنبیک محمد صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فتقضی لی حاجتی، واذکر حاجتک ثم رُح حتی ارفع فانطلق الرجل وصنع ذلک، ثم اتی باب عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، فجآء البواب فاخذ بیده فأدخله علیٰ عثمان، فاجلسه معه علیٰ الطنفسة، فقال انظر ما کانت لک من حاجة، ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی عثمان بن حنیف فقال (له) جزاک الله خیرا ما کان ینظر فی حاجتی

ولا یلتف الیَّ حتی کلمته فقال له عثمان بن حنیف ما کلمتهٗ ولکنی سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم وجآءہٗ ضریر فشکی الیه ذهاب بصره فقال له النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم اوتصبر؟ فقال یارسول الله لیس لی قائد وقد شق علی فقال ائت المیضاة فتوضأ وصل رکعتین ثم قل اللهم انی اسالک واتوجه الیک بنبیک نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیجلی لی عن بصری اللهم شفعه فی وشفعنی فی نفسی قال عثمان فوالله ماتفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل الرجل کأن لم یکن به ضرر. وقدرواه احمد بن شبیب عن سعید عن ابیه ایضاً بطولهٖ

(ترجمہ وخلاصہ سابق حدیث والا ہی ہے)

(دلائل النبوۃ بیہقی 1 ص 167-168)

حدیث نمبر 25.

اس حدیث کی تیسری سند ملاحظہ فرمائیں۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو علی الحسن بن احمد بن ابراهیم بن شاذان، انبانا عبدالله بن جعفر بن درستویه، حدثنا یعقوب بن سفیان، حدثنا احمد بن شبیب بن سعید فذکره بطوله.

(دلائل النبوۃ بیہقی 6 ص 168 مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ)

ناظرین گرامی! اس کی پہلی سند کی توثیق بیان ہو چکی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ بعد والی دو سندیں اس کی متابعت میں ذکر کی ہیں۔ متابعت سے تو ضعیف حدیث بھی تقویت پا کر قوی ہو جاتی ہے چہ جائیکہ یہ تو خود سب

سندیں ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر 26.

حضرت امام بخاری و مسلم و ابن ماجہ و ابوداؤد کے استاذ الحدیث امام اجل امام کبیر ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سند ثقہ صحیح کے ساتھ حدیث لائے۔

حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار قال وکان خازن عمر علی الطعام، قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر، فجآء رجل الی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ھلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل لہ ائت عمر فاقرئہ السلام واخبرہ انکم مستقیون وقل لہ علیک الکیس علیک الکیس فاتی عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاخبرہ فبکی عمر ثم قال یارب لا آلو الاما عجزت عنہ.

(مصنف ابن ابی شیبہ 12 ص32، شفاء السقام ص 145 از امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں قحط واقع ہوا۔ آپ کا خازن جو کہ بیت المال پر مقرر تھا انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر حاضر ہوا اور اس طرح عرض کی اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے لئے اللہ سے پانی مانگیں آپ کی امت ہلاک ہورہی ہے اس آدمی کے خواب میں ایک آدمی آیا اور فرمایا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جا اور اسے سلام کہہ اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خبر دے کہ بارش ہو جائے گی وہ آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر رو پڑے اور کہا اے رب میں وہی کام چھوڑتا ہوں جس سے میں عاجز آجاؤں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ۔ فتح الباری شرح بخاری ص پر فرماتے ہیں قبر انور پر آنے والا شخص وہ حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی ہیں نیز اسی صفحہ پر حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔

اسی حدیث کو بالفاظ متقاربہ۔ علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 7 ص 195 پر نقل فرمایا ہے اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آلیا تو ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمایئے وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ پس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے اور فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کیے جائیں گے اور انہیں کہنا کہ عقلمندی اختیار کرو۔ اس شخص نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز آجاتا ہوں اور یہ اسناد صحیح ہیں۔

(البدایہ والنھایہ 7 ص 195 مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی)

اس روایت میں وضاحت ہے کہ خواب میں آنے والے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ حدیث پاک صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند کے بارے میں توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے راوی امام ابن ابی شیبہ ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ ثبت ہیں امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث ہیں بخاری اور مسلم میں بکثرت ان سے روایات ہیں۔

بخاری میں تقریباً تیس احادیث ان سے مروی ہیں اور مسلم میں پندرہ سو سے زائد احادیث ان سے مروی ہیں۔ (تہذیب التہذیب 3 ص252)

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ الحافظ الکبیر الحجة حدث عنہ احمد بن حنبل والبخاری وابو القاسم البغوی والناس ووثقه الجماعة۔ (میزان الاعتدال 2 ص490)

ابن حجر علیہ الرحمہ نے تہذیب التہذیب میں آپ کا ترجمہ مفصل طور پر بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا۔ ابو بکر بن ابی شیبہ صدوق ہے یعنی سچا راوی ہے امام عجلی نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں، وکان حافظا للحدیث۔ کہ آپ حدیث کے حافظ ہیں۔ امام ابو حاتم اور ابن خراش نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ابن معین نے کہا: ابوبکر عندنا صدوق۔ کہ ہمارے نزدیک یہ راوی سچا ہے۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام ابن قانع نے کہا کہ آپ ثقہ ثبت ہیں۔ (ملخصاً من التہذیب التہذیب 3 ص252 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس کے دوسرے راوی جناب ابو معاویہ الضریر ہیں جن کو امام علامہ ذھبی علیہ الرحمہ احد الائمة الاعلام الثقات لکھتے ہیں۔ وقال ابن خراش یقال ھو فی الاعمش ثقۃ۔ وفی غیرہ فیہ اضطراب وکذالک قال عبداللہ بن احمد. سمعت ابی یقول ھو فی غیر الاعمش مضطرب۔

ابن خراش نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ ابو معاویہ اعمش کی روایت میں ثقہ ہے اور جب اعمش کی بجائے کسی اور سے روایت کرے تو اس کی روایت میں اضطراب ہوتا ہے یہ مذکورہ حدیث بھی ابو معاویہ نے اعمش سے ہی روایت کی ہے

لہٰذا ثقہ ہے۔ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد سے روایت کی ہے کہ ابو معاویہ غیر اعمش میں مضطرب ہے۔ وقال الحاکم احتج به الشیخان ۔حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم نے اس راوی سے احتجاج کیا ہے (یعنی اس کی حدیث کو حجت جانا ہے)۔ عجلی نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ ثقہ ہے۔ کبھی تدلیس بھی کر لیتا ہے۔ ابن خراش نے کہا کہ سچا ہے اور وہ اعمش کی روایت میں ثقہ ہے۔ (ملخصاً میزان الاعتدال 4 ص575 مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل)

ناظرین گرامی! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جناب ابو معاویہ ثقہ، سچا، حجت ہے اور بخاری و مسلم کا راوی ہے، باقی رہا کہ یہ کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے اماموں نے جب اس کی وضاحت کر دی ہے کہ جب یہ اعمش سے روایت کرے تو یہ ثقہ ہے، تو مذکورہ بالا روایت بھی اس نے اعمش سے ہی روایت کی ہے تو پھر یہ اس روایت میں ثقہ ہوا۔ اعتراض کیسا۔

اس کے تیسرے راوی جناب اعمش ہیں۔ یہ بھی ثقہ ہیں اور بخاری شریف کے راوی ہیں ملاحظہ ہو بخاری شریف 1 ص409 پر اعمش موجود ہے۔

ابو معاویہ عن الاعمش۔ بخاری شریف 1 ص50۔ 1 ص115 میں مذکور ہیں جناب ہیثم کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں اس سے بڑا قرآن کا پڑھنے والا نہیں دیکھا۔ ابن عینیہ نے کہا کہ اعمش اپنے اصحاب پر چار وجہ سے سبقت لے گئے۔

(۱) ان سے قرآن کا قاری بڑا ہے۔ (۲) ان سے حدیث کا حافظ بھی بڑا ہے اور ان سے زیادہ فرائض کا علم رکھنے والا ہے، ایک اور خصلت ذکر کی۔

شعبہ کہتے ہیں کہ جتنی تسلی مجھے اعمش کی حدیث سے ہوئی ہے اتنی کسی

اور کی روایت سے نہیں۔ عمرو بن علی نے کہا کہ اعمش کی سچائی کی وجہ سے اس کا نام مصحف رکھ دیا گیا۔

ابن عمار نے کہا کہ محدثین میں اعمش و منصور جیسا کوئی اثبت نہیں ہے۔

امام عجلی نے کہا کہ اعمش، ثقہ ثبت فی الحدیث ہے اور اہل کوفہ کا اپنے زمانے کا محدث ہے۔ ابن معین نے کہا ثقہ ہے، نسائی نے کہا ثقہ ہے ثبت ہے۔

(ملخصاً من التہذیب التہذیب 2 ص 424)

الغرض یہ راوی بھی ثقہ ثبت حجت ہے۔

اس روایت کے چوتھے راوی جناب سہیل بن ابی صالح ہیں ان کا نام ذکوان السمان ابو یزید مدنی۔ یہ بھی ثقہ ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

قال ابن عینیة کنانعد سهلا ثبتاً فی الحدیث۔ ابن عینیہ نے کہا کہ ہم اس راوی کو حدیث میں ثبت شمار کرتے تھے۔ قال النسائی لیس به باس۔ نسائی نے کہا کہ اس کی روایت میں کوئی خوف نہیں۔ ابن عدی نے کہا کہ یہ راوی میرے نزدیک ثبت ہے۔ اس کی روایت کے ساتھ کوئی خوف نہیں۔ یہ مقبول الاخبار ہے۔ و ذکره ابن حبان فی الثقات۔ اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ راوی ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ الغرض یہ راوی ثقہ ثبت اور مقبول الاخبار ہے۔

اس روایت کے پانچویں راوی جناب مالک الدار ہیں۔ ان کا پورا نام ہے مالک بن عیاض الدار۔ یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

(کتاب الثقات لابن حبان 3 ص 27 مطبوعہ بیروت لبنان)

الغرض آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں

جب اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور کئی محدثین نے اس حدیث کو صحیح فرما بھی دیا ہے تو پھر دیوبندی وہابی نجدی اس حدیث صحیح کے منکر کیوں ہیں شاید اس لئے کہ یہ حدیث ان کے باطل عقیدے پر ضرب کاری ہے۔

ناظرین کرام! اس روایت صحیح سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد و استعانت وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اقدس کے بعد روضہ انور پر حاضر ہو کر کرنا یہ عقیدہ ہرگز ہرگز شرک و کفر نہیں بلکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔ **الحمد لله رب العالمين۔**

اب جو عقیدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے یعنی ان کا عملِ مبارک اس کو کفر و شرک قرار دینے والے ظالم خود اپنی ہی جان پر ظلم کر کے اپنی آخرت تباہ کرنے والے ہیں غیر مقلدین وہابیہ کے لئے یہ کہہ دینا کہ ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کو نہیں مانتے کیوں کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔ دیکھئے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی کتاب نزل الابرار ص.......... اور میر نور الحسن وہابی کی کتاب عرف الجادی ص 38 پر واضح لکھا ہے کہ آثار صحابہ حجت نہیں ہیں۔ آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کیا یہ صحابہ کرام پر بد اعتمادی نہیں ہے؟ آثار صحابہ کا انکار کر کے کیا یہ لوگ عدالتِ صحابہ کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ شیعہ رافضی خبیث کی طرح وہابیہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بے ادب اور گستاخ ہیں۔ میر نور الحسن وہابی غیر مقلد نے تو عرف الجادی ص 207 پر یہاں تک لکھ دیا ہے معاذ اللہ کہ کئی صحابہ مشت زنی کرتے تھے۔ دیکھئے اس خبیث نے صحابہ کرام پر کیسی گندی خبیث تہمت لگائی۔ جن کے ایمان، تقویٰ طہارت کی سند خدا خود بیان کرے ان پر ایسی تہمت لگانا یہ وہابی غیر مقلد بے حیا کا کام ہی ہوسکتا ہے۔ مولوی وحید الزمان غیر

مقلد وہابی نے تو ہدیۃ المھدی ص .... پر کئی صحابہ کو فاسق قرار دیا ہے۔
(نعوذ باللہ من ھذہٖ الخرافات)

"تو الغرض جو لوگ صحابہ کرام کے آثار سے انحراف کرتے ہیں ان کا باقی دین پر کیسے یقین ہو گا کیونکہ سارے کا سارا دین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی سے ہم تک پہنچا ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حدیث نمبر 27.

امام جلیل امام حاکم علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ صحیح کے ساتھ حدیث بیان فرماتے ہیں۔

حدثنا ابو الحسن علی بن محمد بن عقبة الشیبانی بالکوفة ثنا ابراهیم بن اسحاق الزهری ثنا ابو نعیم ثنا یونس بن ابی اسحاق انه تلا قول الله عزوجل. واوحینا الیٰ موسیٰ ان اسربعبادی انکم متبعون الآیات فقال ابوبردة بن ابی موسیٰ الا شعری عن ابیه قال نزل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم باعرابی فاکرمهٗ فقال له رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم تعهدنا ائتنا فاتاه الاعرابی فقال له رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم ما جتک فقال ناقة برحلهاو بحرلبنها اهلی فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم عجز هذا ان یکون کعجوز بنی اسرائیل فقال له اصحابه ماعجوز بنی اسرائیل یارسول الله فقال ان موسیٰ حین ارادان یسیر

بنی اسرائیل ضل عنه الطریق فقال لبنیی اسرائیل ماهذا قال فقال له علماء بنی اسرائیل ان یوسف غلیه السلام حسین حضره الموت اخذ علینا موثقا من الله ان لا نخرج من مصرحتی تنقل عظامهٗ معنا فقال موسیٰ ایکم یدری این قبر یوسف فقال علمآء بنی اسرائیل مایعلم احد مکان قبرہٖ الاعجوز لبنی اسرائیل فارسل الیها موسیٰ فقال دلینا علیٰ قبر یوسف قالت لا واللہ حتی تعطینی حکمی فقال لها ماحکمک قالت حکمی ان اکون معک فی الجنة فکانه کره ذلک قال فقیل له اعطها حکمها فاعطاها حکمها..........

(قال الحاکم) هذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاه۔ (مستدرک حاکم 2 ص404-405)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک اعرابی کے پاس تشریف لے گئے تو اس اعرابی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسے حکم فرمایا کہ ہمارے پاس حاضر ہونا تو وہ اعرابی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کو فرمایا بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے تو اس اعرابی نے عرض کی ایک عدد اونٹنی بمع زاد راہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ اعرابی تو (مانگنے میں) بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت سے بھی عاجز ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی اسرائیل کی بوڑھی عورت کا کیا واقعہ ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لے جانے کا حکم ہوا تو ایک مقام پر راستہ گم گیا آپ

کے حکم پر علماء بنی اسرائیل نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے ہم سے یہ وعدہ لیا تھا کہ جب ہم یہاں سے جائیں تو آپ علیہ السلام کا جسد مبارک بھی ساتھ لے جائیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ یوسف علیہ السلام کی قبر کہاں پر ہے تو انہوں نے عرض کی سوائے بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے کوئی نہیں جانتا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو فرمایا کہ بتاؤ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر انور کہاں ہے تو اس بوڑھی عورت نے عرض کی میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ مجھے جنت میں اپنی رفاقت عطا نہ کر دیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کو ذرا ناپسند جانا پھر آپ کو کہا گیا کہ اس عورت کو عطا کر دو تو آپ نے اس عورت کو اپنی رفاقت جنت میں عطا کر دی۔

امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور بخاری و مسلم نے اس کا اخراج نہ کیا۔

ناظرین گرامی! اس حدیث جلیل کی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث صحیح اپنے مدلول میں صریح ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس عورت نے جنت مانگی وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت میں۔ اگر یہ سوال شرک ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے منع فرما دیتے کہ تو نے مجھے کیسے مددگار و مختار سمجھ لیا کسی کو کوئی اختیار نہیں نہ کوئی کسی کی مدد کر سکتا ہے بھلا میں کیا تیری مدد کروں گا آپ نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ اسی حدیث صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے اسے اس کا امر عطا کر دیا۔

سبحان اللہ، اگر کوئی مدد نہیں کر سکتا کسی کو کوئی اختیار نہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنت جیسی عظیم نعمت اس عورت کو کیسے عطا فرما دی پھر اللہ تعالیٰ نے

ھی منع نہیں فرمایا کہ اے موسیٰ میں نے تو یہ اختیار کسی کو دیا ہی نہیں ہے آپ نے
ڑھیا کو کیسے جنت دے دی وہ بھی میری اجازت کے بغیر جب میں نے کسی کو کوئی
ختیار ہی نہیں دیا تو آپ نے ایسی بات کیوں کہی لیکن یقین جانیے اللہ تعالیٰ کی
طرف سے بھی ایسا کوئی حکم نہیں آیا۔ معلوم ہو گیا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے دیگر مقرب بندوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ
بے اختیار اور ناکارے ہیں کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ معاذ اللہ یہ سب غیر اسلامی
عقیدے ہیں جو کہ صراحتاً صحیح حدیث کے خلاف ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ اس
اعرابی سے تو وہ بنی اسرائیل کی بڑھیا اچھی ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام سے
جنت بھی مانگ لی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت بھی۔ یہ حدیث واضح
کرتی ہے کہ منشاء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ تھی کہ ہم نے تجھے اختیار
دیا کہ بتا تیری کیا حاجت ہے یعنی اس میں بڑا عموم ہے دینی اور دنیاوی اعتبار
سے۔ ایسے عموم کے باوجود تو نے صرف ایک اونٹنی اور زادہ راہ طلب کیا۔ یعنی کم
ازکم اسے جنت تو ضرور مانگنی چاہیے تھی۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلم دان گیا

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (ﷺ)

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد (ﷺ)

ناظرین گرامی! جس طرح امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

اسی طرح تلخیص المستدرک 2 ص 405 پر فن رجال کے ناقد و ماہر امام ذھبی علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، یعنی ذھبی اور حاکم دونوں اس حدیث کی صحت پر متفق ہیں۔ یہی حدیث ایک اور سند سے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 28.

امام ابو یعلی نے اپنے مسند میں اپنی سند صحیح کے ساتھ یہ حدیث درج فرمائی ہے۔

حدثنا ابو هشام الرفاعی محمد بن یزید، حدثنا ابن فضیل، عن یونس بن عمرو، عن ابی بردة، عن ابی موسیٰ قال اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اعرابی فاکرمهٗ فقال له ائتنا فاتاه، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم سل حاجتک. الخ

(بقدر الحاجه) (مسند ابو یعلیٰ موصلی 6 ص 211)

خلاصہ: اس عبارت کا یہ ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (سل حاجتک) اپنی حاجت مانگ لے۔ باقی حدیث تقریباً وہی ہے جو کہ اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حکمِ عالی شان کو کتنا عام رکھا ہے اور اپنے امرِ سل کو کسی دنیاوی یا دینی، اخروی، چھوٹی، بڑی چیز کے ساتھ مختص نہ کیا بلکہ اپنے حکم عطا کو مطلق رکھا تا کہ ہر ممکن چیز کو شامل رہے۔ اس سند کے بارے میں مسند ابو یعلیٰ موصلی کا محشی کہتا ہے کہ **واورده الهیثمی فی مجمع الزوائد 10 ص 170 وقال رواه ابو یعلیٰ .... ورجال ابی یعلیٰ رجال الصحیح۔**

واورده ابن حجر فی المطالب العالیة، برقم (3462)

واخرجه ابن حبان فی صحیحه.

(حاشیہ مسند ابویعلیٰ موصلی 6 ص 211)

بیان کیا اس کو ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اور کہا کہ ابویعلیٰ کی سند کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کو مطالب العالیہ میں درج فرمایا اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں بیان فرمایا۔

حدیث نمبر 29.

امام ابویعلیٰ موصلی نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی۔

حدثنا الحکم بن موسیٰ حدثنا هقل بن زیاد، حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیی بن ابی عمر و الشیبانی قال: حدثنی ابن الدیلمی قال حدثنی ابی فیروز. انه اتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فقال یارسول الله، انا من قد علمت، وجئنا من بین ظهر من قد علمت، فمن ولینا؟ قال، الله ورسوله قال، حسبنا.

(مسند ابویعلیٰ موصلی 6 ص 47)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوفیروز دیلمی (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارا مددگار کون ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ (عزوجل) اور اس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو حضرت ابو فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا حسبنا کہ ہمیں یہ کافی ہے۔ یعنی اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار ہونا ہمارے لئے یہ کافی ہے۔

ناظرین گرامی قدر! صحابی تو یہ فرمائے کہ ہمارے لئے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں اور نجدی وہابی ویوبندی اس عقیدے کو کفر وشرک کہیں سچ بتائیں یہ کفر وشرک کا نجدی کا فتویٰ کہاں تک پہنچتا ہے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی غلام کے سوال پر فرماتے ہیں کہ تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ معلوم نہیں کہ نجدی خبیث کا فتویٰ کہاں تک ظلم کرے گا۔ الحمد للہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ عقیدہ ہے تمام اہل اسلام کو اس عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے اور کسی نجدی خبیث کے کسی غلیظ گندے فتویٰ کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

حدیث نمبر 30.

حضرت سیدنا محمد بن صالح راوی ہیں کہ محارب کا وفد دربار رسالت میں حاضر ہوا اس وفد میں حضرت خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ غرة بیضاء روشن اور چمکدار ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص 435)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیسا کرم فرمایا کہ ان کا چہرہ روشن فرما دیا کیا یہ ان کی مدد نہیں تھی یقیناً یہ ان کی مدد ہی تھی۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے (ﷺ)

حدیث نمبر 31.

حضرت سیدنا عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں وہ آپس میں سوکن پن کی بنا پر اچھی سے اچھی خوشبو منگا کر لگاتیں لیکن جب ان کے خاوند حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لاتے تو سب خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو ہی غالب رہتی حالانکہ آپ کبھی خوشبو نہ لگایا کرتے تھے بلکہ جب حضرت عتبہ باہر نکلتے تو لوگ آپس میں باتیں کرتے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں دیکھی جیسی کہ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے آتی ہے ایک دن چاروں بیویاں جمع ہو کر استفسار کرتی ہیں کہ آپ سے ایسی خوشبو کہاں سے آتی ہے جس سے ہم سب کی خوشبوئیں مات ہو جاتی ہیں حالانکہ آپ نے کبھی خوشبو لگائی نہیں تو حضرت عتبہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے پِت نکل آئی تھی جو کہ بہت تکلیف دیتی تھی میں دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا اور شکایت کی میری شکایت سن کر شاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کرتا اتار کر بیٹھ جائیں میں بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک لگا کر میرے جسم پر پھیر دیں اس وقت سے میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی ہے۔

(مواہب اللدینہ 2ص 311،310، مدارج النبوت 1ص 24 خصائص الکبریٰ 4ص 84، سیرت حلبیہ 2ص 403)

ناظرین گرامی ! آپ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم تاجدار انبیاء سرور کون و مکان رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین خاتم النبیین جناب احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی شاندار مدد فرمائی اپنے غلام پر

کیا کرم فرمایا۔ غلام کی تکلیف بھی دور کر دی اور اسے ہمیشہ کے لئے خوشبو بھی عطا کر دی۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر (ﷺ)

لیکن ایک نجدی بد بخت ہے جس کو کوئی دلیل نظر نہیں آتی ہر دلیل سے اس نے آنکھیں بند کر کے اور شیطان کو خوش کرنے کے لئے اس نے اہل اسلام کو کافر و مشرک بنانا شروع کیا ہوا ہے، جو عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ہے معاذ اللہ اگر وہی عقیدہ شرک ہے تو پھر ایمان کس چیز کا نام ہے۔ نجدیو اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات کو شرک و کفر کہنے سے باز رہو۔ اپنا نامہ اعمال سیاہ کر کے اپنے لئے جہنم کا ایندھن نہ بناؤ نہ خود جہنم کا ایندھن بنا۔ خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک کا خوف کرو اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے سے باز رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے (ﷺ)
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

حدیث نمبر 32.

امام کبیر محدث نسائی نے سنن میں سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث درج فرمائی۔

قبیلہ ہوازن کا وفد سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا ہے اور اپنی عورتیں اور اولاد و اموال کی واپسی کا عریضہ بارگاہِ رسالات میں پیش کیا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے حصہ میں اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں ہے وہ تمہارے لئے ہے اور آگے ارشاد فرمایا۔

فاذا صلیتم الظهر فقوموا وقولوا انا نستعين برسول الله على المومنين والمسلمين فى نسائنا وابنائنا .... بقدرالحاجہ

(نسائی شریف 2 ص 117 مطبوعہ سعید ایچ ایم کراچی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفدِ ہوازن کو فرمایا کہ جب تم ظہر کی نماز پڑھ لو کھڑے ہو کر اس طرح کہنا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدد مانگتے ہیں مومنین پر یا فرمایا مسلمین پر اپنی عورتوں اور اولاد کے بارے میں۔

اس حدیث صحیح میں یہ بات کتنی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو خود یہ تعلیم دی کہ تم یوں کہو کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے ہیں۔ اے اہل ایمان اس روشن ترین حدیث کو دیکھو اور نجدی کے فتویٰ کو دیکھو تو تم پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ نجدی کا فتویٰ غلط ہے اور حدیث کے مخالف ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت شرک وکفر ہوتی تو تو اے میرے بھائی یقین کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسی بات کبھی بھی نہ ارشاد فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ایک بات ثابت ہوگئی تو اس میں کون شک کرے گا سوائے منکر بے دین کے۔

الحاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں مقبولوں سے استعانت من جھۃ الوسیلہ نہ شرک ہے نہ کفر نہ بدعت و ضلالت بلکہ قرآن و احادیث سے ثابت اور اس کے جواز میں شک نہ کرے گا میں قرآن وحدیث کا منکر یا جاہل۔

حدیث نمبر 33.

امام کبیر امام طبرانی علیہ الرحمہ اپنی معجم الکبیر میں اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان فرماتے ہیں۔

حدثنا سعيد بن عبدالرحمن التستری ثنا يحيى ابن سليمان بن نضلة المدينی ثناعمی محمد بن نضلة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده قال حدثتنی ميمونة بنت الحارث ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم بات عندها فی ليلتها ثم قام يتوضا للصلاة فسمعته يقول فی متوضئه، لبيک لبيک لبيک ثلاثا، ونصرت و نصرت ثلاثا قالت فلما خرج قلت يارسول الله بابی انت سمعتک تقول فی متوضئک لبيک لبيک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا كأنک تكلم انسانا فهل كان معک احد قال. هذا راجز بنی كعب يستصرخنی ويزعم ان قريشا اعانت عليهم بنی بكر .... بقدر الحاجه. (طبرانی کبیر 23 ص 433-434، طبرانی صغیر 2 ص 73-75)

حدیث مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ مکرمہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ان کی باری کی رات ٹھہرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز کے لئے اُٹھے اور وضو فرمایا، دوران وضو میں ۔نے سنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔

میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور تیری مدد کی گئی ہے اور تیری مدد کی گئی ہے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا، تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وضو سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی اے اللہ کے پیارے رسول کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جس سے آپ گفتگو فرماتے تھے ایسے معلوم ہوتا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی انسان سے گفتگو فرمارہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بنی کعب کا راجز تھا جو مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

ناظرین گرامیٔ قدر! یہ حدیث شریف بھی کتنی واضح اور روشن ہے اپنے مدلول میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوتِ خداداد سے تصرف فرماتے ہیں اور اپنے غلاموں کی دستگیری فرماتے ہیں اور ان کے غموں کو دور کرتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دور دراز مقام سے بھی ندا کرتے تھے اور طالب مدد ہوتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں روشن ہے، اگر یہ طلبِ مدد شرک ہوتی تو بنی کعب کا راجز کیوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتا۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مدد کرنے کی طاقت عطا نہ کی ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنے دور دراز فاصلے سے اس کی آواز کو کیوں سنتے اور پھر یہ کیوں فرماتے کہ میں حاضر ہوں اور تیری مدد کی گئی ہے۔

واضح یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مدد کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔

میری برباد بستی کو بسا دو یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
میری کشتی کنارے پر لگا دو یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس روایت پر ایک اعتراض اور اس کا جواب:

طبرانی کبیر کا محشی غیر مقلد ہے اس نے اس کی سند پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ہیثمی نے مجمع 6 ص 164 میں فرمایا کہ اس کی سند میں یحیی بن سلیمان بن نضلۃ ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے:

کہ یہ کہنا کہ فلاں راوی ضعیف ہے یہ جرح مبہم ہے جو کہ طے شدہ اصول کے مطابق قبول نہیں ہے، تو امام ہیثمی کی یہ جرح مبہم جو کہ مفسر نہ ہونے کی وجہ سے قبول نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے:

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے لسان المیزان 6 ص 261 پر یہ فرمایا کہ: **ذکرہ ابن حبان فی الثقات قال ابن عدی روی عن مالک واھل المدینۃ احادیث عامتھا مستقیمہ**۔ ملخصاً۔

یعنی ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی عام احادیث مستقیم ہیں۔ کامل ابن عدی 9 ص 128

جب امام ابن حبان نے اس کی ثقات بھی بیان کر دی ہے اور امام ابن عدی نے اس کی احادیثِ عامہ کو مستقیم کا درجہ بھی دے دیا ہے تو پھر اس حدیث کے ثقہ ہونے میں کیا شک ہے۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ اس حدیث میں مین دو ہی چیزیں مذکور ہیں۔

(ا) ایک یہ کہ حضرت راجز بنی کعب نے آپ کو دور سے پکارا۔

(۲) کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آواز سن لی اور تین تین مرتبہ یہ فرمایا کہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی، تیری مدد کی گئی۔

دور سے سن لینا اس موضوع پر کافی احادیث شاہد و ناطق ہیں جیسا کہ بخاری 1 ص........ پر حدیث ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی آہٹ کی آواز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں سماعت فرمائی۔

جیسا کہ مواہب لدنیہ وشرح زرقانی 4 ص90 پر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آسمان کی آوازیں سن رہا ہوں۔

اور جیسا کہ صحیح مسلم 2 ص 381 پر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ صحابہ کرام سے پوچھا اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

هذا حجر رمي به في النار منذ سبعين خريفا فهو يهوى في النار الآن حتى انتهى الى قعرها۔ (صحیح مسلم 2 ص 381)

یعنی یہ آواز پتھر کی ہے جو کہ آج سے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ جہنم کے نیچے پہنچا ہے۔

الغرض دور سے سن لینا قوتِ خداداد سے یہ کئی احادیث سے ثابت ہے۔

اور دوسری بات کہ دور سے تصرف کرنا یہ بھی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے، قرآن مجید نے حضرت سلیمن علیہ السلام کا واقعہ بڑی تفصیل سے

بیان کیا ہے۔

جبکہ آپ نے فرمایا کہ بلقیس کا تخت کون لے کر آئے گا ایک جن نے عرض کی کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لے کر آتا ہوں آپ نے فرمایا اس سے پہلے چاہیے۔ پھر آپ کے اس غلام نے عرض کی جو کہ کتاب کا عالم تھا اور بقول مفسرین کرام کے ان کا نام حضرت آصف بن برخیا تھا۔ تو انہوں نے عرض کہ میں پلک جھپکنے سے قبل لے کر آتا ہوں تو جب سلیمان علیہ السلام نے تخت اپنے پاس دیکھا تو فرمایا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

جناب آصف بن برخیا جو کہ ولی اللہ ہیں کیا انہوں نے یہ دور سے تصرف نہیں کیا۔ جب ایک ولی کی طاقت وتصرف کا یہ عالم ہے تو نبی علیہ السلام کی طاقت وتصرف کا کیا عالم ہوگا۔ پھر سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت وتصرف کا کیا کہنا۔ پھر جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرشِ زمیں پر کھڑے ہو کر کیا اپنا دستِ مبارک جنت میں نہیں پہنچایا دیکھئے صحیح بخاری شریف ص ....

الغرض حدیث راجز میں جو دو باتیں مذکور ہیں اور کئی آیات اور احادیث سے انفرادی طور پر ثابت ہیں تو اس حدیث میں کوئی ایسی وجہ نہیں جس کی بنا پر اس حدیث کو رد کر دیا جائے سوائے تعصب کے۔

تعجب کی بات ہے کہ ہر وہ روایت جس میں اللہ والوں کی عظمت ہو، جس میں ان کی قوتِ خداداد کا بیان ہو نجدی کے نزدیک وہ ضعیف ہی ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 34.

امام کبیر طبرانی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبة ثنا احمد بن طارق الوابشی ثنا عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن ابن عمر قال. قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم ان لله عزوجل خلقا خلقهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولیک الامنون من عذاب الله. (طبرانی کبیر 12 ص274)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل کی ایک ایسی مخلوق ہے جس کو پیدا ہی لوگوں کی حاجتوں کے لئے کیا ہے (یعنی حاجت روائی کے لئے) لوگ پریشانی میں اپنی حاجتیں ان کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے عذاب سے مامون ہیں۔

یہ حدیث اپنے مدلول میں صاف شفاف و روشن ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی پیدا کئے ہیں جو کہ مخلوق کی حاجت روائی کریں اور لوگ اپنی حاجات ان کی طرف لے کر جائیں۔

یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کے مقبول ومحبوب بندے قوتِ خداداد سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور لوگ ان کی طرف اپنی حاجات لے کر جاتے ہیں۔ اب بھی اگر کسی کو کوئی شک وشبہ ہے تو اسے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قبول نہ کرنا آخر اس کی کیا وجہ ہے، جو مسئلہ فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو بھلا اس میں بھی کبھی شرک ہوسکتا ہے معاذ اللہ یا وہ عقیدہ غلط ہوسکتا ہے ہرگز نہیں ہاں اگر کسی کے دل ودماغ پر مہر لگ چکی ہے تو یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

محدثِ کبیر علامہ شیخ عزیزی علیہ الرحمہ اس حدیث کے متعلق فرماتے

ہیں۔ قال الشیخ حدیث صحیح لغیرہ ۔السراج المنیر شرح جامع صغیر 1 ص 517

شیخ عزیزی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

شیخ عزیزی وہ محدث ہیں جن کے حوالے خود دیوبندی وہابی اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں۔ علامہ شیخ عزیزی نے وضاحت کردی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اگرچہ بعض حضرات نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم امام حاکم نے عبدالرحمٰن بن زید کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھئے مستدرک حاکم ص .... امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ نے بھی شفآء السقام ص .... پر اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ابن عدی نے اس کی احادیث کو حسن قرار دیا ہے، کامل ابن عدی 5 ص 448۔

اور شیخ عزیزی نے تو خاص اسی حدیث مذکورہ کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے، معلوم ہوا کہ مذکورہ ائمہ کرام کے نزدیک عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی حدیث صحیح یا حسن ہے۔ (فھو مقصودی)

دوسرا اعتراض:

یہ ہے کہ اس کی سند میں احمد بن طارق الوالبشی ہے جس کے متعلق امام ہیثمی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ (یعنی یہ راوی مجھول ہے)

اس کا جواب یہ ہے:

کہ مجہول راوی کی اگر متابعت ثابت ہو جائے تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ یہ اصول کا قاعدہ ہے تو جناب اگر بالفرض یہ راوی مجہول بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کی متابعت ثابت ہے، ملاحظہ کریں امام ابن عدی نے یہی حدیث اپنی کتاب کامل میں ذکر کی ہے، اس کی سند اس طرح ہے۔

ثنا عبدالله بن محمد بن مسلم ثنا احمد بن عبدالرحمن بن المفضل الکزبرانی ثنا عبدالله بن ابراهیم بن ابی عمرو ثنا عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم ....

کامل ابن عدی 5 ص 315۔ اسی حدیث کو قضاعی نے مسند شہاب میں ذکر کیا ہے۔ حدیث نمبر 1007-1008۔

تو ثابت ہو گیا کہ جس طرح احمد بن طارق نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے اسی طرح ابن عدی کی روایت میں عبداللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو نے بھی یہ حدیث عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے ذکر کی ہے، تو جب اس کا متابع ثابت ہو گیا تو جہالت ختم ہو گئی اور متابع کے لئے ثقہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ تدریب الراوی، شرح نخبہ الفکر، تیسر مصطلح الحدیث وغیرہ میں مذکور ہے۔

تو ناظرین گرامی! اس ساری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ شیخ عزیزی کے فرمان کے مطابق یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

اس حدیث میں یہ مسئلہ کتنی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے یعنی ایسے بندے ہیں جن کے پاس لوگ اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ اس

حدیث نے بھی ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت روا ہیں جو نہ مانے اس کی اپنی مرضی۔

حدیث نمبر 35.

علامہ محدث محقق شیخ عزیزی علیہ الرحمہ اپنی کتاب السراج المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث بیان فرماتے ہیں دار قطنی کی افراد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ابتغوا الخیر عند حسان الوجوہ

تلاش کرو بھلائی خوبصورت چہروں والوں کے پاس۔

شیخ عزیزی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال الشیخ صحیح المتن حسن السند (السراج المنیر 1 ص 21)

یعنی شیخ عزیزی نے فرمایا کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔ (الحمد للہ رب العالمین)

اس حدیث صحیح المتن اور حسن السند سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اس کی عطا سے لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 36.

علامہ شیخ عزیزی نے ایک اور حدیث نقل فرمائی ان کتب حدیث کے حوالہ سے ابن ابی الدنیا اور ابوبکر قرشی کی کتاب قضاء الحوائج۔ طبرانی کبیر عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیہقی نے ابن عباس سے ابن عدی نے ابن عمر سے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں انس بن مالک سے طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر

سے تمام نے فوائد میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ.
(السراج المنیر شرح جامع صغیر 1 ص230)

کہ تم مانگو بہتری خوش رووں کے پاس۔
شیخ عزیزی نے اس حدیث کو فرمایا۔ انہ حسن لغیرہٖ۔
(السراج المنیر 1 ص230)

کہ یہ حدیث حسن لغیرہٖ کے درجہ پر فائز ہے۔
یہ حدیث بھی ہمارے اس نظریہ کے متعلق کہ اللہ کے مقبول بندے حاجت روا ہیں۔ بڑی مؤید ہے اور یہ مسئلہ روز روشن کی طرح اس حدیث میں موجود ہے، اگر کسی کو نظر نہ آئے تو اس کی اپنی نظر کا قصور ہے، اس کو چاہیے کہ تعصب کی عینک اتار کر ان دلائل کو دیکھے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ دلائل اسے مجبور کریں گے کہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے فضل وکرم سے اس کے محبوب بندے بھی مدد فرماتے ہیں اور بندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں جیسا کہ حدیث مذکور میں بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر 37.

شیخ عزیزی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو طبرانی کبیر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، حضرت ابو خصیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔

التمسوا الخیر عند حسان الوجوہ. (السراج المنیر 1 ص330)

فرمایا کہ ڈھونڈو خیر خوبصورت چہروں والوں کے پاس۔

شیخ الاسلام علامہ محمد بن سالم حنفی علیہ الرحمہ حسان الوجوہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ بوقت طلب جن کے چہروں پر خوشی رہے............

(الحمد للہ یہ حالت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں ہی کی حالت ہے)

حدیث نمبر 38.

شیخ عزیزی نے فردوس دیلمی کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اذا اراد الله بعبد خیرا صیر حوائج الناس الیه.

(السراج المنیر 1 ص89)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو لوگوں کی حاجتیں اس بندے کی طرف پھیر دیتا ہے۔

شیخ عزیزی علیہ الرحمہ نے اگر چہ اس کو ضعیف قرار دیا ہے پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے قبل اس موضوع پر کئی صحیح اور حسن احادیث مذکور ہو چکی ہیں۔ یہ تو ان کی تائید میں ہے۔

شیخ عزیزی علیہ الرحمہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فیه عموم للحاجات الدینیه والدینویه۔

(السراج المنیر 1 ص89)

کہ اس میں حاجتوں کا عموم ہے جو کہ دینی اور دنیاوی حاجات کو شامل ہے۔ اس تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دینی اور دنیاوی حاجات اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس ملتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس

کی نعمتیں اس کے بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ (الحمد للہ تعالیٰ)

حدیث نمبر 39.

علامہ عزیزی نے حاکم کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے، جس کے راوی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا المعروف من رحمآء امتی تعیشوا فی اکنافھم۔

(السراج المنیر 1 ص232)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: تم بھلائی طلب کرو میرے رحمدل امتیوں سے تم ان کے دامن میں اچھی زندگی بسر کرو گے۔

اس حدیث کے متعلق شیخ عزیزی کہتے ہیں: **قال المناوی وصححہ الحاکم وردہ الذھبی** کہ مناوی نے فرمایا کہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ذھبی نے اس کو رد کیا ہے، امام حاکم کے فرمان کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث اپنے مدلول میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے طلب مدد جائز ہے اور وہ مدد فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 40.

علامہ شیخ محدث عزیزی نے طبرانی اور بیہقی کے حوالے سے حضرت مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

لولا عباداللہ رکع و صبیۃ رضع وبھام رتع لصب علیکم العذاب صبا ثم رض رضا۔ (السراج المنیر 3 ص225)

فرمایا کہ اگر نہ ہوتے اللہ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو تم پر عذاب بھیج دیا جاتا پھر اس کو مضبوط کر دیا جاتا۔ شیخ عزیزی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال الشیخ حدیث حسن۔ کہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

اس حدیثِ حسن سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے نمازی بندے اس کی عبادت و ریاضت کرنے والے اس کی بارگاہ میں گڑگڑانے والے ان کے طفیل گنہگار بدکار بھی عذاب سے محفوظ ہیں کہ یہ سبب ہیں دفع عذاب کا۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ اولیاء کرام صالحین کی مدد من جهة الوسیلہ ہی تو ہے ورنہ حقیقت میں تو مستعان صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی ہے۔

کبھی مجازی نسبت سبب کی طرف بھی کر دی جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

مما تنبت الارض۔ یعنی اس میں سے جو زمین اگاتی ہے۔

اس آیت میں اگانے کی نسبت زمین کی طرف ہے حالانکہ زمین تو صرف سبب ہے اور اگانے والا صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ اثمد سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے، حالانکہ آنکھوں کو روشن کرنا اور پلکوں کو اُگانا یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فعل ہے اثمد سرمہ تو محض ایک سبب ہے۔ اسی طرح روز مرہ کے محاورات میں کہتے ہیں کہ میں نے کھانا کھایا تو بھوک دور ہوگئی پانی پیا تو پیاس ختم ہوگئی دوائی لی تو شفا ہوگئی حالانکہ بھوک اور پیاس، کھانا پینا نہیں دور کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ دور کرتا ہے اور کھانا پینا تو محض ایک سبب ہے اور شفا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

ڈاکٹر اور اس کی دوائی تو محض ایک سبب ہے تو سبب کی طرف بھی مجازی

نسبت کردی جاتی ہے ہم جو کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام صالحین مدد کرتے ہیں یہ محض نسبت مجازی ہے کہ یہ ہمارا وسیلہ ہیں ورنہ حقیقت میں مستعان صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذاتِ والا صفات ہے۔

حدیث نمبر 41.

امام المحدثین ابو داؤد علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

حدثنا قتیبة بن سعد نا اللیث بن سعد عن جعفر بن ربیعة عن بکر بن سوادة عن مسلم بن محشی عن ابن الفراسی قال لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اسأل یارسول صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم لا فان کنت سائلا لابدفسل الصالحین۔ (سنن ابوداؤد مترجم 1 ص 610)

مسلم بن محشیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن الفراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا میں سوال کرلیا کروں؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اور اگر سوال کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار ہی نہ ہوتو نیک لوگوں سے سوال کرنا۔

اس حدیث شریف میں کتنی وضاحت ہے کہ اگر سوال کرنا ہی ہوتو پھر **فسل الصالحین**۔ صالحین نیک لوگوں سے مانگ۔

اگر صالحین کرام سے مانگنا، سوال کرنا شرک و بدعت ہوتا تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی یہ نہ فرماتے کہ صالحین سے مانگ لیا کر۔

صالحین سے سوال کو اب بھی اگر کوئی شرک و بدعت ہی کہے تو اس کی اپنی مرضی ہے؟ اس کے لئے ہدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

حدیث نمبر 42.

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا الحسین بن اسحاق التستری ثنا احمد بن یحیی الصوفی ثنا عبدالرحمن بن سھل حدثنی ابی عن عبدالله بن عیسی عن زید بن علی عن عتبة بن غزوان عن نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم قال اذا اضل احدکم شیئا اواراد احدکم عوناً وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یاعبادالله اغیثونی یاعبادالله اغیثونی.......... وقد جرب ذلک۔ (طبرانی کبیر 17 ص 117-118)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب تم کوئی چیز گمکر لو یا مدد کا ارادہ کرلو اور اگر تم ایسی جگہ پر ہو کہ وہاں پر تمہارا کوئی انیس نہیں ہے تو اس طرح کہنا چاہیے۔ اے اللہ کے بندوں میری فریاد رسی کرو اے اللہ کے بندو میری فریاد رسی کرو۔ طبرانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجرب ہے۔

اس حدیث کو جس طرح حضرت عتبہ بن غزوان نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے اسی طرح اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث طبرانی کبیر 10 ص 217

پر ہے اور مسند ابو یعلیٰ موصلی 4 ص 439 پر ہے۔

اس حدیث کو امام ابو بکر بن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں ذکر کیا ہے، امام شمس الدین جزریؒ نے بالفاظ متقاربہ حصن حصین میں ذکر کیا ہے اور حصن حصین کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث ہی نقل کروں گا تو امام جزری کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ثابت ہوئی۔

غیر مقلد عالم دین جناب وحید الزمان صاحب نے ھدیۃ المھدی کے ص 24 پر اس کو بلانکیر بیان کیا ایک اور غیر مقلد عالم دین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب نے اپنی کتاب نزل الابرار ص 335 مطبوعہ بیروت لبنان پر بایں الفاظ نقل کیا ہے۔ **یا عباداللہ اعینونی** ۔ کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ پھر نواب صاحب کہتے ہیں۔ **رجالہ ثقات** کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ قنوج سے بھوپال جا رہا تھا کہ میرا گھوڑا بھاگ گیا کوئی بھی اس کو پانے میں کامیاب نہ ہو سکا تو میں نے یہی کلام پڑھی (یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) پس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے میرے گھوڑے کو روک دیا۔ (نزل الابرار ص 335)

پھر نواب صاحب مزید یہ لکھتے ہیں کہ ایک بار میں مرزا پور سے جبل پور جا رہا تھا کہ اچانک میری سواری ایک سیلاب میں پھنس گئی قریب تھا کہ میں سواری سمیت غرق ہو جاتا مجھے یہی حدیث یاد آ گئی تو میں نے یہی کہا اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے غرق ہونے سے بچا لیا۔ (نزل الابرار ص 335)

قارئین محترم! دیکھا آپ نے کہ جناب نواب صدیق حسن خاں وہابی بھوپالی نے اس حدیث کو مجرب پایا جب ڈوبنے لگے تو یہی حدیث یاد آ گئی کہ اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو پھر اس کی برکت سے نجات بھی مل گئی۔ کاش

دوسرے وہابی بھی نواب کی زبان پر اعتبار کر کے کبھی اس حدیث شریف پر عمل کرتے اور اس پر عمل کرنے والوں کو مشرک و بدعتی کہنے سے باز آتے اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرتے۔

اگر اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنا شرک ہے تو نواب صدیق بھوپالی کا کیا حکم ہے اس نے بھی تو ڈوبتے وقت اس حدیث پر عمل کیا ہے، یہ جملہ کہنے سے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اگر انسان مشرک ہو جاتا ہے تو کسی نہ کسی وہابی عالم کو چاہیے تھا کہ وہ نواب صدیق حسن وہابی کو بھی مشرک کہتا اگر ایک غیر مقلد عالم وہابی یہ الفاظ کہے تو وہ پھر بھی موحد، مسلمان، مومن ہی رہتا ہے غیر مقلدوں کے نزدیک تو پھر ہمارا کیا مقصود ہے ہم سے کیوں عداوت ہے، ہم اہل سنت پر اس بنا پر شرک کا فتویٰ کیوں لگایا جاتا ہے۔

پھر اس حدیث شریف کو غیر مقلد وہابی وحید الزمان نے بھی تو بلانکیر نقل کیا ہے، حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے بندے مدد فرماتے ہیں اور یہ مسئلہ کئی آیات سے ثابت ہے جیسا کہ بابِ اول میں پچاس آیات نقل ہو چکی ہیں اور کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں کئی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

حدیث نمبر 43.

امام طبرانی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن الخزر الطبرانی ثنا ایوب بن علی بن الهیصم ثنا زیاد بن سیار. حدثتنی عزة بنت عیاض بن ابی قرصافة قالت أسرُ الروم ابناً لابی قرصافة، فکان ابوقرصافة اذا کان وقت کل صلاة

صعد سور عسقلان ونادیٰ یا فلان الصلاۃ فسمعه وھو فی بلدالدوم۔
(طبرانی کبیر 3 ص19-20)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ صحابی ہیں) کا بیٹا روم میں قید ہو گیا تو جب بھی نماز کا وقت آتا تو حضرت ابوقرصافہ عسقلان کی دیوار پر چڑھ کر اپنے بیٹے کا نام لے کر اسے ندا کرتے اور نماز کا حکم کرتے۔ آپ کی مبارک آواز کو آپ کا بیٹا (ملک) روم میں سن لیتا تھا حالانکہ وہ روم میں تھا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں کتنا واضح بیان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ عسقلان میں تھے اور آپ کا بیٹا جو کہ روم میں قید تھا اس کو اتنے دور دراز علاقے سے اس کا نام لے کر اس کو ندا فرماتے اور وہ آپ کی آواز سن لیتا تھا۔

کیا حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپ کے بیٹے کی کیا یہ مدد نہیں تھی۔ کیا یہ وہی مدد نہیں جس کو وہابیہ، دیوبندیہ شرک کہتے ہیں۔

اگر یہ ندا شرک ہے تو کیا معاذ اللہ حضرت ابوقرصافہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی شرک کا فتویٰ عائد ہو گا (معاذ اللہ)۔

اگر دور سے ندا کرنا شرک ہوتا تو صحابی رسول حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور سے ندا کیوں کرتے۔ جب اتنی مسافت بعیدہ سے صحابیٔ رسول نے اپنے بیٹے کو اس کا نام لے کر ندا کی ہے، تو پھر دور سے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ندا کیسے شرک ہو گی۔

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دور سے ندا کرنا اور دور سے سن لینا یہ دونوں باتیں اللہ والوں کے حق میں احادیث سے ثابت ہیں جو نہ مانے اس کی

اپنی مرضی۔

حدیث نمبر 44.

امام طبرانی نے کبیر میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

حدثنا محمد بن الحسين الا نماطی ثنا مصعب بن عبدالله الزبيری ثنا ابن ابی حازم عن عبدالله بن عامر عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن زيد بن ثابت عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه و آله وسلم قال لايزال الله فی حاجة العبد ما كان العبد فی حاجة اخيه. (طبرانی کبیر 5 ص 118)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے۔

اس حدیثِ مذکورہ کے متعلق امام ہیثمی فرماتے ہیں۔

ورجاله ثقات (مجمع الزوائد 8 ص 193)

کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی بندوں کا مدد کرنا مذکور ہے اور اس کی فضیلت مذکور ہے۔

حدیث نمبر 45.

امام طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا فضيل بن محمد الملطی ثنا ابو نعيم ثنا عبدالله بن عامر الاسلمی عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله

تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قال لایزال الله فی حاجة العبد مادام فی حاجة اخیه. (طبرانی کبیر 5 ص 118,119)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتا ہے۔

طبرانی کبیر کا محشی کہتا ہے کہ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس میں ایک راوی عبید اللہ بن زحر ہے اس کو ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس کوضعیف قرار دیا ہے اور باقی رجال ثقہ ہیں۔(طبرانی کبیر کا حاشیہ 5 ص 118)

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہو گیا کہ بندوں کا بندوں کی مدد کرنا منشاء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور اس کی فضیلت بھی ہے کہ مدد کرنے والے بندوں پر خدا تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 46.

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لایزال اربعون رجلا من امتی قلوبهم علیٰ قلب ابراهیم (علیه السلام) یدفع الله بهم عن اهل الارض یقال لهم الابدال۔

(طبرانی کبیر 10 ص 181)

چالیس آدمی ہمیشہ رہیں گے میری امت میں سے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوں گے ان کی برکت سے اہل زمین سے اللہ تعالیٰ عذاب کو دفع کرتا ہے اور انہیں ابدال کہا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 47.

امام کبیر طبرانی علیہ الرحمٰن نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی ہے۔

حدثنا عبدان بن احمد ثنا زید ثنا عبداللہ عن العوام بن حوشب عن مجاھد عن ابن عباس اراہ رفعہ. قال اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ۔ (طبرانی کبیر 11 ص 67)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

مانگو تم اپنی حاجتیں اور خیر خوبصورت چہرے والوں سے۔

طبرانی کبیر کا محشی غیر مقلد کہتا ہے کہ مجمع میں ہے کہ اس کی سند میں عبداللہ بن خراش ہے، ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور اس کے غیر نے ضعیف اور اس حدیث کے باقی رواۃ سب ثقہ ہیں۔ (طبرانی کبیر حاشیہ 11 ص 67)

جب اس راوی کی توثیق بھی ثابت ہے اور باقی رواۃ بھی ثقہ ہیں تو قبولِ حدیث میں تردد کیوں۔

یہ حدیث شریف بھی اپنے مدلول میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے حاجتیں طلب کرنا حدیث شریف کے مطابق ہے پھر اس حدیث میں دو لفظ منقول ہیں ایک خیر کا اور دوسرا حوائج کا۔ خیر کا لفظ اس کی وسعت میں کثیر بھلائیاں ہیں اور حوائج حاجت کی جمع ہے۔ پھر اس میں دینی یا دنیوی کی کوئی قید نہیں بلکہ اپنے عموم پر ہونے کی وجہ سے دینی دنیاوی سب حاجات کو شامل ہے، پھر اس حدیث میں قرب و بعد کی بھی کوئی قید نہیں اپنے عموم پر ہونے کی وجہ سے قرب و بعد دونوں شامل ہے۔

حدیث نمبر 48.

امام جلال الملت والدین حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الآلی المصنوعہ میں ابن نجار کی سند سے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال اطلبوا حوائجکم عند صباح الوجوہ. (الآلی المغتوعہ 1 ص 103)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی حاجتیں خوش رووٗں سے مانگو۔

اس حدیث میں بھی بندوں سے حاجتیں مانگنے کا حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے خوش رو بندے ہیں ان سے اپنی حاجتیں مانگو۔ حدیث میں یہ بیان آنے کے بعد بھی اگر کوئی اس کو شرک و بدعت کہنے پر مُصِرّ ہے تو اس کی اپنی مرضی اور ہدایت من جانب اللہ ہے۔

ان احادیث و روایات نے ان لوگوں کے نظریات کی نفی کر دی ہے جو کہ اولیاء کاملین صالحین سے طلبِ مدد کو شرک کہتے ہیں اور ان روایات نے الحمد للہ ہمارے عقیدہ کی ترجمانی کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے طلبِ مدد جائز ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر 49.

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اللآ لی المصنوعہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا لخیر عند حسان الوجوہ۔ (اللآ لی المصنوعہ 2ص68)

طلب کروتم اپنی حاجتیں خوش رؤوں سے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس حدیث کو کئی سندوں سے نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں۔

وھذا الحدیث فی معتقدی حسن صحیح وقد جمعت طرقہ فی جزء۔ (اللآ لی المصنوعہ 2ص68)

کہ یہ حدیث میرے اعتقاد میں درجہ حسن صحیح میں ہے اور میں نے اس کے تمام طرق کو ایک جزء میں جمع کر دیا ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق یہ حدیث حسن صحیح کے درجہ پر فائز ہے اور منکر کے لئے ننگی تلوار اور اولیاء کرام کے ماننے والوں کے لئے دل کی بہار ایمان کی گلزار آخر کیوں نہ خوش ہوں یہ مسئلہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کئی حسن درجہ کی اور کئی صحیح کے درجہ میں۔

حدیث نمبر 50.

علامہ محدث ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن سھل الخرالطی جو کہ 327 میں متوفی ہیں وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں جو کہ ایک لمبی حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

فجئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم استعینہٗ۔

(اعتلال القلوب ص150)

کہ میں آپ کی بارگاہ میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ تا کہ میں اپ سے مدد مانگوں۔

حدیث نمبر 51.

محدث خرائطی نے ایک اور حدیث بیان کی ہے۔ اپنی سند کے بساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوہ۔ (اعتلال القلوب ص164)

تم اپنی حاجات خوش رووں سے مانگو۔

حدیث نمبر 52.

محدث خرائطی نے ایک اور حدیث اپنی سند سے بیان کی ہے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوہ۔ (اعتلال القلوب ص 164)

کہ تم اپنی حاجات خوبصورت چہرے والوں سے مانگو۔

حدیث نمبر 53.

امام بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرہ کے استاذ الحدیث امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث لائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فلا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔

(مسند احمد بن حنبل 4 ص 20 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

کہ ہم مشرکین کے ساتھ مشرکین پر مدد نہیں طلب کرتے۔

اس حدیث میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ استعانت کی نفی ہے کہ ہم مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔ اگر مومنین صالحین کی مدد بھی جائز نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کی قید کیوں لگاتے۔

اس کا مفاد یہ ہے کہ اہل اسلام کے ساتھ استعانت جائز ہے اور مشرکین کے ساتھ ناجائز۔

حدیث نمبر 54.

امام احمد بن حنبل اپنے مسند میں یہ حدیث میں لائے ہیں کہ ایک قبر پر نماز پڑھنے سے قبل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا۔

ان اللہ عزوجل ینورھا بصلاتی علیھا۔

(مسند احمد 3 ص150 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

بے شک اللہ تعالیٰ میری نماز کی وجہ سے ان قبروں کو روشن کردیتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادفرمانا کہ میری نماز کی وجہ سے یہ قبریں روشن ہو جاتی ہیں کیا یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امتی کی مدد نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت و رحمت سے غلاموں کی قبریں روشن ہوں یہ مدد نہیں تو اور کیا ہے۔

حدیث نمبر 55.

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند مبارک میں یہ حدیث لائے۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ۔ (مسند احمد 1 ص30 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس کا کوئی مولیٰ

(مددگار) نہیں اس کا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مولیٰ ہیں۔

نوٹ:- مولیٰ کا لفظ کا معنی اور تشریح آگے بیان ہو گی۔

حدیث نمبر 56.

حضرت امام احمد بن حنبل اپنے مسند میں یہ حدیث لائے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر یہ فرمایا کہ بتاؤ تم سے کس کس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ تو تیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کھڑے ہو کر یہ گواہی دی کہ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔

(مسند احمد 1 ص 87 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

فائدہ: امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو (یعنی **من کنت مولاہ فعلی مولاہ**) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 57.

امام المحدثین حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سنن میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث مبارکہ لائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

(ترمذی شریف 2 ص 212 مطبوعہ سعید ایچ ایم کراچی)

قال الترمذی حدیث حسن ۔ یہ حدیث حسن ہے۔

جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

حدیث نمبر 58.

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن من بعدی۔

(ترمذی 2 ص 212)

بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مومن کا مددگار ہے میرے بعد۔

نوٹ:- ترمذی شریف میں اسی حدیث میں ولی کا معنی بین السطور لکھا ہے۔ حبیب اور ناصر۔ حبیب کا معنی پیارا اور ناصر کا معنی مددگار ہے۔

گذشتہ چار احادیث میں سے تین میں لفظ مولیٰ کا استعمال ہوا اور ایک حدیث میں لفظ ولی کا استعمال ہوا۔

مولیٰ کا معنی ناصر، حافظ، معین وغیرہ ہے۔

دیکھئے! تفسیر ابن عباس ص 604 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔ مولیٰ کا معنی ناصر ہے دیکھئے: تفسیر جلالین ص 465 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اور دیکھئے: تفسیر مظہری 9 ص 343 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ اور دیکھئے: تفسیر مدارک 3 ص 1831 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی اور مرقات ملا علی قاری ص 341 اور تحفۃ الاحوذی 10 ص 201 مطبوعہ بیروت میں بھی ایک معنی مولیٰ کا ناصر ہے اور ناصر کا معنی مددگار۔

جب واضح ہو گیا کہ مولیٰ کا معنی ناصر ہے تو اب حدیث کا معنی واضح ہو

گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی مددگار ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مددگار ہیں۔ اب اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی اس عقیدہ کو شرک و کفر ہی کہنے پر بضد ہے تو اسے اپنی بدبختی پر رونا چاہیے اگر قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقیدہ بھی کفر و شرک ہے تو پھر ایمان و اسلام کس چیز کا نام ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام کو کافر و مشرک کہنے میں متشدد بھی ہیں اور جلد باز بھی۔

حدیث نمبر 58. میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا: وھو ولی کل مومن ۔ کہ علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ ولی کا معنی بھی ناصر، حافظ، مؤنس۔ (تفسیر ابن عباس ص 126) ولی کا معنی حبیب اور ناصر مرقات 11 ص 340 میں بھی ہے۔

اس وضاحت سے بھی ثابت ہو گیا کہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر مومن کا مددگار فرمایا گیا ہے جو نہ مانے اس کی اپنی مرضی۔

حدیث نمبر 59.

امام الحدیث محدث ابوبکر محمد بن ھارون رویانی رازی نے اپنی سند کے ساتھ اپنے مسندِ صحابہ میں یہ حدیث نقل فرمائی۔ کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں فرمایا۔

لانہ کان ولی نعمتی ۔ (مسند صحابہ 2 ص 9)

کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ولی نعمت ہیں۔

اگر اس طرح کسی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کو کہنا کہ وہ میرا ولی نعمت ہے، بدعت و گمراہی ہوتا تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ الفاظ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیوں ارشاد فرماتے۔

حدیث نمبر 60.

محدث رویانی اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث درج فرماتے ہیں کہ نبیاکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان النجوم امان اهل السمآء. واهل بیتی امان لامتی.

(مسند صحابہ للرویانی 2 ص 167)

کہ بے شک ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اھل بیت میری امت کے لئے امان ہیں۔ (یعنی جائے پناہ)

اس حدیث میں آقاء دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہل بیت مبارک کو اپنی امت کے لئے جائے پناہ قرار دیا ہے۔

یہ مدد نہیں تو اور کیا ہے، یہ دستگیری نہیں تو اور کیا ہے، کہ امت کی جائے پناہ یعنی امان کی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین ہیں۔

حدیث نمبر 61.

امام کبیر محدث بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب دلائل النبوہ میں ایک لمبی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اعرابی نے دربار نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بارش کے لئے متعلق عریضہ پیش کیا اور اپنی مشکلات کے حل کے لئے عرض کیا۔ اس اعرابی نے کچھ اشعار پیش کیے جن میں سے ایک شعر یہ ہے۔

ولیس لنا الا الیک فرارنا　　　واین فرار الناس الا الی الرسل

(دلائل النبوہ بیہقی 6 ص 141)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے بغیر ہم کہاں جائیں اور لوگ مشکل کے وقت رسل کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تو موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

ناظرین گرامی! اگر یہ عقیدہ شرک و بدعت ہوتا تو جب اس صحابی نے یہ عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے سوا ہم کہاں جائیں۔ آپ کے بغیر ہمارا کوئی نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو سختی سے منع فرما دیتے اور فرما دیتے کہ تو نے شرک کیا ہے، دوبارہ کلمہ پڑھ اور پھر سے مسلمان ہو، نہ تو آپ نے ایسا کہا اور نہ ہی اسے ڈانٹا بلکہ اس کی عرض کو سن کر اس طرح اس کی تائید کی کہ اس کی فریادرسی فرمادی اور بارش کے لئے دعاء رحمت فرمادی۔ پھر بارش بھی خوب برستی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے پاس حاضری دینے سے اور ان کی بارگاہ میں عرض و معروض پیش کرنے سے نہ یہ کہ مشکل حل ہوتی ہے بلکہ یہ عقیدہ احادیثِ مبارکہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے جو اس کو کفر و شرک کہتا ہے اور بتوں والی آیات اللہ تعالیٰ کے محبوبوں پر چسپاں کرتا ہے اس نے نہ اپنے ساتھ انصاف کیا اور نہ ہی دین کے ساتھ بلکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بتوں کی صف میں کھڑا کر کے اس نے اپنا ایمان بھی برباد کیا اور دوسرے لوگوں کی گمراہی کا سبب بھی بنا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

حدیث نمبر 62.

محدث جلیل امام اب عوانہ یعقوب بن اسحاق علیہ الرحمہ نے اپنی سند

کے ساتھ یہ حدیث جلیل فرمائی ہے

حضرت ابوسلمہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا **قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل لک من حاجة؟**

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیری کوئی حاجت ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ مرافقتک فی الجنة قال اوغیر ذلک؟

جناب ربیعہ فرمایا کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول جنت میں آپکی رفاقت چاہتا ہوں۔تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے بغیر کچھ اور بھی۔

قال قلت یا رسول اللہ هی حاجتی قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود.

جناب ربیعہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول بس یہی میری حاجت ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس تو بھی میری مدد کر اپنی ذات پر کثرت سجود کے ساتھ۔

(مسند ابوعوانہ ج 1 ص ۴۹۹ مطبوعہ بیروت لبنان)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت جیسی اعلیٰ نعمت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مانگی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ انکار فرمایا نہ اپنے اختیار کی نفی کی نہ شرک و بدعت کا فتویٰ لگایا اور نہ ہی ڈانٹا نہ ہی آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا۔ بلکہ اپنے غلام کو جنت جیسی نعمت عطا فرمادی۔

اگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنا وہ بھی جنت جیسی نعمت کا شرک ہوتا تو۔ صحابیٔ رسول حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں سوال کرتے پھر اگر آپ نے سوال کر ہی دیا تھا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی منع فرمادیتے۔ مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمانے کی بجائے غلام کو یہ فرمایا۔ کیا کچھ اور بھی چاہیے معلوم ہوا کہ ایسے مقدس عقیدے پر کفر و مشرک کا فتویٰ لگانا اپنے ہی نامہ اعمال کو سیاہ کرنا ہے۔ اور اپنے ہی ایمان کو برباد کرنا ہے۔ الحمد اللہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ آپ نے ابھی یہ حدیث مبارکہ پڑھی ہے اور مجموعی اعتبار سے الحمد للہ یہ عقیدہ قرآن مجید سے احادیث مباکہ سے عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور اقوال اولیاء کرام سے ثابت ہے۔

اس حدیث مذکورہ کی مزید تشریح حدیث نمبر ۱۶ کے تحت ملاحظہ فرمائیں

حدیث نمبر 63.

امام اجل امام کبیر حضرت سید علی متقی علیہ الرحمہ نے کنز العمال میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عن جابر بن سمرة قال كان شاب يخدم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ويخف فى حوائجه فقال. تسئالنى حاجة؟ قال ادع الله لى بالجنة فرفع راسه وتنفس وقال نعم ولكن بكثرة السجود.

(کنز العمال ص ۵/ ج ۸ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

اس کا خلاصہ یہ کہ جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک نوجوان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا ایک مرتبہ آپ جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیری کوئی حاجت ہے اس نوجوان نے عرض کی حضور میرے لئے جنت کی دعا فرما دیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور اٹھایا اور ایک سانس لیا اور فرمایا کہ ٹھیک ہے میں دعا فرماؤں گا لیکن تو بھی کثرت سجود کو لازم پکڑ۔

سبحانہ اللہ اس حدیث مبارکہ میں یہ بت کتنی وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں جنت کی درخواست پیش کی جسے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

لیکن کثرت سجود کی تاکید فرمائی۔ اوراس حدیث میں یہ بات کتنی روشن ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا بتا تیری کوئی حاجت ہے۔اگر یہ بات شرک وکفر ہوتی تو اے بھائی غور کر حضور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو خود کیوں فرمایا بتا تیری کوئی حاجت ہے پھر غلام نے بھی جنت سے کم کچھ نہ مانگا۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
ختم سخن رضانے اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی کریم رؤف الرحیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوت خدا داد سے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 64.

امام اجل سید علی متقی علیہ الرحمہ نے طبرانی کبیر کے حوالہ سے یہ حدیث بیان فرمائی حضرت حدید جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حجتہ الودع میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے جب مقام غدیدخم میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگوتم کس چیز کی گواہی دیتے ہوانہوں نے عرض کی ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبودنہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کسی چیز کی گواہی دیتے ہوانہوں نے عرض کیا اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد (خاص) اور اس کے سچے رسول ہیں۔اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاقال فمن ولیکم ؟ کہ تمہاراولی کون ہے۔(ولی کامعنی دوست، مددگاروغیرہ ہے

قالوا اللہ ورسولہ مولانا۔صحابہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ اوراس کا رسول ہمارا مولیٰ ہے۔پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشادفرمایا۔

من یکن اللہ ورسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ

کہ جس کااللہ اوراس کا رسول مولیٰ ہے بےشک یہ علی بھی اس کا مولیٰ ہے

(کنز العمال ص۶۰ - ۶۱ - ج ۱۳مطبوعہ ادارہ نشرانہ ملتان)

حدیث نمبر 65.

سید علی متقی علیہ الرحمہ نے ابن جریر کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجتہ لوداع سے واپس تشریف فرما ہوئے اور مقام غدیر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا.................پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں اپنے بعد دو چیزیں چھوکر جارہاہوں ایک اپنی آل اور دوسری کتاب اللہ تم اس میں دیکھنا کہ تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدانہیں ہوں گی حتی کہ حوض کوثر پر یہ دونوں مجھ سے ملیں گی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ثم قال: ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من کنت ولیہ فعل ولیہ......

(کنز العمال شریف ص۶۴/۱۳ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

بے شک اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے۔ (ولی کے معنی پر گذشتہ صفحات میں گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں)

حدیث نمبر 66.

امام اجل امام کبیر سید علی متقی علیہ الرحمہ نے شاذان الفضیلی کی کتاب ردشمس کے حوالہ سے یہ روایت بیان فرمائی۔

عن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال انا قسیم النار ۔کنز العمال ص ۶۶/۱۳ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان ، جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں جہنم تقسیم کرنے والا ہوں۔

یہ روایت کتنی واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ جناب علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ قیامت کے دن اپنے دشمنوں کو جہنم تقسیم کریں گے یقیناً یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اس کتاب میں یہ فقیر کئی بار وضاحت کر چکا ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اسی کے اذن سے اسی کی عطا کردہ قوت سے مدد فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 67.

کنزالعمال میں فردوس دیلمی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے۔

فرمایا۔ اذا ارادالله بعبد خیرا صیر حو ائج الناس الیه

(کنزالعمال ص۴/۶ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو لوگوں کی حاجتوں کا مرجع بنا دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں میں سے کچھ ایسے خاص بندے بھی ہیں جن کی طرف لوگ اپنی حاجتں لے کر جاتے ہیں اور وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ معلوم ہوگیا کہ یہ عقیدہ کفر و شرک بدعت ضلالت نہیں بلکہ احادیث سے ثابت شدہ عقیدہ ہے۔

حدیث نمبر 68.

امام کبیر سید علی متقی علیہ الرحمہ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا جب آپ حجر اسود کو بوسہ دینے لگ تو فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں رسول اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تجھے نہ چومتا۔ پھر اس کے بعد آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔ تو جناب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین۔ انہ یضرو ینفع قال بم۔ یہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی یہ کس کے ساتھ ثابت ہے تو جناب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات کتاب اللہ سے ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو ہے (و اذا اخذ ربک من بنی آدم من ظهور هم سورۃ الاعراف میں) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پشت مبارک پر دست مبارک پھرا اور اولاد آدم علیہ السلام سے عہد اقرار لیا کہ وہ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں اس عہد اقرار کو ایک چیز پر لکھا گیا اور حجر اسود کی دو آنکھیں ہیں اور زبان ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا اپنا منہ کھول حجر اسود نے اپنا منہ کھولا تو اللہ تعالیٰ نے وہ عہد و پیمان اس کے منہ میں بطور امانت رکھ دیا۔

اور فرمایا اے کہ تو اس کے حق میں گواہی دے جو اس عہد و اقرار کو پورا کرے اور بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود لایا جائیگا اس کی زبان ہوگی اور جس نے بھی اس کا استلام کیا ہوگا تو حید کے ساتھ اس کے حق میں گواہی دے گا پس اے امیر المومنین یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے تو جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب کچھ سننے کے بعد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں زندگی گزاروں جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوں۔ (کنز العمال شریف ص ۶۹ / ۵ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

ناظرین گرامی قدر! اس حدیث میں تو جناب بابِ علم و حکمت حضرت

علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بھی نفع ونقصان دیتا ہے، اور وہ بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جسے سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تردید نہیں فرمائی ۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے اذن سے تو ایک پتھر حجر اسود بھی نفع ونقصان دیتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کے محبوبین مقربین اولیاء کرام صحالحین اللہ تعالیٰ کے اذن وعطا سے کیوں نفع نہیں دے سکتے یقیناً دیتے ہیں اور اللہ کے بندوں کی دستگیری فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ برحق اور کتاب وآثار کے موافق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین اس کی عطا فرمائی ہوئی قوت سے اس کے عطا کیے ہوئے تصرف سے نفع دیتے ہیں کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بتوں کی قطار میں شامل کر کے انہیں بے اختیار محض عاجز بندے اور معاذ اللہ ناکارے بنانے کی کوشش کرتے ہیں جتنی آیات اللہ تعالیٰ نے بتوں کی مذمت میں نازل کی ہیں کہ وہ سن نہیں سکتے دیکھ نہیں سکتے اور کسی کام نہیں آسکتے قیامت تک ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے وغیرہ وہ سب آیات ان نجدیوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کر دی اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

اب اس حدیث شریف کی تائید میں ایک حدیث صحیح ملاحظہ فرمائیں کہ قیامت کے روز حجر اسود کی زبان ہوگی اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور جس نے بھی اسکا استلام کیا ہے بوسہ لیا ہے اس کے حق میں یہ گواہی دے گا وہ حدیث صحیح یہ ہے۔

حدیث نمبر 69.

امام کبیر محدث جلیل ابن خزیمہ نے اپنی صحیح ابن خزیمہ میں یہ حدیث سند ثقہ کے ساتھ بیان فرمائی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول

الـلـه صـلـى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم ان لهذا الحجر لسانا وشفتين يشهدلمن استلمه يوم القيامة بحق .

(صحیح ابن خزیمہ ص ۲۲۱/۴ مطبوعہ المكتبۃ الاسلامی)

جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حجر اسود کی زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں جس نے بھی اس کا استلام کیا ہے قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دیگا۔نوٹ۔ابن خزیمہ پر حاشیہ۔ناصر الدین البانی وہابی غیر مقلد کا ہے۔وہ اس حدیث کے بارے میں کہتا ہے اسنادہ صحیح۔کہ اس کی سند صحیح ہے

یہ حدیث مذکورہ اس سے پہلی حدیث کی زبردست موید ہے پہلی روایت میں اگر بالفرض کچھ ضعف بھی ہوتو اپنے شاہد کی وجہ سے وہ بھی قوت پا کر کم از کم درجہ حسن میں ضرور پہنچ گئی ہے۔

حدیث نمبر 70.

امام اجل سید علی متقی علیہ الرحمہ نے کنز العمال میں محدث خرائطی کی مکارم الا خلاق کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی ۔جناب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعيشوا فی اكنافهم فان فيهم رحمتی. (کنز العمال شریف ص ۲۲۰/۶ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم فضل طلب کرو میرے رحمدل امتیوں کے پاس ان کے دامن میں اچھی زندگی بسر کرو گے کیونکہ ان میں میری ہی رحمت ہے۔

سبحان اللہ اس حدیث شریف میں سرکار دو عالم نبی کائنات جناب محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا صاف اور واضح ارشاد فرمادیا ہے کہ جو میرے رحمدل امتی ہیں ان کے پاس تمہیں فضل (وکرم) مل جائے گا ان سے فضل مانگو کیونکہ ان میں میری ہی رحمت موجود ہے یعنی ان کے پاس جو فضل و رحمت ہے وہ حقیقت میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فیض وکرم ہے کیونکہ سب اولیاء کرام صالحین غوث قطب ابدال اورسب مومن حضور علیہ والسلام کے ہی درنور کے محتاج ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے ہرایک کو اسی کی استعداد کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔ حقیقت میں اولیاء کرام صالحین کے پاس جو فیض وکرم ہے وہ سب کا سب حضور علیہ والسلام کا ہی فیص مبارک ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

حدیث نمبر 71.

کنز العمال میں دارقطنی کی افراد کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مرفوعاً

اذا ابتغتیم المعروف فاطلبوه عند حسان الوجوه.

(کنز العمال شریف ص ۶/۲۱۹ مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم بھلائی تلاش کرو تو اس کو خوبصورت چہروں والوں کے پاس تلاش کرو۔ اس حدیث شریف میں بھی کتنی وضاحت ہے کہ جو خوبصورت چہرے والے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے صالحین اولیاء کرام ان کے پاس بھلائی ملتی ہے اور ان سے بھلائی کو طلب

کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر72.

امام بخاری و مسلم وابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ کے استا ذ الحدیث امام المحد ثین امام اجل امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث لائے۔

عیسی ابن یونس عن عبد الحمید بن جعفر قال حدثنی ابو مصعب الانصاری ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قال. اطلبوا الحوائج اِلٰی حسان الوجوه.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰/۹ مطبوعہ ادارۃ القران والعلوم السلامیہ)

بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگوتم اپنی حاجات خوش رووٗں سے

حدیث نمبر73.

حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبید الله بن موسی عن ابن ابی ذئب عن الزهری قال .قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم المتسوا المعروف عند حسان الوجوه ۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰/۹ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طلب کروتم بھلائی کی خوبصورت چہروں والوں کے پاس۔

حدیث نمبر 74.

عیسی بن یونس عن طلحة عن عطا قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم ابتغوا الخیر عند حسان الوجوه۔

مصنف ابن ابی شیبہ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تلاش کرو تم خیر کو خوش روؤں کے پاس۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی ان تینوں روایات سے واضح ہے کہ اللہ والوں کے پاس بھلائی۔ خیر ملتی ہے اوران سے خیر وبھلائی مانگنی بھی چاہیے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں روایات مرسل ہیں۔

مرسل روایات کا حکم:

محدث امام ابن اثیر علیہ الرحمہ جامع الاصول میں مرسل روایات کے بارے میں فرماتے ہیں۔

والناس فی قبول المراسیل مختلفون. فذهب ابو حنيفة ومالك بن انس وابراهيم النخعی وحماد بن ابی سليمان وابو يوسف ومحمد بن الحسن ومن بعدهم من ائمة الكوفة. الیٰ ان المراسل مقبولة محتج بهاعندهم حتیٰ ان منهم من قال انها اصح من المتصل المسند فان التابعی اذااسئند الحديث احال الرواية علیٰ من رواه واذا قال. قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه و آله وسلم فانه لايقوله الا بعداجتهاد فی معرفة صحته.

(جامع لاصول ص ۶۴ / ا مطبوعہ بیروت النبان)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرسل کے قبول کرنے میں لوگ مختلف ہیں۔
حضرت امام بوحنیفہ علیہ الرحمہ حضرت امام مالک بن انس علیہ الرحمہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ حماد بن ابی سلمان علیہ الرحمہ۔ امام قاضی ابو یوسف علیہ الرحمہ۔ امام محمد

بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اور ان کے بعد والے کوفہ کے ائمہ کرام کے نزدیک مرسل روایت قبول ہے اور لائق احتجاج ہے بلکہ بعض نے تو یہ فرمایا کہ ''مرسل روایت'' متصل مسند سے بھی زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ تابعی نے جب یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا۔ تو تابعی نے یہ اسوقت ہی کہا جب اس کے نزدیک یہ صحیح ثابت ہوگئی ہے۔

پھر امام ابن شیر نے فرمایا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور امام ابن المسیب علیہ الرحمہ امام زہری علیہ الرحمہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ اور ان کے بعد والے حجاز مقدس کے فقہاء کے نزدیک مرسل روایت کمزور ہے اور لائق احتجاج نہیں ہے۔ (جامع الاصول ص ۶۴/ ا مطبوعہ بیروت لبنان)

تدریب الراوی، مقدمہ ابن صلاح، شرح نخبۃ الفکر وغیرہ میں اس کی مصفل بحث موجود ہے امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک مرسل حدیث کی جب کسی اور طریق سے تائید ہو جائے تو ایسی مرسل حدیث بھی امام شافعی علیہ الرحمہ کے ہاں قبول ہے اور لائق احتجاج ہے ابن ابی شیبہ کی تینوں مرسل روایات ایسی ہی ہیں کہ کئی طرق سے یہ حدیث مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے۔ لحاظہ یہ مرسل روایات امام شافعی کے ہاں بھی قبول ہیں اور اام اعظم ابو حنیفہ امام دارالسجرت مالک بن نس امام الراہیم نخعی امام حماد بن ابی سلمان اور امام قاضی ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ کے نزدیک مطلقا یہ روایاتِ مرسل قبول ہیں۔

حدیث نمبر 75.

امام ابو یعلی موصلی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ اپنے مسند میں یہ حدیث بیان کی حدثنا داود بن رشید حدثنا اسماعیل عن جبرۃ بنت محمد بن ثابت ابن

سباع عن ابیہا عن عائشتہ۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال اطلبو الخیر عند حسان الوجوہ۔

مسند ابی یعلی موصلی ص ۲۲۳/۴

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مانگوتم خیر خوبصورت چہروں والوں سے۔

گذشتہ اوراق میں یہ حدیث کتنے ہی طرق سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ خوبصورت چہرے والوں سے اپنی حاجات مانگوں۔ اب خوبصورت چہرے کی تشریح حدیث پاک کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 76.

خطیب بغدادی علیہ الرحمہ نے تاریخ بغداد میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے، جناب جابر بن عبد اللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من اکثر صلاته باللیل حسن و جهه بالنهار.

(تاریخ بغداد ص ۳۹۰/ ۷ مطبوعہ دار الفکر)

"جو رات کو زیادہ نماز پڑھتا ہے دن کو اس کا چہرہ اتنا ہی زیادہ خوبصورت ہوتا ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ خوش روؤں سے مراد صالحین اولیاء اکرام مقربین بارگاہ الھیہ کی جماعت ہے۔ اب یہ واضح ہوگیا کہ تم اپنی حاجات

خوبصورت چہرے والوں سے یعنی انبیاء اکرام صالحین اولیاء اکرام سے مانگو۔
(الحمد للہ رب العالمین)

حدیث نمبر 77.

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی کہ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اغاث ملهو فاغفر الله له ثلاثا و سبعين مغفرة. واحدة منها فيها صلاح امره كله واثنتان وسبعون درجات له عند الله يوم القيامة ۔ (تاریخ بغداد ص ۱۴۱/۶ مطبوعہ دارالفکر)

اس کا خلاصہ یہ ہے۔ جو کوئی کسی مغموم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس پر تہتر مغفرتیں نازل کرتا ہے۔ ان میں سے ایک مغفرت اس کے تمام امور کی درستی کیلئے کافی ہے۔ اور باقی مغفرتیں اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات بلندی کیلئے ہوں گی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا بندوں کی فریاد رسی کرنا عند اللہ مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ۔

من اغاث ۔ جس نے فریاد رسی کی ۔ یہ وہی الفاظ ہیں جن کو سنکر پڑھ کر نجدی آگ بگولا ہو جاتا ہے اور اہل اسلام پر شرک و کفر کا فتویٰ لگانا شروع کر دیتا ہے۔ ان الفاظ حدیث نے نجدی کے عقیدے کی کیا بیخ کنی کی ہے۔

اور نجدی عقیدے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے کہ جا تیری اسلام اور اہل اسلام میں کوئی وقعت نہیں اللہ کی بارگاہ میں تو اسلام اور اہل اسلام کی وقعت ہے۔ الحمد اللہ رب العالمین ہماہما یہ عقیدہ کتنے ہی دلائل و براہین سے موید و منصور ہے۔

حدیث نمبر 78.

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کی ساتھ یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال. قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه۔

(تاریخ بغداد ص۴۳/۱۱ مطبوعہ دارالفکر)

جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنی حاجات خوبصورت چہرے والوں سے مانگو۔

اس کی تشریح گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر 79.

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ خادم رسول ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا **التمسوا الخیر عند حسان الوجوه.** (تاریخ بغداد ص ۲۲۶/۳ مطبوعہ دارالفکر)

بھلائی تلاش کرو خوبصورت چہرے والوں کے پاس۔

حدیث نمبر 80.

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بیان فرمائی ہے۔کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اطلبو الخير عند صباح الوجوه. تاریخ بغداد ص ۱۸۵/۴ مطبوعہ دار الفکر

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مانگوتم اپنی حاجات خوش رووں سے۔

حدیث نمبر 81.

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن کبری میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جناب حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ تم مجھے ضعفآء میں تلاش کرو بے شک تمہیں رزق اور مدد ضعفآء کے سبب ہی دیا جاتا ہے۔

السنن الکبریٰ بیہقی ص ۳۴۵/۳ ادارہ تالیفات اشرفیہ

حدیث نمبر 82.

امام بیہقی نے ہی سنن کبریٰ میں یہ حدیث بیان کی جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لولا شباب خشع وبهائم رتع و شيوخ ركع و طفال رضع لصب عليكم العذاب صبا. اس میں ایک راوی ابراہی بن خثیم کے متعلق فرمایا غیر قوی ولہ شاہد باسناد آخر غیر قوی۔

سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۴۵/۳

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر نہ ہوتے نوجوان خشوع کرنے والے اور

چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے بچے دودھ پینے والے تو تم پر عذاب نازل کر دیا جاتا۔ اسی میں ایک راوی ابرہیم بن خثیم غیر قوی ہے۔ اور اس حدیث کا ایک شاہد بھی ہے اگر چہ وہ بھی غیر قوی ہے۔

نوٹ:

حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خدام پر یہ بات مخفی نہیں کہ متابعات اور شواہدات کا ثقہ اور صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔ متابع یا شاہد اگر چہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو ضعیف حدیث کو بھی اس سے تقویت ملتی ہے۔ حدیث مذکورہ کو امام بیہقی نے غیر قوی کہنے کے بعد اس کا ایک شاہد نقل کیا ہے جو کہ اس حدیث کو تقویت دیتا ہے۔

حدیث نمبر 83.

جناب مسافع دیلمی رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لولا عباد للّٰہ رکع وصبیته رضع وبھائم رتع لصب علیکم العذاب صباثم لتر ضنں رضاہ.

(السنن الکبری بیہقی ص ۳۴۵/۳ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اگر نہ ہوتے اللہ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو تم پر عذاب کو نازل کر دیا جاتا اور پھر اس کو مضبوط کر دیا جاتا۔
معلوم ہوا کہ۔ صالحین کرام کا وجود مبارک سبب ہے دفع بلا کا۔

حدیث نمبر 84.

علاہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں۔ محدث ابو بکر بن مردویہ کی سند کے

ساتھ یہ حدیث نقل فرمائی۔

جناب ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لایزال فیکم سبعة بهم تنصرون و بهم تمطرون وبهم ترزقون حتی یاتی امر الله.

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۰۳/ ا مطبوعہ قدیمی کتب کانہ آرام باغ کراچی)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ سات شخصیات تم میں ہمیشہ ایسی رہیں گی کہ انہیں کے طفیل تمہاری مدد کی جائے گی انہی کے طفیل تمہیں بارش دی جائے گی انہیں کے طفیل تمہیں رزق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے (یعنی قیامت آجائے)

اس حدیث میں کتنی وضاحت ہے کہ وہ سات اولیاء اکرام صالحین کی جماعت میں سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں ان کے طفیل رزق بارش مدد دی جائی گی معلوم ہوا کہ اولیاء اکرام کے طفیل ہی کائنات پر کرم ہوتا ہے اور انواع و اقسام کی نعمتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔اور اولیاء کرام کا وجود مسعود سبب ہے حصول نعمت الہی کا لیکن ان تمام روشن دلائل کے ہوتے ہوئے بھی نجدی اس قسمکے عقیدے کوشرک وکفر بدعت وضالت سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نجدی کا فتویٰ غلط ہے اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ دلائل صحیح سے ثابت (الحمد اللہ رب العالمین)

حدیث نمبر 85.

علامہ ابن کثیر نے محدث ابوبکر بن مردویہ کی سند سے ایک اور روایت

بیان کی ہے کہ جناب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم الا بدال فی امتی ثلاثون بهم ترزقون وبهم تمطرون وبهم تنصرون قال قتادة انی لا رجو ان یکون الحسن منهم۔

تفسیر ابن کثیر ص ۳۰۳/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ابدال تیس ہیں انہیں کے طفیل تمہیں رزق دیا جاتا ہے انہیں کے طفیل تمہیں بارش دی جاتی ہے انہیں کے طفیل تمہیں مدد دی جاتی ہے۔ جناب قتادہ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں جناب حسن (بصری) کا شمار بھی انہیں لوگوں میں سے ہے۔

حدیث نمبر 86.

امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً حدیث لائے سند ثقہ کے ساتھ۔

حدثنا ابو خالد لا حمر عن اسامة عن ابان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال ان لله ملائكة فضلا سوی الحفظة یکتبون ماسقط من ورق الشجر فاذ اصابت احد کم عرجة فی سفر فلینا د اعینوا عبادالله رحمکم الله. مصنف ابن ابی شبیہ ص ۳۹۰/۱۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن ولعلوم الاسلامیہ

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے کراما کاتبین سے الگ ہیں وہ گرنے والے پر پتے کو لکھ لیتے ہیں جب تمہیں

سفر میں کوئی تکلیف پہنچے تو اسطرح ندا کرے اے اللہ کے بندو میرے مدد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

اس حدیثِ صحیح میں بھی بندوں کی مدد اور دستگیری کا واضح ثبوت ہے وہ بھی ندا کے ساتھ۔اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

پہلے راوی امام ابو بکر بن ابی شیبہ ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ اور حجت ہیں دوسرے راوی ابو خالد احمر ہیں۔تقریب التہذیب ص ۳۸۴/۱ پر ہے صدوق کہ یہ راوی سچا ہے۔منیران الاعتدال ص ۲۰۰/۲ میں اس کو صاحب حدیث و حفظ فرمایا اور ابن معین نے اس کو سچا قرار دیا ہے ذہبی نے کہا کہ میں کہتا ہوں یہ راوی بخاری شریف کے رجال میں سے ہے۔مثلا بخاری شریف ص ۲۶۴/۱ پر ہے بخاری ص ۱۱۰۰/۲ پر وغیرہ مذکورہ ہے

تیسرا راوی ہے۔ابان بن صالح۔تقریب التہذیب ص ۵۱/۱ پر ہے کہ وثقہ الائمۃ۔اماموں نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

چوتھا راوی جناب مجاہد ہیں جو تابعی جلیل القدر۔مفسیر قرآن اور بالاتفاق ثقہ ثبت ہیں۔

پانچویں راوی جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کہ صحابی رسول ہیں۔تو ثابت ہوا کہ اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ثبت حجت ہیں اور یہ روایت صحیح السند ہے اور اس میں صحابی رسول ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بندگان الٰہی سے مدد لینے کی وضاحت کی ہے۔

حدیث نمبر 87.

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ جناب سریہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث لائے۔

حدثنا شریک عن مغیرة عن سریة لعبد الله بن جعفر قالت مررت بعلی وانا حبلیٰ فمسح بطنی وقال اللهم اجعله ذكرا مبار كا قالت فولدت غلاماً ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۴۲/۱۰مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ)

جناب سریہ نے فرمایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزری اور میں حاملہ تھی تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے بطن پر مسح فرما کر یوں دعا کی اے اللہ اس کولڑکا بنادے برکت والا۔ جناب سریہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔اس کی سند میں شریک راوی پر کچھ کلام ہے مگر وہ مضر نہیں کیونکہ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شریک کی حدیث اقسام حسن میں سے ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ص ۱/۱۷۰مطبوعہ بیروت لنبان)

تو کم از کم یہ حدیث درجہ حسن میں ضرور ہے۔ اس حدیث میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستگیری اور مدد کا بیان کتنا روشن ہے وہ بھی لڑکے کی صورت میں کہ آپ کی دعا سے لڑکا پیدا ہوا۔ لیکن نجدی کو یہ تمام دلائل نظر نہیں آتے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

حدیث نمبر 88.

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث روایت فرمائی

حدثنا ابو معاوية عن الا عمش عن ابی صالح عن مالک الدار قال وكان خازن عمر علی الطعام قال .اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الیٰ قبر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فقال

.یارسول الله استسق لامتک فانهم قد هلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له اِئت عمر فاقرئه السلام و اخبره انکم مستقیون وقل له علیک الکیس علیک الکیس فاتی عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یارب لاآلو الا ماعجزت عنه۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 12 ص 32)

اس حدیث کو محدث عصامی نے اپنی کتاب السمط ۲ ص 382 پر بھی نقل کیا ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر فرمایا ہے 7 ص 47

اس حدیث کو علامہ ان کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ذکر فرمایا ہے 7 ص 196

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی حدیث کو فتح الباری شرح بخاری میں ذکر فرمایا 2 ص 495

سید علی نے متقی نے کنز العمال میں یہ حدیث بیان کی 8 ص 431 حدیث نمبر 23535

تاج الدین سبکی نے شفاء السقام میں نقل کی ص 145

جناب مالک الدار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گے پھر ایک آدمی (بقول ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں وہ حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی تھے) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمایئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہی ہے پھر خواب میں اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ (جیسا کہ البدایہ والنھایہ میں اسکی وضاحت ہے) اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب

کیے جاؤ گے اور عمر سے کہہ دو کہ عقلمندی اختیار کرو عقلمندی پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کو خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے فرمایا اے اللہ میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔

فتح الباری 2 ص 495 مطبوعہ نفیس اکیڈمی

اس کی سند صحیح ہے البدایہ والنھایہ 7 ص 195 مطبوعہ نفیس اکیڈمی

اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں اصول حدیث کے اعتبار سے اس روایت پر کوئی غبار نہیں جو اعتراضات اس روایت پر کیے جاتے ہیں وہ انتہائی گھٹیا قسم کے اعتراضات ہیں اور بالکل غلط ہیں۔

پہلا اعتراض:

یہ ہے کہ اس کی سند میں اعمش ہے اگرچہ وہ ثقہ ہے لیکن تدلیس کرتا ہے جب مدلس عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اس لئے یہ روایت بھی حجت نہیں کیونکہ اعمش نے عن سے روایت کی ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اعتراض کہ مدلس عن سے روایت کرے تو حجت نہیں یہ اعتراض تو درست ہے لیکن اعمش کے بارے میں یہ اعتراض درست نہیں ہے کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے مدلسین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے اور خود ہی فرمایا کہ پہلے اور دوسرے طبقہ کے مدلیسن کی روایت کو عن سے بھی ائمہ نے قبول فرمایا۔اور اعمش کو دوسرے طبقہ کے مدلسین میں ذکر فرمایا۔ طبقات المدلسین ص 33 مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور

لحاظہ یہ اعتراض درست نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے:

کہ مالک الدار۔ کی ثقاہت ثابت نہیں اور وہ مجہول راوی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے

مالک الدار پر یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ یہ راوی نہ تو مجہول ہے اور نہ ہی ضعیف بلکہ ثقہ اور معروف ہے ملاحظہ فرمائیں۔علامہ ابن سعد نے طبقات میں اس راوی کے متعلق فرمایا کہ

مالک دار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لے کر بیان کیں اس سے ابوصالح سمان نے روایات لیں وہ معروف ہے۔طبقات ابن سعد 5 ص 12

حافظ خلیلی نے کتاب الاشاد میں فرمایا کہ مالک الدار کی (ثقایت) متفق علیہ ہے اور تابعین کی جماعت نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ کتاب **الارشاد فی معرفتہ علماء الحدیث الہ ارغام المتبدی الغبی بجواز** التوسل بالنبی للغماری ص 9 (بحوالہ عقیدہ توسل)

معلوم ہوا کہ مالک الدار ثقہ اور معروف ہے اور اس پر اعتراض غلط ہے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے:

کہ ابوصالح ذکوان سمان اور مالک دار کے درمیان انقطاع کا گمان ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ محض وہم وگمان سے حدیث کو رد نہیں کیا جاسکتا اگر یہ دروازہ کھول دیا

جائے تو بہت خرابی لازم آئے گی اور جس کا دل جس روایت کے بارے میں چاہیئے گا وہم وگمان کا شبہ کر کے اس کو رد کر دے گا اور یہ سلسلہ بہت دراز ہو جائے گا اور اس سے کافی ماسد کا ظہور ہو گا۔ یہ کوئی اعتراض نہیں ہے جب تک اس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

چوتھا اعتراض یہ ہے:

کہ اس کا مدار ایسے آدمی پر ہے جس کا نام بھی مذکور نہیں تو کیونکر یہ روایت حجت ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے:

کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں وضاحت کی ہے کہ وہ راوی صحابی رسول حضرت بلال بن حارث مزنی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ البدایہ والنہایہ میں وضاحت ہے کہ وہ حضرت بلال بن حارث تھے۔

البدایہ والنھایہ 7 ص 193 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

اس کا ایک اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل کا مدار اس قبر پر آنے والے شخص پر نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسی شخصیت کا اس پر انکار نہ کرنا اور اس کو نہ ڈانٹا اور نہ اس پر کفر وشرک کا فتوی لگانا اور نہ ہی آئندہ ایسا نہ کرنے کے متعلق فرمانا مدار اس چیز پر ہے ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کیا یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ توحید کو جاننے والے ہیں کیا یہ لوگ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب وسنت کو زیادہ جاننے والے ہیں کیا ان میں خلوص وصدق تقوی طہارت ان سے زیادہ ہے (معاذ اللہ) ہرگز نہیں ۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر جس عمل کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت نے بھی قبول کیا ہے تم کون ہو اس عمل کو شرک وکفر کہنے والے۔ یقیناً یہ تمہاری دین

میں زیادتی ہے اور اہل اسلام پر ظلم جس کا حساب روزِ محشر کو تم نے دین ہوگا۔

اس روایتِ صحیح سے چند امور ثابت ہوئے جو قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱) صحابی کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں حیات ہیں کیونکہ قبر انوار پر حاضر ہونے والے نے یارسول اللہ کہہ کر عرض دعا کی۔

(۲) صحابہ کرام مشکل وقت میں دربار نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر طالب دعا ہوتے تھے۔

(۳) مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی قبر پر حاضر ہو کر بطور وسیلہ اُن سے کوئی عرض و معروض کرنا جائز ہے۔

(۴) یہ عمل ہرگز شرک وکفر بدعت وضلالت نہیں۔

(۵) یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعد از وصال بھی اپنی امت کی مدد و دستگیری فرماتے ہیں

(۶) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم المرتب ہستی نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا۔

(۷) معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بطور وسیلہ حاجت روا تسلیم کرنا یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں ہے۔

(۸) جن ائمہ محدثین نے اس روایت کو نقل کیا ہے مثلاً۔ابن ابی شیبہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن کثیر حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے ان میں کسی محدث نے بھی اس عمل کو شرک وکفر بدعت وضلالت قرار نہیں دیا۔

(۹) جو اس عمل کو بدعت وضلالت قرار دیتا ہے وہ ان تمام محدثین کا بھی

مخالف ہے اس عمل میں۔

(۱۰) منکر یہ بتائیں جن ائمہ نے اس حدیث کو بلانکیر بیان کیا اور جن ائمہ دین نے اس کی تائید کی ہے اور صحیح قرار دیا ہے ان کے بارے میں منکرین کا کیا نظریہ ہے کیا وہ بھی گمراہی کی زد میں آتے ہیں یانہیں۔ اگر آتے ہیں تو پھر اگر یہ ائمہ دین معاذ اللہ گمراہ ہوں گے تو کون سے ائمہ کو دین پر تسلیم کیا جائے اور اگر یہ گمراہی کی زد میں نہیں اگے تو یقیناً ہم بھی اس عمل کی بنا پر گمراہی کی رد میں نہیں آتے۔ کیونکہ یہ عمل حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ **تلک عشرة كاملة**

حدیث نمبر 89.

علامہ ابن کثیر نے محدث سیف کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عام الرمادہ میں مدینہ کے ایک شخص سے اس کے اہل نے کہا کہ وہ ان کیلئے ایک بکری ذبح کردے اس نے کہا کہ ان میں کوئی چیز باقی نہیں ہے۔انہوں نے اس سے اصرار کیاتو اس نے بکری ذبح کردی کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی ہڈیاں سرخ ہوگئی ہیں اس نے کہا **یا محمداه** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جب شام ہوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے کہہ رہے ہے زندگی سے شاد کام ہو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر انہیں میرا اسلام کہو نیز انہیں کہنا میں نے آپ کو عہد کا پورا کرنے والا اور عہد کا سختی سے پابند پایا ہے اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقل مندی سے کام لیجئے۔

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر آیا اور آپ کے غلام سے کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایلچی کے لئے اجازت

طلب کیجئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اس نے آپ کو بات بتائی تو آپ گھبرا گئے پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے فرمایا اے لوگوں میں اس خدا کے نام پر تم سے اپیل کرتا ہوں جس نے آپ لوگوں کو اسلام کی طرف رہنمائی کی ہے کیا تم نے مجھ سے کوئی ناپسندیدہ امر دیکھا ہے انہوں نے کہا نہیں پس آپ نے انہیں حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات بتائی تو وہ سمجھ گئے اور آپ نہ سمجھے انہوں نے کہا آپ نے نماز استسقاء میں دیر کر دی ہے پس ہمارے ساتھ نماز استسقاء پڑھیے پس آپ نے لوگوں میں اعلان کر دیا اور مختصر سا خطبہ دیا پھر مختصر دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا۔ اے اللہ ہمارے مددگار ہم اس سے عاجز آ گئے ہیں اور ہماری قوت طاقت بھی ہم سے عاجز آ گئی ہے اور ہمارے نفس بھی ہم سے عاجز آ گئے ہیں۔ اور تیرے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں اے اللہ ہمیں سیراب کر دے اور بندوں اور شہروں کو زندہ کر دے۔

(البدایہ والنہایہ 7ص 194 مطبوعہ نفیس اکیڈمی)

حدیث نمبر 90.

علامہ ابن کثیر نے جنگ یمامہ کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر اپ نے (یعنی حضرت خالد بن ولید نے) مسلمانوں کے نشان امتیاز سے پکارا۔ ان دنوں ان کا نشان امتیاز

یامحمداہ تھا اور جو کوئی بھی آپ کے مقابلہ میں آتا آپ اسے قتل کر دیتے اور جو چیز بھی آپ کے قریب آتی فنا کر دیتے۔

البدایہ النہایہ 6ص1176 مطبوعہ نفیس اکیڈمی

اس روایت میں کتنی وضاحت ہے کہ دوران جنگ مرتدین کے ساتھ

جنگ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین **یا محمداہ** کے نعرے لگاتے تھے۔ اور مرتدین کے مقابلہ میں صحابہ کا نعرہ **یا محمد اہ** تھا۔

الحمد اللہ آج بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صحیح معنوں میں جو پیروکار ہیں اور ان سے سچی محبت کرنے والے ہیں ان کا نعرہ بھی یہی ہے **یا محمداہ** یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور جو اس ندا کو اور اس عقیدہ کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں ان کا صحابہ سے کیا تعلق ہے۔ اگر ان کا صحابہ سے کوئی تعلق ہوتا تو وہ کبھی بھی اس مبارک عمل کو شرک و کفر قرار نہ دیتے۔

حدیث نمبر 91.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاز الحدیث محدث علی بن جعد علیہ الرحمہ اپنے مسند میں اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث لائے۔

ثنا علی اناز هیر عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن سعد قال کنت عند عبد الله بن عمر فخدرت رجله فقلت له یا ابا عبد الرحمن مالر جلک ؟ قال اجتمع عصبها من ها هنا قلت ادع احب الناس الیک قال یامحمد (صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم) فانسبطت ۔ مسند ابن الجعد ص 369 حدیث نمبر 2539 مطبوعہ بیروت لبنان

اس کا خلاصہ یہ کہ جناب عبد الرحمٰن بن سعید کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کا پاؤں سوگیا۔ میں نے عرض کی اے ابو عبد الرحمٰن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے ناڑیں اکٹھی ہوگئی ہیں تو میں نے عرض کی کہ آپ اپنی محبوب ترین شخصیت کو ندا کریں تو آپ نے فورا فرمایا **یا محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پس فی الفور اسی وقت آپ کا پاؤں کھل گیا۔

اس حدیث میں بھی کتنی وضاحت ہے کہ پریشانی کے وقت جناب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا وہ بھی حرف ندا کے ساتھ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر ندا کی اور پھر فوراً اپ کی وہ مشکل دور بھی ہوگئی۔

اس روایت سے بھی واضح ہو گیا کہ مشکل کے وقت یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ندا کرنا نہ کفر و شرک ہے نہ بدعت و ضلالت بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل مبارک ہے۔

حدیث نمبر 92.

امام ابو بکر بن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں اس حدیث کو کئی سندوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنی محمد بن ابراهیم الانماطی، وعمر و بن الجنید بن عیسی ثنا محمود بن خداش ثنا ابو بکر بن عیاش ثنا ابوا سحاق السبیعی عن ابی سعید قال کنت امشی مع ابن عمر فخدرت رجله فجلس فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یامحمداه فقال فمشی. کتاب عمل الیوم و اللیله ص 67 مطبوعہ نور محمد کارخانہ، جناب ابو سعید نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ کا پاؤں سو گیا آپ بیٹھ گئے تو کسی آدمی نے کہا کہ اپنی محبوب ترین ہستی کا ذکر کریں تو آپ نے فوراً **یا محمداہ** ۔ کہا پس آپ کھڑے ہو گئے اور چلنا شروع کر دیا۔

حدیث نمبر 93.

وہی محدث جلیل ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن خالد بن محمد البرذعی ثنا حاجب بن سلمان ثنا محمد بن مصعب ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن الهیثم بن حنش قال کنا عند عبد الله بن عمر فخدرت رجله فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قال فقام فکانما نشط من عقال ، عمل الیوم واللیله ص 67

مطبوعہ نور محمد، جناب ہشم بن حنش کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے آپ کا پاؤں سوگیا کسی نے کہا اپنے محبوب کو یاد کریں تو آپ نے فوراً کہا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راوی نے کہا کہ آپ کھڑے ہو گئے گویا کہ کسی بندش سے آزاد کردیا گیا ہے۔

حدیث نمبر 94.

وہی امام جلیل محدث ابو بکر بن السنی ایک اور سند سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

اخبر نا احمد بن الحسین الصوفی ،ثنا علی بن الجعد ،ثنازهیر ،عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن ابن سعد قال کنت عند ابن عمر فخدرت رجله فقلت یا اباعبدالرحمن مالر جلک؟قال اجتمع عصبها من ههنافقلت .ادع احب الناس الیک فقال یامحمد (صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم) فانسبطت ،عمل الیوم واللیلہ ص 68 مطبوعہ نور محمد کارخانہ

جناب عبد الرحمٰن بن سعید نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا کہ آپ کا پاؤں سوگیا۔ میں نے عرض کیا اے ابوعبد الرحمٰن کیا ہوا فرمایا کہ یہاں سے ناڑیں وغیرہ اکٹھی ہوگئی ہیں میں نے عرض کیا اپنی سب سے زیادہ پیاری شخصیت کو ندا کریں تو آپ نے فوراً یہ فرمایا **یا محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اسی وقت آپ کا پاؤں درست ہوگیا۔

اسی حدیث کو امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب الادب المفرد میں ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 95.

باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله، حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن سعید قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذاکر احب الناس الیک فقال **یا محمد** (صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم)

الادب المفرد ص 142 مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، جناب عبد الرحمٰن بن سعید نے کہا کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سوگیا تو کسی آدمی نے کہا کہ اپنے محبوب کو یاد کریں تو آپ نے فوراً فرمایا۔ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ناظرین گرامی قدر یہ حدیث آپ نے پانچ سندوں کے ساتھ ملاحظہ فرمائی ان تمام میں یہ بات اظہر من الشمس واضح ہے کہ مشکل وقت میں پریشانی کے وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں طالب مدد ہوکر یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ندا کرنا نہ تو شرک وکفر ہے اور نہ ہی بدعت وضلالت بلکہ یہ مبارک عمل طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔ جو اسے شرک وکفر کہتا ہے حقیقت وہ صحابہ کرام پر بھی فتوی عائد کرتا ہے۔ الحمد اللہ ہمارا طریقہ صحابہ کرام والا ہے اور یہی طریقہ صحیح ہے۔

حدیث نمبر 96.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب الا دب المفرد میں یہ حدیث بیان کی ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا مسددقال حدثنا یحیی عن عمران بن مسلم ابی بکر فقال حدثنی عطاء ابن ابی رباح قال قال لی ابن عباس الااربک امرأة من اهل الجنة قلت بلی قال هذه المراة السوداء اتت النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فقالت انی اصرع وانی اتکشف فادع الله لی قال ان شئت صبرت ولک الجنة وان شئت دعوت الله ان یعافیک فقالت اصبر فقالت انی اتکشف فادع الله لی ان لا اتکشف فدعی لها. (الادب المفرد للبخاری ص 74)

جناب عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھے جناب ابن عباس نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں میں نے عرض کی کیوں نہیں آپ نے فرمایا یہ جو سیاہ رنگ ولی عورت ہے یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں جس سے میرا (ستر) وغیرہ کھل جاتا ہے آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شفا عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہیے تو صبر کر اور تیرے لئے جنت ہے۔ اور اگر تو چاہیے تو میں تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں تجھے

شفاء ہو جائے گی اس عورت نے عرض کی میں صبر کروں گی۔ اور پھر عرض کی کہا آپ میرے لئے یہ دعا فرما دیں کہ میرا ستر وغیرہ نہ کھلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرما دی۔ اس حدیث میں کتنی وضاحت ہے کہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت حاصل کر لی اور اپنے لئے دعا بھی کروالی۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ ۔ بنائے خدا اور بسائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ

حدیث نمبر 97.

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنے شہرہ آفاق کتاب خصائص کبریٰ میں یہ حدیث مبارک بیان فرمائی ہے۔ جناب حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا بورک فیک (کہ تجھے برکت دی گئی ہے) جناب ذیال کا بیان ہے کہ حنظلہ کے پاس بکری لائی جاتی جس کے تھنوں پر ورم ہوتا اونٹ اور لوگ لائے جاتے جن کے ورم ہوتا وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور بکری، اونٹ، کے ورم اور گرہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے **بسم اللہ علی الشرید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم** (یعنی اللہ کے نام سے شروع رسول اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے اثر کی وجہ سے) پھر ورم کی جگہ ہاتھ پھیرتے اور ورم چلا جاتا۔

(خصائص الکبریٰ 2 ص 137-138 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

سبحان اللہ کیسا حضور انور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض کرم ہے کہ غلام کے سر پر دست رحمت رکھا تو اس کے ہاتھوں میں اتنی رحمت و برکت آ گئی کہ

دوسروں کی مشکلات بھی حل ہونے لگیں دوسروں کیلئے بھی سببِ رحمت بن گئے حل مشکلات کا ذریعہ وسیلہ بن گئے۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیاں کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

حدیث نمبر 98.

جناب بشر بن معاویہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کے چہرے اور سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا کی بشر کے چہرے میں آپ کے ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے ایسا اثر تھا جسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی ہوتی ہے۔ اور جس شے پر بشر ہاتھ پھیرتے اسے شفا ہو جاتی تھی۔
(خصائص الکبری 2 ص 138 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

اس حدیث میں بھی کتنی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ورحمت کے طفیل جناب بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ بھی اوروں کیلئے باعث شفا بن گیا۔ اور حاجت روا کی کس چیز کا نام ہے کہ جناب بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک دوسروں کیلئے دستگیر بن گیا۔

حدیث نمبر 99.

جناب حبیب بن فدیک رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی انکھیں بالکل سفید تھیں اور کچھ نظر نہیں آتا تھا ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تمہاری نگاہ کیوں جاتی رہی انہوں نے بیان کیا کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا

اس لئے میری بصارت جاتی رہی آپ نے ان کی دونوں آنکھوں پر پڑھ کر دم کیا تو بینائی واپس آ گئی راوی کا بیانہے کہ جب ان کی عمر اسی سال تھی اس وقت بھی وہ سوئی میں دھاگہ پرو لیتے تھے حالانکہ ان کی آنکھیں بدستور سفید تھیں۔خصائص الکبری 2ص114 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

نجدی ملاں بتائیں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرنا شرک و کفر ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے رہے اور اپنی مشکلات حل کرواتے رہے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو ان کو نہ ڈانٹا نہ شرک کا فتوی لگایا نہ ہی آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا بلکہ جو بھی غلام جو بھی دکھ درد، پریشانی لے کر دربار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر کرم فرما دیتے اور اس کی مشکلات حل ہو جاتیں۔اور خاجت روائی مشکل کشائی کس کا نام ہے حضور انور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عطاء الٰہی سے ماذون ہوکر اپنے غلاموں کی فریاد رسی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا

حدیث نمبر 100.

جناب حبیب بن یساق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہوا میرے شانے پر تلوار کی ایسی ضرب لگی کہ میرا ہاتھ لٹکنے لگا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس زخم پر لعاب دہن لگایا اس سے میرا زخم بھر گیا

اور میں اچھا ہو گیا اور جس شخص نے مجھے تلوار ماری تھی میں نے ہی اسے قتل کیا۔

(خصائص الکبری 2 ص 115 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ناظرین گرامی قدر دیکھا آپ نے کہ کائنات کے آقا و مولی رحمتہ العالمین خاتم النبین مشکل کشا حاجت روا دافع البلا والوباء۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنے غلام کی حاجت روائی فرمائی اس غلام کی دستگیری فرمائی اس غلام کے بھی قربان جائیں کہ اتنی بڑی مشکل پڑی بازو کٹ گیا غلام بھی دربار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ہی حاضر ہوتا ہے اور اپنی مشکل عرض کرتا ہے اور دربار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی فوراً اس کی حاجت روائی ہوتی ہے۔ یہ ہے آقا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاجت روائی والی شان کریمی۔ لیکن اس کے برعکس نجدی ملاں کو یہ ساری، کاروائی شرک و کفر ہی نظر آتی ہے۔ معاذ اللہ۔

حدیث نمبر 101.

بیہقی نے محمد بن سیرین سے یہ روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور اس نے عرض کی یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر ایسی بیماری آئی ہے کہ اب یہ ایسا ہو گیا جیسا آپ دیکھ رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ یہ مرجائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں یہ صحت یاب ہوجائے اور جوان ہو کر ایک صالح مرد بن جائے اللہ کے راستے میں جہاد کرے شہید ہو اور جنت میں جائے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی وہ صحت یاب ہو گیا جوان ہو کر ایک صالح مرد نکلا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور شہید ہوا۔ خصائص الکبری 2 ص 115 سبحان اللہ کیسا حضور

اکرم انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیض وکرم ہے وہ عورت کتنی بڑی مشکل میں تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ وہ عورت عرض کرتی ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا مر جائے۔ لیکن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار سے اسے کئی قسم کے تحفے ملتے ہیں

(۱) بیماری سے شفاء

(۲) عالم شباب تک درازی عمر

(۳) صالحیت کا تحفہ

(۴) راہ خدا میں لڑتا ہوا شہید ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہوگا۔

دیکھا آپ نے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیسے حاجت روا ہیں امت کی کس طرح دستگیری فرماتے ہیں۔ ان کی مشکلات حل کرتے ہیں۔

باب اول میں پچاس آیات مبارکہ اس مضمون کی تائید میں نقل ہوچکی ہیں اور اب باب دوم میں ایک سو احادیث کئی مرفوع اور بعض موقوف باحوالہ درج ہوچکی ہیں باب دوم کو میں نے بخاری شریف کی حدیث سے شروع کیا تھا اور اب اس باب کا اختتام بھی بخاری شریف کی حدیث پر کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں اس باب کی آخری حدیث۔

حدیث نمبر 102.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ صحیح بخاری میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث لائے ہیں۔ کہ جناب عبداللہ بن دینار علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

سمعت ابن عمر یتمثل بشعر ابی طالب وابیض یستسقی

الغمام بوجهه .ثمال الیتمی عصمته للا رامل وقلل عمر بن حمزة حدثنا سالم عن ابیه وربماذ کرت قول الشاعر وانا انظرالی وجه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم یستسقی فماینزل حتی یجیش کل میزاب وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل وهو قول ابی طالب ۔صحیح بخاری شریف 1 ص 137 مطبوعہ سعید ایم ایچ کمپنی بخاری شریف مترجم 1 ص 409 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔

ترجمہ: عبد اللہ بن دینار روایت کرتے ہیں میں نے ابن عمر کو ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے سنا گوری رنگت کہ انکے چہرے کے صدقے میں بارش کی دعا کی جاتی ہے۔وہ یتیموں کے فریادرسی اور بیواؤں کے آسرا ہیں۔عمر بن حمزہ کہتے ہیں۔مجھ سے سالم نے اپنے ولد ابن عمر کے حوالے سے بتایا کبھی میں یہ شعر ذہین میں لاتا اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو تکتا کہ آپ پانی کی دعا کرتے اور آپ منبر سے اتر بھی نہ پاتے تھے کہ ندی نالے پھوٹ نکلتے یہ شعر ابو طالب کا ہے۔

اس مذکورہ حدیث میں جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شعر پڑھنا منقول ہے کہ آپ وہ شعر پڑھتے تھے اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کرتے تھے۔

وہ شعر یہ ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة اللارامل

کہ گورے رنگ والے ان کے چہرے کے صدقے میں بارش مانگی جاتی ہے فرماد رس یتیموں کے اور آسرا ہیں بیواؤں کا اس شعر میں لفظ ثمال الیتامی

قابل غور ہے لغت میں ثمال کا معنی ہے فریاد رس دیکھیے۔ دیوبندیوں کے گھر کی لغت۔ مصباح اللغات ص 96 مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور۔

اسی طرح دیکھیے معتبر لغت کی کتاب ، المنجد ص 129 مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔

معتبر معتمد دو لغات سے ثابت ہوا کہ۔ ثمال کا معنی ہے فریادرس صحابیٔ رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ شعر پڑھتے تھے۔ جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یتیموں کا فریادرس کہا گیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو یہ وہم نہ ہوا کہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فریادرس کہہ رہا ہوں کہیں یہ شرک نہ ہو جائے (معاذ اللہ)

صحابی کے نزدیک اگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فریاد رس کہنا شرک و کفر ہوتا تو صحابی سے اسکا صدور کبھی نہ ہوتا۔ اس حدیث بخاری شریف سے یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہوگئی ہے کہ اہل ایمان حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فریاد رس مانتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا معاذ اللہ انبیاء اکرام علیہم السلام اور اولیاء اکرام کو بتوں کی طرح مجبور اور عاجز ناکارے سمجھنا یہ غیر اسلامی عقیدہ ہے ناظرین گرامی قدر اس عقیدہ کی تائید میں باب اول میں قرآن مجید سے 49 آیات نقل ہو چکی ہیں اور اب باب دوم جو احادیث پر مشتمل ہے اس میں ایک سو ایک حدیث نقل ہو چکی ہے اور اب یہ فقیر اس حدیث شریف پر اس باب کا اختتام کرتا ہے۔

(الحمد اللہ رب العالمین)

باب نمبر 3

اس باب میں اولیاء کرام صالحین کاملین عارفین واصلین علیہم الرحمہ کے اقوال وافعال، اور حکایات بیان ہوں گی۔ باب اول میں آپ قرآن مجید کی 49 آیات اور باب دوم میں ایک سوایک احادیث مبارکہ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماذون ہوکر اللہ کے بندوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ اور خدا نے ان کو عظمت وشان عطا فرمائی ہے۔ اولیاء کرام کاملین کے اقوال وافعال و حکایات سے آپ پر واضح ہوجائے گا کہ الحمد للہ اولیاء کرام کا عقیدہ بھی یہی قرآن وحدیث والا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے مدد کرسکتے ہیں اور ان کو بڑے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ وہ باذن الٰہی بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔

اولیاء اکرام کے اقوال وافعال وحکایات درج کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی:

وہ اس لئے کہ اولیاء کرام کا راستہ صراط مستقیم ہے گمراہی سے دور صحیح راستہ ان کا راستہ ہے کیونکہ ان کا راستہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرے وہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا اور قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ میں پانچوں نمازوں میں ہر نمازی یہ دعا کرتا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم.

ہم کو سیدھا راستہ دکھا راستہ ان کا جن پر تیرا انعام ہے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کا راستہ سیدھا راستہ ہے وہ انعام یافتہ مقدس حضرات کون ہیں اس سلسلہ میں بھی قرآن مجید نے

ہماری راہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهدآ و الصالحين.

ترجمہ: انعام کیا اللہ نے نبیوں پر صدیقین پر شہدآ ء پر اور صالحین پر۔

اس آیت سے روز روشن سے بھی زیادہ روشن طریق پر واضح ہو گیا کہ اللہ کے محبوبوں مقبولوں کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ جس کا عقیدہ اولیاء صالحین کے خلاف ہے وہ باطل پر ہے کیونکہ حق اولیاء کرام صالحین کے ساتھ ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولى و نصله جهنم و سآء ت مصيرا

(سورۃ نسآ ء آیت نمبر 115)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح کر دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستہ پر چلنا اس کو جہنم میں داخل کر دے گا۔ بہر حال واضح ہو گیا کہ اولیاء کرام صالحین کا راستہ صراط مستقیم ہے اور ان کا مخالف راستہ جہنم کا راستہ ہے۔ آئندہ اوراق میں آپ دیکھیں گے کہ اولیاء کرام کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور خدا نے ان کو بڑی عظمت عطا کی ہے۔

اب اولیاء کرام کے اقوال وافعال و حکایات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اولیاء کرام صالحین میں سے سب سے پہلے جن کا قول مبارک

بیان کیا جارہا ہے، وہ ہیں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی تاجدار اولیاء آفتاب ولایت منبع رشدو ہدایت قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الاعظم شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین۔امام الطائفتین شیخ الطالبین شیخ الاسلام حجتہ الاسلام والمسلمین محی الدین ابو محمد سید عبد القادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو تمام مکاتیب فکر والے اللہ تعالیٰ کا ولی مانتے ہیں۔آئیں دیکھیں اس عقیدہ کے بارے میں کہ اولیاء کرام صالحین محبوبان خدا کو کوئی اختیار حاصل ہے وہ کچھ کر سکتے ہیں یا کہ نہیں سیدنا غوث الاعظم جیلانی کا کیا فرمان ہے ملاحظہ فرمائیں۔

فرمان غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ:

حضرت غوث الاعظم جیلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مبارک فتوح الغیب کے مقالہ نمبر 16 میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے اولاد آدم میں ہی وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب میں کسی شے کے متعلق کہہ دیتا ہوں کہ ہوجا بس وہ ہو جاتی ہے۔لہذا جب تم خدا کی اطاعت کرتے رہو گے تو تمہیں ایسا بنا دیا جائے گا کہ جب تم کسی شے سے کہو گے کہ ہو جا تو وہ ہو جائیگی بلاشبہ بہت سے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے۔

فتوح الغیب مترجم ص 35-36 ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڑ کراچی۔

اس فرمان مبارک میں جناب غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام اور کئی اولیاء کرام کو یہ طاقت دی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔
اس کے برعکس دیوبندی وہابی کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی نبی ولی کسی کو نفع

نہیں دے سکتے۔ بلکہ اسماعیل دہلوی قتیل نے تو تقویۃ الایمان کتاب میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جس کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان)

اور وہابیوں کی کتابیں مثلاً محمد بن عبدلوہاب نجدی کی کتاب التوحید۔ اور اس کی شرح فتح المجید۔ اور تذکیرۃ الاخوان۔ وغیرہ کا تو بنیادی موضوع ہی یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام سے طلبِ مدد شرک اکبر ہے۔ اور وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

ناظرین گرامی مگر آپ نے حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی بڑھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام اور بعض اولیاء کرام کو کن کا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ ان کی شان تصرف کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی چیز کو فرمادیں کہ ہو جاتو وہ ہو جاتی ہے، یہ عقیدہ غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اگر یہ عقیدہ شرک و کفر بدعت وضلالت ہوتا تو کبھی بھی یہ عقیدہ حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ ہوتا۔ اب وہابیہ دیوبندیہ بتائیں کہ حضرت غوث الاعظم کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے۔

غوث الاعظم جیلانی کا دوسرا فرمان:

حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوح الغیب کے مقالہ نمبر 13 پر اسی طرح کا فرمان درج کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ خدا نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم میں ہی صرف معبود ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ میں جس چیز کو کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے اور عدم سے وجود میں آجاتی ہے لہذا تم بھی میری خدمت و طاعت

کروتا کہ میں تمہیں بھی ایسا ہی بنادوں کہ جس شے کو کہہ دو کہ ہو جاتو وہ ہو جائے۔ (فتوح الغیب ص 30 مقالہ نمبر13)

اس مقالہ نمبر تیرا میں بھی آپ نے وہی کچھ درج کیا ہے جو مقالہ نمبر16 میں درج فرمایا تھا۔ فرمان غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح ہوگیا کہ حق عقیدہ ہمارا اہل سنت و جماعت کا ہی عقیدہ ہے جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل سنت و جماعت کے پیشوا ہیں۔

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیسرا فرمان:

جناب شیخ ابو القاسم عمر بزاز نے کہا کہ میں نے سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف مرا توسل کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اسکی حاجت پوری ہو جائے گی۔ بہجۃ الاسرار مترجم ص 294-295 ناشر پروگریسو بکس لاہور

اخبار الاخیار فارسی ص 20 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

اخبار الاخیار اردو ص 50

نزہتہ الخاطر الفاطر للشیخ علی قاری ص

مذکورہ بالاسطور سے دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اولیاء کرام صالحین مدد فرماتے ہیں۔

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا چوتھا فرمان:

محدث اجل امام کبیر محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب زبدۃ الاثار میں فرماتے ہیں کہ۔

حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا میں مرد خدا ہوں کہ میری تلوار ننگی ہے اور میری کمان عین نشانے پر ہے میرا تیر نشت پر ہے میرے نیزے صحیح مقام پر مار کرتے ہیں میرا گھوڑا چاک و چوبند ہے میں اللہ کی آگ ہوں میں لوگوں کے احوال سلب کر لیتا ہوں میں ایسا بحر بیکراں ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ میں اپنے سے ماوری گفتگو کرتا ہوں مجھے اللہ نے اپنی نگاہ خاص میں رکھا ہے۔ مجھے اللہ نے اپنے خاص ملاحظ میں رکھا ہے اے روزہ دارو، اے شب بیدارو اور اے پہاڑ والو، تمہارے صومعے زمین بوس ہو جائینگے میرا حکم جو اللہ کی طرف ہے قبول کرلو۔ اے دختران وقت۔ اے ابدال و اطفال زمانہ آؤ اور وہ سمندر دیکھو جس کا کوئی ساحل نہیں مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت پیش کیے جاتے ہیں مجھے قسم ہے لوح محفوظ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے میں دریائے علومِ الٰہی کا غواص ہوں۔ میرا مشاہدہ ہی محبت الٰہی ہے میں لوگوں کے لئے اللہ کی حجت ہوں میں نائب رسول خدا ہوں میں اس زمین پر رسول اللہ کا وارث ہوں انسانوں اور جنوں میں مشائخ ہوتے ہیں فرشتوں میں بھی مشائخ ہیں مگر میں ان سب کا شیخ الکل ہوں میری مرض موت اور میری اولاد اور

تمہاری مرض موت میں زمین و آسمان کا فاصلہ ہے مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ دوسرے مجھے اپنے آپ پر قیاس کریں۔اے مشرق والو اے مغرب والو اے زمین والو اے آسمان والو مجھے اللہ نے کہا ہے کہ میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا مجھے ہر روز ستر بار حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کام کرو۔ایسا کرو اے عبد القادر تمہیں میری قسم ہے یہ چیز پی لو تمہیں میری قسم ہے یہ چیز کھالو میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور امن میں رکھتا ہوں۔

حضرت نے مزید فرمایا۔ جب میں گفتگو کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی قسم یہ بات پھر کہو کیونکہ تم سچ کہتے ہو میں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک مجھے یقین نہ دلائے جائے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا میں ان تمام امور کی تقسیم وتفریق کرتا رہتا ہوں جن کے مجھے اختیار دینے جاتے ہیں جب مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہی کام کرتا ہوں مجھے حکم دینے والا ت اللہ ہے اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لئے زہر قاتل ہوگی۔ تمہارا یہ اقدام نافرمانی تمہیں ایک لمحہ میں تباہ کردے گا۔

میں تمہاری دنیا اور عاقبت کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ زبدۃ الآثار للشیخ عبد الحق محدث دہلوی ص 76-77 مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

ناظرین گرامی قدر اس طویل فرمان عالی شان سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو بہت اختیارات دیئے۔اور عطا الٰہی سے ماذون ہوکر وہ اللہ کی مخلوق کی دستگیری کرتے ہیں۔

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا پانچواں فرمان ذیشان:

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبار الاخیار شریف میں فرمان غوث الاعظم نقل فرماتے ہیں کہ آپ جناب نے فرمایا۔

دیکھو میرا دست حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا میں تو اچھا ہوں جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردہ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اسکی پردہ پوشی کروں گا۔

(اخبار الاخیار ص 49 مترجم)

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ چھٹا فرمان عالی شان:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ہی یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جناب حضرت غوث الاعظم جیلانی نے فرمایا ''قیامت تک میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا ہوں گا اگر چہ وہ سواری سے گرے۔

اخبار الاخیار ص 49 مترجم

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا ساتواں فرمان:

غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں جو کہ رسالہ غوث الاعظم کے نام سے مشہور ہے۔اور یہ رسالہ مبارکہ آپ رضی اللہ عنہ کے الہامات کا مجموعہ ہے اس رسالہ میں آپ فرماتے ہین کہ۔

قال لی یا غوث الاعظم لیس الفقیر عندی من لیس له شئی بل الفقیر الذی له الا مرفی کل شئی اذا قال لشئی کن فیکون.

رسالہ غوث الاعظم ص 64 ناشر حضرت غلام دستگیر اکادمی۔

اللہ تعالیٰ نے پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم میرے نزدیک وہ فقیر نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ وہ فقیر ہے جسے ہر چیز میں امر حاصل ہو جب کسی چیز کے بارہ کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

اس فرمان غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی واضح ہے کہ آپ کا عقیدہ اولیاء کرام صالحین کے بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہوں بہت طاقت دی ہے اور بعض اولیاء کرام کو تو اس نے امر کن عطا کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

اے میرے بھائی یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندی وہابی غیر مقلدین کا عقیدہ اور ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور ہے، اور سچا عقیدہ وہی ہے جو حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو حضرت بحالت زندگی برکات دیا کرتے تھے وہ بعد از وفات توسل و برکت دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد روح کا باقی رہنا حدیثوں اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

تکمیل الایمان مع التعلیقات وحواشی ص 119-120-121

حضرت عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ:

آپ فرماتے ہیں کہ۔

مشائخ صوفیاء کہتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ کا تصرف عالم برزخ میں بھی باقی رہتا ہے اور ان کی ارواح مقدسہ سے استمداد و استعانت فائدہ مند ہوتا ہے۔

(تکمیل الایمان مع تعلیقات وحواشی ص 118-119)

شیخ صاحب علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ

اولیاء اللہ کے مثالی بدن بھی ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہوکر طالبان امداد کی دستگیری کرتے رہتے ہیں۔ جولوگ اس بات کے منکر ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

(تکمیل الایمان مع تعلیقات ص 127-128-129)

شیخ محقق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب جذب القلوب میں اسطرح فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی مدد اور طلب شفاعت اور مغفرت میں مشغول ہیں۔

جذب القلوب مترجم ص 24 مطبوعہ نوری بک ڈپو داتا دربار لاہور۔

ایک اور مقام پر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ۔

جائز ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام متمثل ہو جائیں۔

جذب القلوب ص 220

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا عقیدہ وعمل:

حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ

قبر شریف حضرت امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ قبولیت دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے۔ جذب القلوب ص 225

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا عمل مبارک:

جناب محدث خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور محدث فقیہ قاضی ابو عبداللہ حسین بن علی صمیری نے اپنی کتاب اخبار ابی حنیفہ واصحابہ میں اور علامہ زاہد الکوثری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب تانیب الخطیب میں مع افادہ توثیق رجال۔ اور غیر مقلد وحیدالزمان نے اپنی کتاب ہدیۃ المھدی میں یہ روایت بیان کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

خطیب بغدادی نے کہا کہ۔اخبرنا القاضی ابوعبداللہ الحسین ابن علی بن محمد الصیمری قال انبانا عمر بن ابراہیم المقری قال نبانا مکرم بن احمد قال نبأنا عمر بن اسحاق بن ابراہیم قال نبأنا علی بن میمون قال سمعت الشافعی یقول انی لاتبرک بابی حنیفتہ واجئ الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائرا فاذا عرضت لی حاجتہ صلیت رکعتیں وجئت الی قبرہ سالت اللہ تعالیٰ الحاجتہ عندہ فماتبعد عنی حتی تقضی۔ تاریخ بغداد 1 ص 123 مطبوعہ دارالفکر

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 89 مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ

تانیب الخطیب ص 16 مکتبہ امدادیہ ملتان۔جلال پور پیروالہ

جناب علی بن میمون نے فرمایا کہ میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے سنا کہ بے شک میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں اور ہر روز ان کی قبر کی زیارت کیلئے آتا ہوں۔جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام ابوحنیفہ کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اور قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے۔علامہ زاہد الکوثری علیہ الرحمہ اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ورجال هذا اسند کلهم موثقون عند الخطیب ۔تاینب الخطیب ص 16 اور اس سند کے تمام راوری ثقہ ہیں خطیب بغدادی کے نزدیک۔

قارئین کرام اس صحیح السند والی مذکورہ بالا روایت سے واضح ہو گیا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اولیاء کرام کاملین کے ساتھ استعانت واستمداد درست ہے غور کریں کہ یہ حدیث کا امام فقہ کا امام تفسیر کا امام عقائد کا امام مجتھد مطلق ہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس مقدس امام کے مقلد ہیں اگر یہ عقیدہ شرک وکفر ہوتا تو امام شافعی علیہ الرحمہ یہ کام کیوں کرتے۔بات بالکل واضح ہے کہ یہ عمل اولیاء کاملین کا مویّد ہے۔نہ شرک وکفر ہے نہ بدعت وضلالت۔

جناب حضرت ابراہیم حربی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں باسند یہ بات نقل کی ہے کہ۔

اخبرنا اسماعیل بن احمد الحیری قال انبانا محمد بن الحسین السلمی قال سمعت ابا الحسن بن مقسم یقول سمعت ابا علی الصفار یقول سمعت ابراھیم الحربی یقول.

قبر معروف التریاق المجرب تاریخ بغداداص 122 مطبوعہ دادالفکر

جناب ابراہم حربی نے فرمایا کہ۔حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کی قبر دعا کی قبولیت کیلئے تریاق مجرب ہے۔

جناب عبدالرحمٰن بن محمد زہری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں یوں فرمایا کہ

اخبرنی ابواسحاق ابراھیم بن عمر البرمکی قال نبانا ابوا لفضل عبید الله بن عبد الرحمن بن محمد الزھری قال سمعت ابی

يقول .قبر معروف الكرخی مجرب لقضآء الحوائج.ویقال انه من قرا عنده مائة مرة(قل هو الله احد) وسأل الله تعالیٰ مایرید قضی الله له حاجته۔تاریخ بغداد۔1ص122-123

جناب عبیداللہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبد الرحمن بن محمد زہری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کی قبر مجرب ہے حاجتوں کے پورا ہونے کیلئے۔اور کہا جاتا ہے کہ جوکوئی حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کی قبر کے پاس ایک سومرتبہ سورۃ اخلاص شریف پڑھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اس کی حاجت پوری ہوجاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ۔

مدینہ منورہ میں پہنچنے کے تین دن بعد پھر روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کوسلام کیا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو فیضان فرمایا تھا۔اس سے مجھے بھی مستفید فرمایئے۔میں خیرو برکت کی امید لے کر آپ کے حضور آیا ہوں۔اور اپ کی ذات رحمت اللعالمین ہے۔میں نے اتنا عرض کیا تھا کہ آپ حالت انبساط میں میری طرف اس طرح ملتفت ہوئے کہ میں یوں سمجھا کہ گویا آپ نے اپنی چادر میں مجھے لے لیا ہے اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر بھینچا اور آپ میرے سامنے رونما ہوئے اور مجھے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا۔اور نیز خود اپنی ذات اقدس کی حقیقت مجھے بتائی اور

اس ضمن میں آپ نے اجمالی طور پر مجھے بہت بڑی مدد دی۔

چنانچہ آپ نے مجھے بتایا کہ میں کس طرح اپنی ضرورتوں میں آپ کی ذات سے استمداد کرو۔ فیوض الحرمین ص 119-120 مطبوعہ دار اشاعت کراچی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اس تحریر سے یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہے کہ شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے بعد بھی اپنی امت کی مدد کرتے ہیں اور فیض عطا کرتے ہیں اور شاہ صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

اور شاہ صاحب نے تو یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ طریقہ بھی بتلایا ہے کہ میں کس طرح آپ سے مدد مانگا کروں۔ ناظرین گرامی قدر اگر یہ عقیدہ غلط ہے شرک وکفر ہے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پر بھی کسی نجدی کو فتوی لگانا چاہیے لیکن آج تک کسی ایک نجدی کو بھی اس کی جرات نہیں ہوئی کہ وہ شاہ ولی اللہ کا نام لیکر ان پر فتوی لگائے۔ اگر شاہ ولی اللہ یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود یقیناً موحد مسلمان ولی اللہ ہیں۔ تو پھر ہمارا کیا قصور ہے۔ کہ نجدی دن رات ہم پر فتوے لگاتے رہتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا دوسرا فرمان:

یہی شاہ صاحب علیہ الرحمہ اسی کتاب میں پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

ہاں اس ضمن میں یہ ضرور ہوتا ہے کہ جب آپ خلقت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو آپ ان سے اتنا قریب ہوجاتے ہیں کہ اگر انسان اپنی پوری ہمت سے آپ کی طرف توجہ کرے تو آپ اس کی مصیبت میں مدد کرتے ہیں اور اس پر

اپنی طرف سے خیر و برکت کا فیضان فرماتے ہیں۔

فیوض الحرمین ص 123 مطبوعہ دالاشاعت کراچی

اس عبارت میں بھی شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی وضاحت کردی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے اتنے قریب ہیں کہ اگر کوئی آپ کی بارگاہ میں پوری ہمت کے ساتھ توجہ کرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی مدد کرتے ہیں اوراس پر خیر و برکت کا نزول کرتے ہیں۔نجدیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ عقیدہ رکھنے کے بعد بتاؤ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے متعلق تمہارکیا فتوی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا تیسرا فرمان:

شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنی اسی مذکورہ کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے اپنی اجمالی مدد سے سرفراز فرمایا اور یہ اجمالی مدد عبارت تھی مقام مجددیت وصایت اور قطبیت ارشاد یہ ہے یعنی آپ نے مجھے ان مناصب سے نواز اور نیز مجھے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور امامت بخشی۔

فیوض الحرمین ص 127 مطبوعہ دادالاشاعت کراچی

لو جناب اس عبارت میں شاہ صاحب نے مسئلہ اور بھی واضح کردیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری اجمالی مدد فرمائی وہ مدد کیا تھی۔شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اجمالی مدد یہ تھی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مجدد اور قطب ارشاد بنادیا۔معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے بعد بھی اپنی امت کی مدد کرتے ہیں اور اعلیٰ قسم کی نعمتیں بھی عطافرماتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت شاہ عبدلعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے فتویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں۔

اور بعض فقہا اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا دوسرے اہل قبور سے بھی استمداد کرنا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فقہآ ء میت کے سمع اور ادراک کے قائل ہیں اس لئے وہ اس امر کے بھی قائل ہیں کہ اہل قبور سے استمداد کرنا جائز ہے۔ جن فقہاء کو میت کے سمع و دراک سے انکار ہے انکو استمداد کے جواز سے بھی انکار ہے۔

اہل قبور سے استمداد کرنا ایک ایسا امر ہے کہ مشائخ صوفیہ جو کہ اہل کشف وکمال سے ہیں ان کے نزدیک یہ کامل طور پر ثابت ہے حتی کہ وہ حضرت کہتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو اروح سے فیض حاصل ہوا ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قبر امام موسی کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجرب تریاق ہے دعا قبول ہونے کیلئے۔ اور حجتہ الاسلام نے فرمایا ہے کہ جس سے حیات کی حالت میں استمداد کیا جاتا ہے اس سے اس کی موت کے بعد استمداد کیا جاتا ہے۔ فتویٰ عزیزی ص 191 ناشرایچ ایم سعید کمپنی ناظرین گرامی قدر۔

مذکورہ بالاسطور میں درج عبارت واشگاف الفاظ میں کہہ رہی ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اولیاء کرام کاملین محبوبین الخصیہ سے مدد مانگنے کو جائز سمجھتے ہیں کہ اور وہ فقہا جو اہل قبور سے استمداد کے قائل ہیں شاہ صاحب نے نہ تو ان کو مشرک وکافر کہا نہ ان پر بدعت وضلالت کا فتویٰ لگایا بلکہ دیگر اقوال ائمہ ذکر فرما کر ان کی تائید کی ہے بلکہ واضح الفاظ میں یہ فرمایا کہ یہ مسئلہ استمداد

۔جو اہل کشف وکمال لوگ ہیں ان کے نزدیک کامل طور پر ثابت ہے۔

(الحمد الله رب لعالمین)

نجدی حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ بتاؤ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ پر تمہارا کیا فتویٰ ہے۔

حضرت شیخ سیدی علی زروق علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ بستان المحد ثین میں حضرت سید علی زروق علیہ الرحمہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت دادبار سے اس پر حملہ آور ہو اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

بستان المحد ثین ص 206 مطبوعہ میر محمد کتب خانہ

حضرت سیدی علی زروق علیہ الرحمہ وہ شخصیت ہیں جن کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ وہ جلیل القدر شخص تھے ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخر صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں۔جنہوں نے حقیقت وشریعت جمع کیا ہے۔ (بستان المحد ثین ص 206)

دیکھئے جناب اس عبارت میں شاہ صاحب علیہ لرحمہ نے سید علی زروق علیہ الرحمہ کو صوفی۔ محقق ،جلیل القدر شخص ،جامع حقیقت وشریعت کہا ہے۔

شاہ صاحب نے کوئی فتوی نہیں لگایا کہ انہوں نے یہ شرک کی تعلیم دی ہے معاذ اللہ بلکہ شاہ صاحب نے تو سید علی زروق علیہ الرحمہ کی تعریف کی ہے۔

جناب حضرت قاضی ثنا اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی مایہ ناز تفسیر مظہری میں شہداء کرام کے بارے فرماتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ یعطی لا رواحھم قوۃ الاجساد فیذھبو ن من لارض والسماء والجنۃ حیث یشاؤن وینصرون اولیاء ھم ویدمرون اعداھم ان شاء اللہ تعالیٰ.

تفسیر مظہری 1 ص152 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڑ کوئٹہ

اس عبارت کا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کی ارواح جسم کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔ اور وہ زمین وآسمان وجنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں ان **شاء اللہ تعالیٰ**

معلوم ہوا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ لرحمہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ:

محبوبان الٰھیہ مقربان صمدیہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں اپنی ظاہری زندگی کی طرح بعد از وصال بھی مدد کرتے ہیں جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے وضاحت کی ہے اگر یہ عقیدہ شرک وکفر ہے تو کوئی نجدی ہمت کرے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ پر بھی یہ فتوی عائد کردے اگر نہیں تو پھر ہمارا ہی کیا قصور ہے۔

علامہ محدث دمیری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

علامہ محدث دمیری علیہ الرحمہ ابوبکر بن السنی کی عمل الیوم والیہ کے حوالے سے جناب حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان درج

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

اذا کنت بوادتخاف فیه الاسد فقل اعوذ بدانیال وبالجب من شر الاسد حیوۃ الحیوان 1 ص5 مطبوعہ بیروت لبنان

کہ جب تو ایسی وادی میں ہو جہاں تو شیر کا خوف کرے تو۔ تو اس طرح کہ میں پناہ لیتا ہوں دانیال علیہ اسلام کی شیر کے شر سے علامہ محدث دمیری علیہ الرحمہ نے اس کو بلا نکیر بیان کیا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں فرمائی نہ اس روایت کو مسترد کیا ہے اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اسے نقل نہ کرتے یا پھر اس کا انکار کر دیتے یا پھر اس پر نقد و جرح کرتے اس سے معلوم ہوا کہ مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کی پناہ لے لینا یہ شرعاً جائز ہے۔

حضرت ملا علی قاری محدث مکہ کا عقیدہ:

آپ اپنی شہرہ آفاق کتاب مرقاۃ المفاتیح میں حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو لکھتے ہیں۔ قطب ربانی غوث صمدانی ۔ مرقاۃ 10 ص55 آپ کو غوث کہتے ہیں اور غوث کا معنی ہے فریاد رس۔ معلوم ہوا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ الباری کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے فریاد رس ہیں۔

حضرت ملا علی قاری کا دوسرا فرمان:

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری مرقاۃ میں زیارت قبور پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس لئے کہا گیا ہے۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باهل القبور۔ مرقاۃ 4 ص116

کہ جب اپنے امور میں پریشان ہو جاؤ تو اہل قبور سے استعانت کر لیا

کرو۔ ملاعلی قاری نے اس کے قائل کو نہ تو مشرک کہا اور نہ ہی بدعت وضلالت واضح ہوگیا کہ ملاعلی قاری کے نزدیک اہل قبور اولیاء کرام کے ساتھ استعانت جائز ہے۔ ورنہ ملاعلی قاری اسے نقل کرنے کے بعد اس کا رد کرتے۔ بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ فتویٰ عزیزی میں ص 179 پر اس قول کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ قول کسی بزرگ کا قول ہے یہ نہیں فرمایا کہ یہ قول کسی مشرک ہے بلکہ اس کے قائل کو بزرگ فرمایا ہے۔

حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمہ کا تیسرا فرمان مبارک:

محدث مکہ حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمہ الباری مرقاۃ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقبره بها يزار ويتبرك به ۔ مرقاۃ ملاعلی قاری 1 ص29 اور حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی قبر بغداد میں ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کی جاتی ہے۔

ملاعلی قاری علیہ الرحمہ الباری کی اس تحریر سے بھی واضح ہوگیا کہ آپ کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندوں کی قبروں سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

اگر یہ عقیدہ شرک وکفر وبدعت وضلالت ہے (معاذ اللہ) تو پھر کسی نجدی ملاں نے آج تک اس بنا پر ملاعلی قاری پر فتویٰ کیوں نہیں لگایا بلکہ یہ نجدی آج تک ملاعلی قاری کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں اور آپکی علمیت کا اقرار کرتے ہیں۔

حضرت امام یافعی یمنی جو کہ آٹھویں صدی ہجرے کے ولی اللہ ہیں ان کا عقیدہ:

امام یافعی یمنی علیہ الرحمہ اپنی کتاب روض الریاحین میں فرماتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ اجابت دعا میں مشہور تھے۔ اب بھی مشہور ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے اور اہل بغدادان کی قبر کو تریاق محرب کہتے ہیں۔

روض الریاحین ص 311 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت امام یافعی یمنی علیہ الرحمہ اپنی کتاب روض الریاحین میں حضرت ولی کامل عارف باللہ ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ کا فرمان درج کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

اے بھائی ہم ہیں بادشاہ فی الحقیقت ۔ہمارے ہی لئے ملک ہے دنیا و آخرت میں اور عزت اور غنا ہے ۔ہم جسے چاہیے ہیں والی کرتے ہیں اور معزول کردیتے ہیں اور سارے بادشاہ ہمارے خادم ہیں جنہیں ذلت وتکلیف کی خزا ملتی ہے۔
(روض لریاحین ص 322)

سطور بالا میں عبارت اپنے مدلول میں بالکل صاف اور واضح ہے کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے۔

حضرت سیدنا مجدالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت مجددالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ نے

باوجود ظاہری پیر (یعقوب چرخی) رکھنے کے چونکہ خواجہ نقشبند قدس سرہ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے۔ اس لئے ان کو بھی اویسی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ ظاہری پیر (میر سید کلال) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی طرح کی امداد خواجہ عبدالخالق غجدانی کی روحانیت سے حاصل کی ہے اس لئے یہ بھی اویس کہلائے۔ مکتوبات۔ دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر 121 حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی اس مبارک تحریر سے واضح ہوگیا کہ آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اولیاء کرام صالحین اپنی ظاہری زندگی کی طرح اپنے وصال کے بعد بھی فیض عطا کرتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔ (الحمد اللہ رب العالمین)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا دوسرا فرمان عالی شان:

آپ علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ۔

شیخ کل جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے عرصہ میں طالب صادق کو حضور اور آگاہی بخش دیتے ہیں۔ اس طرح نسبت کے سلب کرنے میں پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کردیتے ہیں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں

مکتوبات شریف۔ دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر 221

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا تیسرا فرمان عالی مقام:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضاء مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں مگر مجھے۔ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ

خیال فقیر کے ذہن میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا۔ مکتوبات شریف۔ دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر 217

حضرت مجدد الف ثانی علیہ لرحمہ کے اس مکتوب مبارک سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضرت مجدد پاک علیہ الرحمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام کا ملین میں بعض ایسے بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں کہ وہ تقدیر میں بھی تصرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ مجدد پاک نے اپنے متعلق بھی اسکا اظہار فرمایا ہے۔

اگر یہ عقیدہ شرک وکفر ہے تو آج تک کسی نجدی نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر فتویٰ کیوں نہیں لگایا اوران کارد کیوں نہیں کیا۔ معلوم ہوگیا کہ صحیح عقیدہ اولیاء کرام کاملین کا عقیدہ ہے اور ان تمام کے عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں۔ (الحمد الله رب العالمین)

علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

محدث سخاوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب القول البدیع میں یہ واقعہ درج کرتے ہیں کہ

بلخ میں ایک کثیر المال تاجر تھا اس کے پاس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال انور بھی تھے اور اس کے دو بیٹے تھے۔ تاجر کی موت کے بعد دونوں بھائیوں نے مال میراث تقسیم کرلیا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو تین بال انور تھے ان میں سے ایک ایک دونوں نے لے لیا۔

باقی ایک بال جو رہ گیا تو بڑھے بھائی نے کہا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں آدھا تو لے لے اور آدھا میں لے لیتا ہوں۔ چھوٹے بھائی نے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال انور کو ٹکڑے کیا

جائے۔ بڑے بھائی نے کہا کہ پھر آپ ایسا کریں کہ یہ تینوں بال تو رکھ لے اور سارا مال مجھے عنایت کروے چھوٹے بھائی نے کہا درست ہے اپنے حصے کا سارا مال بڑے بھائی کو دے دیا اور تینوں بال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خود لے لیے۔ وہ چھوٹا بھائی اکثر و بیشتر تنہائی میں بیٹھ کر بال انور کی زیارت کرتا اور درود سلام پڑھتا رہتا۔ چند ہی دنوں میں بڑے کا مال تباہ ہوگیا اور چھوٹے کے مال میں برکت ہوگئی اور مال بہت بڑھ گیا۔ پھر جب چھوٹے بھائی کا انتقال ہوگیا تو بعض صالحین میں سے کسی کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمایا۔

کہ لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو وہ اس لڑکے کی قبر پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے سوال کریں تو ان کی حاجت پوری ہوجائے گی۔

القول البدیع عربی ص128 مطبوعہ لاثانی کتب خانہ

اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ صالحین کی قبور پر حاضری باعث برکت ہے۔ اور اہل قبور صالحین سے استعانت جائز ہے۔

حضرت شبلی علیہ الرحمہ کا ہر نماز کے بعد یا محمد ﷺ کی ندا کرنا اور حضور ﷺ کا پسند فرمانا:

محدث سخاوی بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر بن محمد بن عمر نے کہا کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب شبلی علیہ لرحمہ تشریف لائے تو جناب ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا اور شبلی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کی اے میرے سردار آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا اچھا سلوک کیا حالانکہ آپ اور اہل بغداد شبلی کو دیوانہ تصور کرتے ہیں تو جناب

ابوبکر بن مجاہد نے کہا کہ میں نے شبلی کے ساتھ اسی طرح کیا ہے جس طرح میں نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شبلی کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جناب شبلی حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور شبلی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شبلی پر اتنی عنایت کی وجہ کیا ہے تو فرمایا کہ یہ نماز کے بعد یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔ **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین روف الرحیم**۔ اور تین بار یہ بڑھتا ہے۔

صلی اللہ علیک یا محمد. صلی اللہ یا محمد. صلی اللہ علیک یامحمد

جناب ابوبکر بن محمد بن عمر نے کہا کہ پھر جناب شبلی آئے تو میں نے پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا۔

(القول البدیع ص 173 مطبوعہ لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ)

اسی واقعہ کو ابن تیمہ کے شاگر امام الوہابیہ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء لافہام ص 258 میں ذکر کیا ہے اور وہ بھی بلانکیر۔

محدث سخاوی علیہ الرحمہ اور ابن قیم کی اس روایت سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ندا کرنا ہرگز کفر وشرک نہیں بلکہ بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قبولیت کا سبب ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے پس ثابت ہوگیا کہ۔ وصال اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی آپ سے استعانت کرنا صالحین کا طریقہ ہے۔ (فھو المراد)

حضرت امام محدث ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

جلیل القدر محدث عظیم الشان صوفی جناب ابوالقاسم عبدالکریم بن ہورازن قشیری علیہ الرحمہ اپنے رسالہ قشیریہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ابراہیم علیہ الرحمہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کرتے تھے مثلاً فصل کی کٹائی اور باغوں کی نگہبانی وغیرہ سے جنگل میں انہیں ایک شخص ملا جس نے انھیں اسم اعظم سکھایا۔ انھوں نے اسم اعظم پڑھ کی دعا کی تو حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا۔ خضر علیہ اسلام نے انھیں بتایا کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے جنھوں نے ان کو اسم اعظم سکھایا تھا۔

رسالہ قشیریہ مترجم ص 122-123 مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

اس واقعہ میں کتنی وضاحت ہے کہ جناب حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک جنگل مین زیارت کروا کر اسم اعظم جیسی عظیم ترین نعمت عطا فرمائی ہے علامہ قشیری علیہ الرحمہ نے اس کو بطور فضیلت بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کا کوئی رد وغیرہ نہیں کیا۔ کہ کہاں حضرت داؤد علیہ اسلام کو وصال فرمائے ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا اور کہاں حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ نے اس طرح کا یا اور کسی طرح بھی اس واقعہ کا رد وانکار نہیں کیا اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت علامہ محدث جلیل قشیری علیہ الرحمہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب مقبول بندے بعداز وصال بھی مدد کرتے ہیں اور وہ بعداز وصال حیات ہیں۔

علامہ قشیری علیہ الرحمہ کا ایک اور فرمان عالی شان:

علامہ محدث قشیری علیہ الرحمہ حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمہ کے حالات میں درج فرماتے ہیں کہ۔

یہ مشائخ کبار میں سے تھے۔ مستجاب الدعوۃ تھے۔ لوگ ان کی قبر کے توسل سے شفا پاتے ہیں۔ بغدادیوں کا قول ہے کہ معروف (کرخی) کی قبر تریاق مجرب ہے ...... یہ سری السقطی علیہ الرحمہ کے استاد تھے انھوں نے ایک روز سری سقطی سے کہا جب تجھے اللہ سے کوئی حاجت مطلوب ہو تو اللہ سے میری قسم دے کر مانگوں۔ (رسالہ قشیریہ ص 127 مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)

علامہ محدث قشیری علیہ الرحمہ کے اس فرمان سے بھی وضح ہوگیا کہ آپ علیہ الرحمہ اولیاء کرام صالحین کے ساتھ اوران کی قبور کے ساتھ استمداد واستعانت کو جائز سمجھتے ہیں۔

مشہور بزرگ جناب ملاں عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

جناب مشہور صوفی بزرگ ولی اللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نفحات لانس میں حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے حالات میں درج فرماتے ہے کہ۔

حضرت معروف کرخی قدس سرہ العزیز کا مزار بغداد میں ہے اور زیارت گاہ عام وخاص اور دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔

نفحات الانس ص 171 مطبوعہ پروگریسو بکس

حضرت شیخ ابوالحارث اولاسی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ ولی اللہ تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت دولنون مصری

علیہ الرحمہ کی بست سی شہرت سنی تھی چند مسئلوں کے حل کیلئے میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا جب میں مصر پہچا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان کا تو کل انتقال ہوگیا یہ سن کر میں ان کے مرقد پر گیا وہاں پہنچ کر ان کے جنازے کی نماز پڑھی اور (مراقبہ) میں بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد مجھے نیند آ گئی خواب میں ان کا دیدار ہوا اور مجھے جو مشکل مسئلے درپیش تھے وہ میں نے ان سے دریافت کیئے.انہوں نے ان سب کا مجھے جواب مرحمت فرمایا۔نفحات الانس ص 177

اسی واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ اولیاء کرام صالحین اپنے وصال کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں۔

شیخ الشیوخ العالم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا عقیدہ:

حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔جناب شیخ شہاب الدین سہرورری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عالم جوانی میں مجھے علم کلام سے شغف ہوگیا اور میں نے علم الکلام کی چند کتابیں حفظ کر ڈالیں۔ میرے عم محترم (شیخ ابوالنجیب سہروردی) مجھے اس بات سے روکتے تھے ایک مرتبہ عم محترم عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا۔چچا نے مجھ سے فرمایا کہ حضور قلب کا خیال رکھنا کہ تم ایک ایسے بزرگ کے پاس جارہے ہو جن کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے۔اور اس کی برکات کے منتظر رہنا جب ہم حاضر ہوئے تو عم محترم نے عرض کیا کہ اے سیدی میرا یہ بھتیجا عمر علم الکلام سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے میں ہر چند اس کو روکتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔شیخ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے عمر تم نے کون کون سی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کیا کہ فلاں کتاب تب شیخ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم اسی

وقت ان کتابوں سے ایک لفظ بھی مجھے یاد نہیں رہا (سب بھول گیا) اللہ تعالیٰ نے ان تمام مسائل کو میرے دل سے بھلا دیا لیکن (ان کے دست مبارک کی برکت) سے میرے سینے کو علم لدنی سے بھر دیا جب میں آپ کے پاس سے اٹھا تو آپ نے بڑی ملاطفت اور شیریں بیانی کے ساتھ فرمایا۔

اے عمر تم عراق کے آخری مشاہیر میں سے ہو۔

نفحات الانس ص 711-712 = زبدالاثار ص 41-42

اس مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بزرگان دین اولیاء کرام صالحین کو اللہ تعالیٰ نے بڑے تصرفات عطا کیے ہیں اور وہ کئی طرح کی مدد فرماتے ہیں۔

جناب سیدنا حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا بیٹا۔ تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عجمی ہوں بغداد کے فصحاء عرب کے سامنے کسی طرح کلام کر سکتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنا منہ کھولو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں آب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتا رہوں میں نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد سلسلہ وعظ شروع کیا، بہت سے لوگ جمع ہو گئے لیکن میرا بدن کانپنے لگا۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ اپنا منہ

کھول دو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اس میں آب دہن دیا۔ میں نے۔عرض کی یا حضرت سات بار کیوں نہیں آپ نے بتایا۔ آدابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کی پاسداری ہے یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔

زبدۃ الآ ثارص 65-66 الحاوی للفتوی اللسیوطی

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جناب غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال اقدس کے بعد بھی اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔ اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں کہ اور جب چاہیں باذن پرور دگار غلاموں کے پاس تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

حضرت شیخ علی بن ہیتی کہتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر اور شیخ بقا بن بطور کے ساتھ امام حمد بن حنبل کے روضہ کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ امام موصوف قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادر کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور انکو خلعت پہنائی اور فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر بے شک میں تمہارے علم شریعت وعلم حقیقت وعلم حال اور فعل حال مین محتاج ہوں۔ (بہجۃ الاسرار ص 337)

حضرت شیخ عارف ابو محمد دار بانی قنزوینی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

وہ کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ وہ تاجر بن کر قافلہ میں نکلے تو ان پر سمرقند کے جنگل میں سوار ڈاکو نکل پڑے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم نے شیخ ابو عبداللہ صومعی کو پکارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ اور یہ

پکار کر کہا سبوح قدوس ربنا اللہ۔اے خدا کے لشکر ہم سے علیحدہ ہو جاؤ وہ کہتا ہے
کہ خدا کی قسم سوار کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنے گھوڑے کو واپس لے جائے ان کو
پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر لے گئے۔ان میں سے دو مرد بھی اکھٹے نہ تھے اور
خدا نے ہم کو انسے بچا لیا۔شیخ کو ہم نے اپنے درمیان تلاش کیا تو نہ دیکھا اور ہم کو
معلوم نہ ہوا کہ وہ کدھر گئے۔پھر جب ہم جیلان میں واپس آئے اور لوگوں کو ہم
نے اس کی خبر دی تو سب کہنے لگے واللہ شیخ ہم سے غائب نہیں ہوئے۔

(بہجۃ الاسرار ص 225)

جناب سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا ایک تاجر کی دستگیری کرنا:

جناب ابو المظفر حسن بن تمیم نامی تاجر شیخ حماد باس رحمۃ اللہ علیہ کے
پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا۔یا سیدی میں تجارت کے سلسلہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔
شیخ نے کہا اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کردیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و
اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ابو المظفر بڑا افسردہ دل ہو کر مجلس سے باہر آ گیا اور
حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان دنوں ابھی نوجوان تھے کی خدمت
میں حاضر ہوا اور اپنا سارا واقعہ بیان کر دیا۔حضرت نے فرمایا تم سفر کرو۔صحیح
سلامت لوٹ آؤ گے اور میں اس بات کا ضامن ہوں ابو المظفر سفر تجارت پر نکلا
اور اپنا مال و اسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔وہ ایک حمام میں گیا اور
حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور سے اُٹھانا بھول گیا اور اس
مکان میں آ گیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند سو گیا۔اس نے خواب میں دیکھا
کہ وہ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب قزاقوں نے اس قافلہ
پر حملہ کر دیا اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا ایک قزاق نے اس کی

گردن بھی اڑادی وہ اس دہشت ناک خواب سے بیدار ہوا اور کانپنے لگا اسے اس خون کا اثر اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا اور ان شدید ضربات کا درد محسوس ہو رہا تھا اسے اپنا روپیہ یاد آیا اور اُٹھ کر حمام میں دوڑا۔ دوڑا گیا۔ اس کا ہزار دینار وہیں پڑا تھا۔ بغداد میں واپس آ کر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملے چونکہ حضرت دباس ضعیف تھے، جن کی بات سچی ہوئی ہے وہ شیخ عبد القادر جیلانی تھے لیکن وہ حضرت دباس کے پاس گیا۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شیخ سید عبد القادر جیلانی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ انہوں نے تمہاری بریت اور فائدے کیلئے اللہ تعالیٰ سے ستر بار سفارش کی تھی حالانکہ تمہاری تقدیر میں نقصانِ سرمایہ اور قتل لکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپکی تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل سے بچالیا۔ اور مال کے نقصان کو بھی بھول جانے سے بچالیا پھر وہ شیخ سید نا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کہ شیخ حماد علیہ الرحمہ نے تمہیں میرے ستر بار سفارش کرنے کا واقعہ سنا دیا ہے۔ ابوالمظفر نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم مین نے تمہاری بریت کے لئے اللہ سے مکرا ستر بار التجا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس تقدیر کو بدل دیا بیداری کو خواب دکھا دیا۔ **یمحو اللہ مایشاء ویثبت عندہ ام الکتاب** ۔ اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اس کے سامنے لوح محفوظ ہے۔

(زبدۃ الآ ثار ص 85-86-87 قلائد الجواہر ص 220-221)

جناب غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نابینا اور مفلوج صحت پا گئے:

شیخ قدوۃ ابوالحسن علی قرشی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ 547ھ ہجری میں شیخ علی بن ہیتی رحمہ اللہ علیہ اور میں حضرت شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا حضرت آپ کے نانا جناب رسالتمآب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اسے رد نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں بھی آپ کو اپنے غریب خانہ پر کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ چنانچہ آپ مراقبے میں گئے اور دیر تک مراقبہ میں رہنے کے بعد کہنے لگے۔ میں ضرور آؤں گا۔آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ شیخ علی علیہ الرحمہ نے رکاب تھامی ہوئی تھی میں بھی بائیں رکاب کو پکڑے جارہا تھا ہم اس تاجر کے گھر پہنچے اس کے گھر بغداد کے بڑے بڑے مشائخ بھی آئے ہوئے تھے علماء کرام اور اعیان مملکت بھی موجود تھے چنانچہ آپ کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا جس پر رنگا رنگ کے کھانے چنے ہوئے تھے ایک بہت بڑا برتن دستر خوان کے ایک کونہ میں سربہ سر رکھ دیا گیا تھا۔ الوالغالب (میزبان) نے کہا اجازت ہے حضرت شیخ سر جھکائے بیٹھے رہے نہ خود کھایا نہ اہل مجلس کو اجازت دی۔تمام اہل مجلس خاموش بیٹھے رہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ۔ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔آپ نے میری طرف اشارہ کیا اور علی ہیتی کو بھی کہا کہ ہم دونوں جاکر وہ بڑا سا برتن اٹھا لائیں۔ اگر چہ وہ برتن بڑا بھاری تھا لیکن ہم اٹھالائے اور شیخ کے آگے رکھ کر اسکا ڈھکنا کھولا۔اس برتن میں

ابو الغالب (میزبان) کا بیٹا تھا۔ جو مادر زاد اندھا، مفلوج، اور مجزوم تھا حضرت شیخ نے اسے کہا اللہ کے حکم سے اٹھو۔ وہ لڑکا آنکھوں سے ایسے دیکھنے لگا جیسے وہ بینا ہو اور اس میں کوئی بیماری نظر نہیں آتی تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک وجد آفرین شور برپا ہوا۔ آپ اسی شور میں باہر آ گئے اور کچھ نہ کھایا۔ میں شیخ ابو سعید قیلوی علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ اور اسے یہ واقعہ سنایا۔ سن کر فرمایا۔ شیخ عبد القادر علیہ الرحمہ اللہ کے حکم سے اندھوں کو بینا کوڑھی کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

(زبدۃ الآثار للشیخ عبد الحق محدث دہلوی ص89-90)

حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا دست شفا:

جناب شیخ خضر الحسینی موصلی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں تیرہ سال حضرت شیخ (عبد القادر جیلانی) کی خدمت میں رہا اور بہت سی خارق عادات کرامات دیکھتا رہا۔ لیکن ان کرامتوں میں سے ایک عظیم کرامت یہ تھی کہ جب اطباء کسی مریضا سے مایوس ہو جاتے تو اس کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ اور جب آپ اس کے جسم پر دست مبارک پھیر کر دعا فرماتے تو وہ مریضا فوراً شفایاب ہو جاتا اور مرض جڑ سے نکل جاتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک قریبی عزیز مرض استقاء میں مبتلا ہو کر آپ کے پاس لایا گیا اس کا پیٹ پانی پیتے۔ پیتے ڈھول بن گیا۔ جب اس کے پیٹ پر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ اس طرح دب گیا گویا اس میں کچھ مرض تھا ہی نہیں۔ قلائد الجواہر ص 124-125

جناب سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم تصرف:

جناب ابو الیسر عبد الرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبد الصمد بن ہمام بڑا

صاحب ثروت تھا لیکن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے بہت زیادہ منحرف تھا اور آپ کی کرامتوں کا انکار کرتا تھا لیکن ایک دور ایسا آیا کہ وہ پابندی سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا جس کی وجہ سے لوگوں کو تعجب ہوا۔ جب حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد اس سے اس کے اس عمل کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ یہ میری بدقسمتی تھی کہ میں آپ کی کرامت کو تسلیم نہ کرتا تھا لیکن میں ایک دن آپ کے مدرسہ کے سامنے سے گزر رہا تھا تو نماز کے لئے اذان ہو رہی تھی مجھے اس وقت بیت الخلاء جانے کی ضرورت تھی لیکن میں نے سوچا کہ اذان تو ہو رہی ہے۔ نماز سے جلد فارغ ہو کر قضاء حاجت کو جاؤں گا۔

چنانچہ میں مسجد میں اس خالی منبر کے نزدیک بیٹھ گیا جس پر حضرت تقریر کرتے تھے۔ لیکن مجھے یہ قطعی یاد نہ رہا کہ آج جمعہ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا اتنا اژدہام ہو گیا کہ میرے لئے وہاں سے نکلنا ممکن نہیں رہا اور مجھے پاخانے کی حاجت بڑھتی جا رہی تھی حتی کہ جس وقت حضرت شیخ منبر پر تشریف لائے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری جان نکل جائے گی۔ اس حالت کے پیش نظر میرے اس بغض میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ جو مجھے حضرت شیخ سے تھا۔ میں اس قدر پریشان ہو گیا کہ قریب تھا کہ کپڑوں میں پاخانہ خطا ہو جائے۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ جب بدبو پھیلے گی تو لوگ کیا کہیں گے۔ یہ سوچ کر میرا دم گھٹنے لگا۔

اس وقت مجھے بس یہی ایک فکر تھی کہ اب کیا کروں؟ اچانک حضرت شیخ نے چند سیڑھیاں اتر کر اپنی عبا میرے اوپر ڈال دی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں۔ جہاں چشمہ جاری ہے۔ وہاں میں نے قضائے حاجت کر کے نماز کے لئے وضو کیا اور دو رکعتیں تحیۃ الوضو ادا کیں اور جب حضرت نے اپنی عبا ہٹائی تو میں اس جگہ بیٹھا ہوا تھا لیکن میری حالت درست

ہوچکی تھی۔ اور یہ دیکھ کر مجھے بے حد تعجب ہوا کہ وضو کے اثر سے میرے اعضاء بھیگے ہوئے ہیں۔اس وقت میری عقل زائل ہونے لگی اور جب سب لوگ چلے گئے تو میں جس جگہ بیٹھا تھا وہاں اپنا گمشدہ رومال اور چابی تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملی اور میں نے گھر پہنچ کر لوہار سے دوسری چابی بنوا کر صندوق کھولا کیونکہ مجھے ایک خاص ضرورت کے تحت عراق جانا تھا اور جب میں بغداد سے تین یوم کی مسافت طے کر چکا تو ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں بہت ہی سرسبز باغ اور چشمہ جاری تھا۔ میرے بعض ساتھیوں نے کہا کہ آگے چل کر پانی نہیں ملے گا۔ اس لئے اس جگہ نماز بھی ادا کرلیں اور کھانا بھی کھالیں۔ لیکن مجھے بار بار یہ احساس ہورہا تھا۔ جیسے یہ جگہ کچھ عرصہ قبل میں دیکھ چکا ہوں اور جب میں ایک جگہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا گمشدہ رومال جس میں چابی بندھی ہوئی ہے وہاں پڑا ہوا ہے یہ حالت دیکھ کر قریب تھا کہ میں دیوانہ ہوجاؤں حضرت شیخ کے تصرف نے مجھے متاثر کیا اور میں نے سفر سے واپسی کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری اپنے اوپر لازم کرلی۔ اور یہ واقعہ کسی سے اس خوف کی وجہ سے بیان نہیں کیا کہ سننے والے میری بات کا یقین نہ کریں گے۔ لیکن ابوالیسر نے مجھ سے کہا کہ یہ واقعہ تم لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو۔ تمہیں کوئی اس لئے مطعون نہیں کرسکتا کہ تم خود پہلے حضرت شیخ کے مراتب سے منحرف تھے۔ پھر بھی میں نے اس لئے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ میں تو خود ہی حضرت کی کرامات سے منکر تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بیان کو کچھ لوگ صحیح سمجھیں اور کچھ غلط۔ لیکن اب میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اب میں پہلی حالت پر نہیں مروں گا۔ (قلائدالجواہر ص 132-134)

مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ اپنی تفسیر کبیر میں قرآن مجید کی اس آیت ام حسبت ان اصحب الکھف۔ کے تحت فرماتے ہیں کہ۔(پارہ نمبر 15 رکوع نمبر 13)

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے۔ کنت لہ سمعا وبصرا۔ فرمایا ہے تو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اسی کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

سلطان التارکین حضرت صوفی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ میری بیوی سیدہ خدیجہ علیہ الرحمہ کی قبر پر جا کر عرض کرے کیونکہ آپ نے کسی حاجت مند کو اپنے دروازہ سے محروم نہیں کیا۔ (سلطان التارکین ص93)

حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا قبر سے فیض حاصل کرنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ والد گرامی شاہ عبد الرحیم قبلہ نے فرمایا۔ ایک دفعہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی زیارت کیلئے گیا۔ آپ کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ تمہیں ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ اس وقت میری زوجہ عمر کے اس حصہ کو پہنچ چکی تھیں جس میں اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید اس سے مراد بیٹے کا فرزند یعنی پوتا ہے۔ میرے اس وہم پر آپ فوراً مطلع ہو گئے اور فرمایا مقصد یہ نہیں۔ بلکہ یہ فرزند (جس کی بشارت دی گئی ہے) خود

تمہارے صلب سے ہوگا۔ کچھ عرصہ دوسرے عقد کا خیال پیدا ہوا اور اس سے کاتب الحروف فقیر ولی اللہ پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے وقت والد ماجد کے ذہن سے یہ واقعہ اتر گیا۔ اس لئے انہوں نے ولی اللہ نام رکھ دیا کچھ عرصہ بعد جب انہیں یہ واقعہ یاد آیا تو انہوں نے میرا دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔ انفاس العارفین ص 79 مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کے مزار مبارک سے استعانت:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ

حضرت والا سے (یعنی اپنے باپ سے) اجمالا اور بعض دوستوں سے تفصیل سے سنا ہے کہ ترکستان کا ایک شقلہ بیگ نامی مرد تھا جس نے اس راہ کا ذوق پیدا کیا تھا۔ بخارا میں آیا اور حضرت خواجہ نقشبد (علیہ الرحمہ) کے مزار پر اس انتظار میں بیٹھا کہ اسے کسی ولی اللہ کی اطلاع ملے۔ آخر کار خواجہ نقشبند نے خواب میں اسے فرمایا کہ تیرا پیر ہندوستان میں دہلی کے شہر کے اندر ہے اور حضرت والا کی مشکل دکھائی۔ اس کے دل میں خیال گزرا کہ دہلی بہت بڑا شہر ہے۔ اس بزدگ کو وہاں تلاش کرنا بڑا مشکل کام ہوگا۔

خواجہ کو اس کے اس خیال کی خبر ہوگئی۔ فرمایا کہ جس روز تم دہلی پہنچو گے۔ اسی روز انہیں وعظ کہتے ہوئے پاؤ گے۔ پھر شوق اسے کشاں کشاں دہلی لے آیا۔ پہلے شیخ فرید کی سرامین اترا۔ اتفاقا اس روز جمعہ کا دن تھا۔ اس نے لوگوں سے جامع مسجد کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے اسے مسجد فیروزی کا پتہ بتایا۔ وہاں اسے حضرت والد اس کے معلومہ حلیہ کے مطابق ملے۔ نماز کے بعد جو وعظ فرمایا

اس سے بھی اس کی تائید ہوئی جمعہ سے فراغت کے بعد ان کے ہمراہ ان کے گھر آیا پگڑی اتار کر پاؤں میں رکھ دی اور اظہار عقیدت کیا۔ حضرت والا نے فرمایا شرط یہ ہے کہ چند روز ہمارے ساتھ مجلس کرو۔ تاکہ ہمیں پہچان سکو اور تمام قصہ بیان کردیا اور بیعت و تلقین سے مشرف فرمایا، اس کے بعد دکن چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔ (انفاس العارفین ص 95-96 ناشر نوری بک ڈپو لاہور)

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کا حضرت شاہ عبدالرحیم کے پاس تشریف لاکر ان کی الجھن کا دور کرنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ سے ناقل ہیں کہ فرماتے تھے۔ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی کے دوران راستہ میں ایک لمبے کوچے سے میرا گزر ہوا۔ اس وقت میں شیخ سعدی (علیہ الرحمہ) کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور خوب ذوق وشوق حاصل تھا۔

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است — جز سر عشق ہر چہ نجوانی بطالت است
سعدی بشوتو لوح دل از نقش غیر حق — علمی کہ راہ حق ننماید جہالت است

چوتھا مصرع میرے ذہن سے نکل گیا۔ اس سبب سے میرے دل میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگیا۔ اچانک ایک فقیر منش، دراز زلف، ملیح چہرہ، پیر مرد ظاہر ہوا اور کہا۔ علمے کہ راہ حق ننماید جہالت است میں نے کہا جزاک اللہ خیرا الجزاء آپ نے میرے دل سے بہت بڑی بے چینی اور اضطراب کو دور فرمایا۔ پھر میں نے ان کی خدمت میں پان پیش کیا۔ مسکرائے اور فرمایا کیا یہ یاد دلانے کی اجرت ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ یہ شکرانہ ہے فرمایا میں نہیں کھاتا۔ پھر فرمایا

مجھے جلد جانا چاہیے میں نے کہا میں بھی جلد چلوں گا فرمایا میں بہت جلد جانا چاہتا ہوں۔ قدم آٹھا کر کوچہ کے آخر میں رکھا۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ روح مجسم ہے۔ میں پکار اٹھا مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے تا کہ فاتحہ پڑھ سکوں فرمایا سعدی یہی فقیر ہے۔ (انفاس العارفین ص 79-80 ناشر نوری بک ڈپو لاہور)

حضرت سید شمس الدین محمد حنفی علیہ الرحمہ کا فرمان ذیشان:

امام کبیر محدث صوفی ولی کامل جناب امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ۔

سیدی شمس الدین محمد حنفی علیہ الرحمہ نے اپنے مرض موت میں فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر آئے اور اپنی حاجت طلب کرے میں اس کی حاجت پوری کروں گا کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان صرف ایک ہاتھ مٹی ہوگی۔ جس شخص کو ایک ہاتھ مٹی اپنے اصحاب کی مدد سے مانع ہو وہ مرد نہیں۔

(طبقات الکبری از امام شعرانی 2 ص 86)

قبر سے فیض ملنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب القول الجمیل میں۔ مشائخ چشتیہ کے اشغال میں فرماتے ہیں کہ مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ۔ انا فتحنا دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبہ معظّمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے۔ میت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یا روح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یاروح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش اور

نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو سکے دل پر۔
القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل ص 78 مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی
ایم۔اے جناح روڑ کراچی۔

تصور مرشد سے فائدہ حاصل کرنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ القول الجمیل میں۔ مشائخ
نقشبندیہ کے اشغال میں فرماتے ہیں۔
اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کا اپنی دونوں آنکھوں
کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے۔تو اس کی خیالی صورت وہ
فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔
القول الجمیل مع شرح شفآء العلیل ص 89 مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی
ایم۔اے جناح روڑ کراچی۔

ولی کی قبر پر دعا کا قبول ہونا:

امام اجل امام کبیر عاشق رسول حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبھانی
علیہ الرحمہ اپنی کتاب جامع کرامت اولیاء میں فرماتے ہیں کہ۔
جناب علامہ حمیدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھ پر قرض تھا میں ادائیگی
قرض کیلئے کی چیز کی تلاش میں نکلا میں حضرت محمد بن جعفر حسینی علیہ الرحمہ کی قبر
شریف پر حاضر ہوا میں نے قرآن پاک کے کچھ حصے کی تلاوت فرمائی اور رو دیا۔
ایک عورت نے میرا رونا سن لیا اس نے مجھے اپنا سونے کا ہار دے دیا اور کہنے لگی
اس صاحب مزار کی خاطر یہ سونے کا ہار لے لے میں نے وہ ہار لیا اور چل دیا ابھی
چند ہی قدم چلا تھا کہ میرا قرض خواہ آ گیا مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا کہ ہار عورت کو

واپس کر دیں جو آپ نے لیا ہے کیونکہ میں اجر و ثواب کا اس عورت کی نسبت زیادہ حق دار ہوں۔ حمیدی فرماتے ہیں میں نے قرض خواہ سے اس معافی کا سبب پوچھا اور یہ پوچھا کہ آپ کو میرا خیال کس نے بتایا ہے وہ کہنے لگا میں نے اس قبر والے بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر تو حمیدی سے درگزر کرے گا تو میں تمھے جنت میں محل دلاؤں گا پھر اس نے چھ درہم بھی مجھے دے دیئے۔ بقول سخاوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کی قبر اقدس قبولیت دعا کیلئے مشہور ہے اور یہ تجربہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے یہ قبر سیدہ نفیسہ کی قبر کے مغرب میں مصر میں واقع ہے اور اس پر قبہ بنا ہوا ہے۔

جامع کرامات اولیاء 1 ص 483-484 ناشر ضیاء القرآن پبلی کشنز لاہور

مزار ولی پر دعا کی قبولیت:

علامہ محدث فقیہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ اپنی شہرہ افاق کتاب جامع کرامات اولیاء میں حضرت محمد بن عبداللہ بزاز مصری رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات میں ان کیلئے متعلق فرماتے ہیں کہ

آپ کی ایک اور کرامات علام سخاوی علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک آدمی نے واقعہ بیان کیا کہ میں ایک فقیر شخص تھا جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا میں اس عظیم لمرتبت شخص کے مزار پر حاضر ہوا اور عرض کیا اے اس قبر کے مکین آپ نے اپنا نام بزاز رکھا ہے تو مجھے پہننے کیلئے کپڑے عطا کیجئے میں محتاج ہوں میرے پاس کچھ نہیں اور میں ننگا ہو چکا ہوں میں زیارت سے فارغ ہو کر اپنے گھر آیا دوسری صبح کو میری والدہ آئیں ان کے پاس قمیض اور شلوار تھی کہنے لگیں میں اپنے کچھ ملنے والوں کے پاس گئی انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کا

کوئی لڑکا ہے؟ میرے مثبت جواب پر کہنے لگے یہ قمیض اور شلوار اسے دے دینا یہ دونوں کپڑے پا کر میں نے دل میں کہا چادر بھی تو چاہیے تھی میں جسے آوڑھ کر سو سکتا۔ صبح میں آپ کی قبر شریف پر زیارت کیلئے حاضر ہوا تو اپنی والدہ کی ساری بات عرض کردی اور کہا جناب شیخ میری طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے مجھے ابھی ایک چادر کی ضرورت ہے جسے میں اوڑھ کر سوسکوں میں نے ان کے پاس کھڑے دعا مانگی اور واپس پلٹ آیا میں راستے میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر چادر دے دی میں نے چارد لے کر اللہ کریم کی تعریف کی اور شکر بجالایا اور ہمیشہ آپ کے مزار کی زیارت کے لئے آتا رہا۔

(جامع کرامات اولیاء1 ص487-488)

عارف کامل حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف یمنی ضجاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کی برکات:

امام اجل امام کبیر محدث صوفی بزرگ حضرت امام یوسف بن اسماعیل بنھانی علیہ الرحمہ جامع کرامات اولیاء میں فرماتے ہیں کہ

آپ کی کرامت ملاحظہ ہو کہ جتنا بھی سنتے ایک ہی دفعہ سننے سے یاد کر لیتے ہدایہ شریف جسی فقہ حنفی کی ضخیم کتاب صرف ایک دفعہ سننے سے یاد کرلی۔ فقیہ کبیر علامہ احمد بن موسی عجیل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انہیں خواب میں زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ احمد اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے علم کے دروازے کھول دے تو نابنیا (ضجاعی) کی قبر سے تھوڑی سی مٹی اٹھالے اور اسے تھوک کے ساتھ نگل جا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو برکات کا ظہور ہوگیا یہ فقیہ کے بچپن کا خواب تھا۔

جامع کرامات اولیاء 1 ص 534 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عظیم محدث حضرت ابوعلی نیسابوری علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی جو کہ عظیم محدث فقیہ شافعی اور نقد و رجال کے امام مسلّم ہیں وہ اس واقعہ کو بلانکیر بیان کرتے ہیں بلکہ اس واقعہ کو امام یحیی بن یحیی کی فضیلت میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

وقال الحاكم سمعت اباعلی النيسا بوری يقول . كنت فی غم شديد فرائت النبی صلی الله تعالیٰ عليه و آله وسلم فی المنام كانه يقول لی صر الی قبر يحيی بن يحي واستغفر وسل تقض حاجتک فاصجت ففعلت ذلک فقضيت حاجتی.

تہذیب التہذیب 6 ص 189 مطبوعہ بیروت لبنان

امام حاکم نے فرمایا کہ میں نے ابوعلی نیشاپوری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شدید غم میں مبتلا تھا۔ میں نے خواب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی گویا کہ آپ مجھے فرماتے تھے کہ تو یحي بن یحي کی قبر پ چلا جا اور استغفار کر اور اپنی حاجت مانگ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے صبح کی تو میں نے اسی طرح کیا۔ (یعنی یحي بن یحي کی قبر پر گیا وہاں استغفار کیا اور سوال کیا) تو میری وہ حاجت پوری ہوگئی۔

اس واقعہ کو امام ابن حجر علیہ الرحمہ نے بغیر نکیر کے بیان کیا ہے اور پھر اس واقعہ کو ابوعلی نیشاپوری سے امام حاکم نے بیان کیا ہے انہوں نے بھی اس کو بلانکیر ہی بیان کیا ہے امام حاکم۔ بوعلی نیشاپوری امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ یہ سب اپنے اپنے وقت میں حدیث وفقہ کے امام تھے اور جلیل القدر محدث ہیں۔

اگر ایسا عقیدہ رکھنا شرک وکفر ہوتا یا بدعت وضلالت ہوتا تو اتنے عظیم القدر محدث ایسا عقیدہ کیوں رکھتے۔ ساری دنیائے نجدیت مل کر ہی بتا دے کہ بتاؤ علامہ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا اس واقعہ کو نقل کرنا وہ بھی بلانکیر بتاؤ تمہارے نزدیک علامہ ابن حجر عسقلانی پر کیا فتوی لگتا ہے کفر وشرک کا یا بدعت وضلالت کا۔ بتاؤ محدث ابوعلی نیشاپوری امام حاکم پر تمہارا کیا فتوی لگتا ہے لیکن میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کسی نجدی میں بھی یہ جرات نہیں کہ وہ علامہ ابن حجر عسقلانی کا نام لیکر ان پر فتویٰ لگائے یا امام حاکم کا نام لیکر ان پر فتویٰ لگائے تو اگر یہ عقیدہ رکھنے کے بعد علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ کسی فتوی کے مستحق نہیں، تو نجدیوں بتاؤ اس عقیدہ کی بنا پر ہم اہلسنت و جماعت کو اپنے غلط فتووں کا نشانہ کیوں بناتے ہو اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں انتشار پیدا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

ممدوحِ غیر مقلدین و دیوبندیہ جناب علامہ مولانا عبد الحی لکھنوی صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب الفوائد البھیہ میں امام سروجی سے ناقل ہیں۔ جناب محدث بکار بن قتیبہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کہ۔

قدذکرہ السروجی فی شرح الھدایہ فی باب صفتہ الصلاۃ وقال کان من البکائین والتالین لکتب اللہ وقبرہ مشھور بالقرافۃ بمصریزارو یتبرک بہ ویقال ان الدعاء عند قبرہ مستجاب.

(فوائد البھیہ ص55 مطبوعہ مکتبہ خیر کثیر کراچی)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ ذکر کیا سروجی نے شرح ہدایہ میں باب صفتہ

الصلاۃ میں کہ جناب (بکار بن قتیبہ) بہت زیادہ رونے والے تھے اللہ کی یاد میں اور تلاوت کرنے والے تھے قرآن مجید کی اور ان کی قبر قرافہ مصر میں بڑی مشہور ہے، اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہے کہ علامہ عبدالحی لکھنوی کا بھی یہی عقیدہ ہے کیونکہ اس کو بلا نکیر بیان کرنا اور اس کے انکار کی طرف اشارہ تک بھی نہ کرنا کی واضح دلیل ہے کہ علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اور علامہ سروجی علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ دیکھتے کہ ہیں کہ علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ پر دیوبندی اور وہابی غیر مقلد کیا فتویٰ لگاتے ہیں جن کے حوالے خود کئی مسائل میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور المعروف علامہ سمعانی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

محدث فقیہ نقدِ رجال کا امام علامہ سمعانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الانساب میں فرماتے ہیں کہ۔

جناب ابوکبیر نصیر بن کثیر الکشی۔ علماء زاہدین میں سے ہیں وقبره معروف یزارو یتبرک به.

اور ان کی قبر بڑی مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کی جاتی ہے۔

انساب سمعانی 5 ص 78 مطبوعہ بیروت لبنان

اب معلوم نہیں کہ اتنے بڑے امام علامہ سمعانی علیہ الرحمہ پر نجدی کیا

فتوی لگائیں گے۔

عظیم محدث بے مثال فقیہ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ جناب اپنی کتاب الجوہر المنظم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

(جناب حضرت) سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک حاجی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت دور شریف پڑھتا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ یہ جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ہے۔ اس نے آپ کو خبر دی کہ۔ اس کا بھائی جب فوت ہوا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ اور اس عمل نے مجھے غمگین کر دیا۔ وہ اس طرح رہا حتی کہ ایک آدمی اس پر داخل ہوا اس کا چہرہ سورج کی مانند روشن تھا اس نے اپنا ہاتھ میرے بھائی کے چہرے پر پھیرا اور اسکی وہ سیاہی دور ہوگئی اور اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگیا، سوال کرنے پر اس نے بتایا کہ میں ایک فرشتہ ہوں اور جو لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دورد شریف پڑھتے ہیں ان کے ساتھ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

الجوہر المنظم ص 35 مطبوعہ المکتبۃ القادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اس حکایت سے یہ بات واضح ہے کہ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کی برکت سے موت کے بعد بھی بندہ کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

علامہ بن حجر مکی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کہ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو آپ کے پاس حاضر ہوں پس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور۔ رسول اللہ بھی ان کی مغفرت کی سفارش فرمائے تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ظاہری حیات طیبہ تک محدود نہیں بلکہ بعد از وصال بھی یہ حکم جاری ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ۔

هذا الاينقطع بموته

یہ حکم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال بعد ختم نہیں ہوا۔

(الجوہر المنظم ص 6)

معلوم ہوا کہ علامہ ابن حجر مکی جو کہ عظیم محدث ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد بھی یہ فیض وکرم جاری ساری ہے۔

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

محدث مفسر فقیہ جلیل جناب ابو اللیث فقیہ سمرقند علیہ الرحمہ اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ جناب سفیان ثوری علیہ الرحمہ بیت اللہ شریف کا طواف کررہے تھے کہ اچانک آپ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ہر قدم پر درود شریف ہی پڑھتا ہے آپ نے اس کو فرمایا کہ اس جگہ پر تو نے تسبیح وتہلیل کو کیوں چھوڑ دیا ہے اس نے کہا کہ آپ کون ہیں میں نے کہا سفیان ثوری تو اس نے کہا کہ اگر آپ اپنے وقت کے مشہور ترین آدمی نہ ہوتے تو میں آپ پر اپنا یہ راز کبھی فاش نہ کرتا۔اس نے بتایا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کیلئے چلا راستے میں میرے والد بیمار ہوگئے اور ان کا انتقال ہوگیا۔ بعد از انتقال میرے والد کا چہرہ سیاہ ہوگیا میں رونے لگ گیا۔ اور

اپنے والد پر ایک چادر ڈال دی۔ اسی درمیان مجھ پر نیند نے غلبہ کرلیا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں ایک کہ آدمی تشریف لایا وہ اتنا حسین خوبصورت ہے کہ اس جیسا خوبصورت میں نے آج تک نہیں دیکھا لباس خوب طیب و پاکیزہ ہے اور خوشبو مہک رہی تھی کہ انہوں نے میرے والد کے چہرے سے چادر اٹھائی اور اپنا دست مبارک میرے والد کے چہرے پر پھیرا جس سے سیاہی دور ہوگئی اور چہرہ جگمگا اٹھا جب وہ تشریف لے جانے لگے تو میں نے دامن سے وابستہ ہو کر عرض کی آپ کو ن ہیں جنہوں نے ہم پر اتنی مہربانی کی ہے تو وہ فرمانے لگے میں محمد بن عبد اللہ صاحب قرآن ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تیرا باپ گنہگار تھا لیکن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھتا تھا تیرے والد پر جو مصیبت نازل ہوئی وہ ہوئی۔ وانا غیاث لمن اکثر الصلاۃ علی اور میں اس کا مددگار ہوں جو مجھ پر اکثر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ جب میں بیدار ہوا تو میرے والد کا چہرہ روشن تھا۔

تنبیہ الغافلین ص 191 مطبوعہ دارالمعرفتہ بیروت لبنان

سبھی کی بات بنی تیرے بنانے سے ملا خدا کا پتہ بھی تیرے آستانے سے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

شارح بخاری علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں فرماتے ہیں کہ

امام قسطلانی مواہب کے مقصد دہم فصل دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد عالم برزخ میں آپ سے

توسل کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں امام فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مصباح الظلام میں ان واقعاتِ توسل کا ایک حصہ منقول ہے امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میں ایک دفعہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگیا جس کے علاج سے اطباء عاجز آگئے۔

28 جمادی الاولیٰ 893 ہجری کی رات میں مکہ مشرفہ میں حاضر تھا، میں نے بارگاہ رسالت میں اپنے مرض کا استغاثہ پیش کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ کرم فرمائی۔رات خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں یہ تحریر تھی۔

یہ اذن شریف کے بعد بارگاہ رسالت سے احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیماری کی دوا ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو خدا کی قسم بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا اور میں برکتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شفایاب ہوگیا۔

حجتہ اللہ علی العالمین مترجم ص 1249 مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

مذکورہ بالا واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شارح حدیث نبوی محدث جلیل علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا یہ جائز امر ہے ہرگز ہرگز شرک وکفر، بدعت وضلالت نہیں کیونکہ اگر آپ اس کو شرک وکفر سمجھتے ہوتے تو اپنی بیماری کے وقت میں کیوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کرتے واضح ہوگیا کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ بارگاہ رسالت میں فریاد کرنی بھی چاہیے اور وہاں سے برکت وشفا کی خیرات بھی ملتی ہے۔

مشکل وقت میں یارسول اللہ پکارنا صلی اللہ علیہ وسلم:

علامہ یوسف بن اسماعیل بنھانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب حجتہ اللہ علی العالمین میں فرماتے ہیں کہ

ابراھیم بن مرزوق بیانی کہتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہوگیا جسے قفس آہنی میں بند کر کے جکڑ دیا گیا۔ وہ فریاد کرتا اور یا رسول اللہ کی دہائی دیتا۔ دشمنوں کے سردار نے طنزا اس سے کہا۔ تم محمد رسول اللہ کو پکارو تا کہ تمہیں رہائی دلائیں۔ جب رات آئی تو ایک شخص نے جھنجھوڑ کر کہا اٹھ کر اذان کہو اس نے کہا تم دیکھتے نہیں میری کیا حالت ہے؟ پھر بمشکل اذان دی جب اشھدان محمد الرسول اللہ پر پہنچا تو اس کے سینہ سے لوہے کی سلاخ ہٹ گئی بعد اذان ایک باغ نظر آیا جس میں چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک مقام پر جگہ کھل کر غار بن گئی پس وہ اس میں داخل ہوگیا اور جزیرہ شقر میں پہنچ گیا۔ اس کا یہ وقعہ پورے علاقے میں مشہور معروف ہے۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ص 1250)

حضرت عبد الرحمٰن جزولی علیہ الرحمہ کا بارگاہ رسالت میں اسغاثہ:

حضرت عبد الرحمٰن جزولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر سال میری آنکھوں کو بیماری لاحق ہو جاتی تھی ایک سال مدینہ منورہ میں تکلیف ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر استمداد کی (یعنی مدد مانگی)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی پناہ وحمایت میں ہوں میری آنکھ کو تکلیف ہے۔ بس استغاثہ کی دیر تھی، میری آنکھ ٹھیک ہوگئی اور پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آج تک تکلیف نہیں ہوئی۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ص 1254)

جناب ابو عبد اللہ محمد بن سالم سجلملسی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ نے بیان کیا کہ میں نے زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قصد کیا اور پا پیادہ ہی چل پڑا۔ راستے میں جب بھی ضعف و ناتوانی کا احساس ہوتا تو عرض کرتا یا رسول اللہ میں آپ کی مہمانی میں ہوں تو کمزوری دور ہو جاتی۔

حجتہ اللہ علی العالمین ص 1260

جناب محمد بن مبارک حربی کا بیان مبارک:

آپ کا بیان ہے کہ علی ابو الکبیر نابنیا تھا خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے انکی آنکھوں پر دست مبارک پھیرا صبح اٹھے تو ان کی آنکھوں میں بینائی آچکی تھی۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص 1262

محدث جلیل علامہ محمد فاسی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ اپنی کتاب مطالع المسرات میں حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا موجود ہے بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں۔

ففیہ دلیل بجواز ندائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم باسمہ فی نحو ھذا۔ (مطالع المسرات ص 363)

پس اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس قسم کی حاجات میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

محدث جلیل علامہ محمد فاسی علیہ الرحمہ کا دوسرا فرمان مبارک:

آپ اپنی کتاب مطالع المسرات میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ ہی سے مدد ملتی ہے جس کو بھی ملتی ہے۔

(مطالع المسرات ص 222)

محدث جلیل علامہ فاسی علیہ الرحمہ کا ایک اور فرمان عالی شان:

آپ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قاسم بنایا ہے اور جس کسی کو بھی کوئی نعمت ملتی ہے رحمت کی دنیاں و آخترت میں رزق کی علوم و معارف کی وغیرہ وہ سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہی واسطہ سے ملتی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت کو تقسیم فرماتے ہیں اس کے اہل میں (وغیرہ) (مطالع المسرات ص 246)

محدث اجل امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ مبارکہ:

حضرت امام ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ

وسائر الانبیاء احیآء ردت الیھم اراوا حھم بعد ما قبضوا و اذن لھم فی الخروج من قبور ھم والتصرف فی الملکوت العلو ی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس.

فتاوی حدیثیہ ص 394 مطبوعہ بیروت

اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں (قبور میں) ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں قبض ارواح کے بعد۔ اور انہیں قبور سے نکلنے کا اذان دیا گیا ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں ان کو تصرف کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ اور اس چیز سے کوئی چیز بھی مانع نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سے لوگوں نے ایک وقت میں دیکھا ہے اور آپ اس معاملہ میں آفتاب کی طرح ہیں۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ امام غزالی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں:

کہ حجتہ الاسلام والمسلمین امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گروہ صوفیاء کرام بہترین گروہ ہے اور وہ حضرات بیداری میں ملائکہ کرام اور ارواح انبیاء علیہم السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں۔ اور ان سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ (فتاوی حدیثیہ ص 392)

امام المحدثین استاذ المحققین امام اجل امام کبیر عظیم القدر کبیر الشان جناب امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا عقیدہ:

آپ اپنی کتاب الحاوی للفتاوی میں حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو کرتے ہوئے اور کئی احادیث پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں

فحصل من مجموع هذا النقول والا حايث. ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم حى بجسده وروحه وانه يتصرف ويسير حيث شآء فى اقطار الارض وفى الملكوت وهو بهيئته التى كان عليها قبل وفاته ولم يتبدل منه شئى.

الحاوی للفتاوی 2 ص 265 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

پس ان تمام نقول واحادیث سے حاصل یہ ہوا کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اپنی قبر انور میں) اپنے جسم وروح کے ساتھ حیات ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تصرف فرماتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ زمین وآسمان میں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی تبدیلی کے اسی حالت میں ہیں جس پر قبل از وصال تھے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ناظرین گرامی قدر۔ باب اول میں 49 آیات پیش کی جا چکی ہیں۔اور باب دوم میں ایک سو ایک احادث پیش کی ہیں۔

اور اب باب سوم اختتام کو پہچا۔ باب سوم میں اولیاء کرام صالحین کے اقوال و افعال و حکایات مذکور ہیں۔ جو کہ مجموعی طور پر ستر کی تعداد کو پہنچ گئیں ہیں۔ الحمد للہ اولیاء کرام صالحین ائمہ کرام محدثین مفسرین صوفیاء کرام کے اقوال و فعال اور حکایات سے واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات اور ان کی قبور کے ساتھ استعانت و استمداد بطور توسل جائز اور ثابت شدہ امر ہے اور یہی عقیدہ تمام اہل سنت و جماعت کا ہے جن میں محدثین و مفسرین اور اولیاء کرام صالحین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیاء کرام کے عقائد و نظریات پر قائم دائم رکھے کیونکہ اس جماعت کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے جو ہر قسم کی گمراہی سے دور اور شیطان لعین کے مکر و فریب سے محفوظ ہیں۔ اے میرے عزیز بھائی بزرگ یہ بات خوب دل میں مضبوط کر لے اگر یہ عقائد و نظریات شرک و کفر و بدعت و ضلالت ہوتے تو کبھی بھی یہ عقائد اس مقدس جماعت کے نہ ہوتے۔

اب باب سوم کو انہیں الفاظ پر اختتام پزیر کیا جاتا ہے اور باب چہارم کو شروع کیا جاتا ہے۔ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

باب چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یاسیدی یا حبیب اللہ

ناظرینِ گرامی قدر: باب اول میں 49 آیاتِ مبارکہ بمعہ مختصر تشریح اور باب دوم میں ایک سو ایک احادیث و آثار اور باب سوم میں اولیاء کرام کاملین عارفین کے اقوال و افعال و حکایات جن کی تعداد ستر (۷۰) ہے آپ نے ملاحظہ فرمائے کہ بطور توسل، اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے استعانت ثابت شدہ امر ہے اور اس فعل کو تعاملِ امت کا درجہ حاصل ہے، اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے فضل وکرم سے اب اس کتاب کا چوتھا باب شروع ہوتا ہے۔ اس باب میں صرف مانعین کی یعنی دیوبند حضرات اور وہابی غیر مقلدین کی کتب کے حوالہ جات درج ہوں گے اور اس مسئلہ کو منکرین کی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ محبوبانِ خداوندی سے بطریق وسیلہ مدد مانگنا ایک جائز امر ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وہابی غیر مقلدین کی کتب کے حوالے

مولوی اسماعیل دہلوی سے اس کا ثبوت:

مولوی اسماعیل دہلوی وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک بہت بڑی شخصیت اور ان کے نزدیک مجاہد اور شیخ الاسلام کا درجہ رکھتے ہیں وہابی انہیں قاطع شرک و

بدعت بھی کہتے ہیں آیئے اس بچارے کی سن لو وہ کیا کہتا ہے۔

اپنی کتاب صراط مستقیم اردو ص 223 مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام پر اپنے پیرومرشد سید احمد بریلوی کے متعلق لکھا ہے کہ:

لیکن نسبتِ قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی سعت برکت اور آنجناب ہدایت مآب کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حصہ میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی دی اور پُر زور اثر ڈالتے رہے پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔
(صراط مستقیم اردو ص 223)

ناظرینِ گرامی اس مذکورہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیں اور محظوظ ہوں۔ اس عبارت نے کتنے ہی مسائل حل کر دیئے ہیں۔

(۱) کہ اولیاء اکرام کاملین موت کے بعد بھی ان کی ارواح مقدس مدد کرتی ہیں۔ جیسا کہ اسماعیل دہلوی کے پیر کی مدد کی۔

(۲) ان کی ارواح مقدس باذن اللہ جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتی ہیں۔

(۳) اولیاء کرام کی روحانی مدد برحق ہے اور یہ شرک و بدعت نہیں۔

(۴) جو اس مدد کا منکر ہے وہ اولیاء کرام کی کرامات کا منکر ہے۔

(۵) اسماعیل دہلوی وہابی نے اس عبارت کا انکار نہیں کیا نہ ہی اس کو شرک و بدعت کہا ہے۔

(۶) آج تک کسی وہابی غیر مقلد نے اسماعیل دہلوی کو اس واقعہ کی بنا پر مشرک نہیں کہا نہ ہی کسی نے آج تک اس کو بدعتی کہا ہے۔

(۷) یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء کرام باذن اللہ جانتے ہیں کہ ہم نے کس، کس کو فیض دینا ہے، اگر یہ بات نہیں تو پھر اسماعیل دہلوی کے پیر کا علم، دونوں بزرگوں کو کیسے ہوا۔

(۸) پھر اس واقعہ میں لفظ غوث الثقلین قابلِ غور ہے، غوث کا معنی ہے فریاد رس اور ثقلین کہتے ہیں جن وانس کو یعنی جن وانس کا فریادرس۔
علماء وہابیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو اسماعیل دہلوی نے غوث الثقلین لکھا ہے۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے وہ مشرک ہوئے یا کہ نہیں قرآن وحدیث سے بیان کرو۔

(۹) اگر اسماعیل دہلوی غوث الثقلین ماننے سے مشرک نہیں ہوا تو پھر ہم اہلسنت و جماعت کو بھی اس بنا پر مشرک نہ کہا کرو۔ اگر اس بنا پر ہمیں مشرک کہتے ہو تو پھر ہمت کرو اور اسماعیل دہلوی کو بھی مشرک کہو۔

(۱۰) اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بزرگ نظروں سے بھی فیض عطا کرتے ہیں۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

اسماعیل دہلوی وہابی کا اقرار اس کے مرشد کو ولی اللہ کی قبر سے فیض ملا:

یہی اسماعیل دہلوی صراط مستقیم کے ص 223 پر ایک اور واقعہ درج کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ولیکن نسبت چشتیہ پس اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثناء میں ان کی روح پر فتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدا حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔ (صراط مستقیم اردو ص 223)

ناظرینِ گرامی قدر اس واقعہ سے بھی کئی باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) اولیاء کرام کی قبور پر فیض لینے کی نیت سے جانا جائز امر ہے۔

(۲) اولیاء کرام کی قبور سے فیض کا ملنا برحق ہے۔

(۳) اہل قبور اولیاء کرام اپنی توجہ سے فیض عطا کر دیتے ہیں۔

(۴) قبور پر مراقبہ کرنا ثابت شدہ امر ہے۔

(۵) معلوم ہوا کہ چشتی، قادری، نقشبندی ہونا یہ درست ہے۔

(۶) صاحبِ قبر کی روح سے ملاقات کا ہو جانا۔

(۷) بزرگوں کے قطب اور قطب الاقطاب کے القاب برحق ہیں۔

(۸) بزرگوں کی قبور کو منور مبارک کہنا۔

(۹) اولیاء کرام کا فیض ان کی قبور سے جاری ہے۔

(۱۰) یہ مذکورہ بالا کام شرک نہیں ہیں۔

تلک عشرة کاملة

اگر اولیاء کرام کی قبور پر جانا، اور ان سے فیض طلب کرنا شرک ہے تو اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد پر کیا فتویٰ لگے گا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر فیض لینے کے لئے گئے ہیں۔ علماء وہابیہ بیان کریں۔

اسماعیل دہلوی کا اقرار کہ صاف باطن لوگوں کو اہل اللہ کی قبروں کی طرف سفر کرنے سے فائدہ ملتا ہے:

یہی اسماعیل دہلوی وہابی غیر مقلد اپنی کتاب صراط مستقیم کے ص 71 پر درج کرتے ہیں کہ۔

القصہ اگر چہ صاف باطن لوگوں کو اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف سفر کرنے سے کسی قدر فائدہ ہوتا ہے۔ (صراط مستقیم ص 71)

اسماعیل دہلوی کا اقرار کہ حضرت علی المرتضٰی کو بادشاہوں کی بادشاہت میں عمل دخل ہے:

یہی اسماعیل دہلوی وہابی غیر مقلد اپنی اسی کتاب یعنی صراط مستقیم کے ص 80 پر حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمان برداروں کا زیادہ ہونا اور مقاماتِ ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ (صراط مستقیم ص 80)

اس عبارت سے چند امور ثابت ہوئے۔

(۱) ولایت، غوثیت، قطبیت، ابدالیت، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک یہ سب کچھ آپ ہی کی وساطت سے ملتا ہے۔

(۲) کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والے ہیں۔
(۳) سب بادشاہوں کی بادشاہت میں اور امیروں کی امارت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دخل ہے۔
(۴) درجات ولایت یعنی ابدالیت، قطبیت، غوثیت برحق ہیں۔
(۵) علماء غیر مقلدین بتائیں کہ اسماعیل دہلوی ایسی عبارت درج کرنے کے بعد اس پر کیا فتویٰ لگتا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی وہابی غیر مقلد سے ایک اور حوالہ:

یہی مولوی اسماعیل دہلوی وہابی اپنی اسی کتاب صرط مستقیم کے ص 77 پر جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو۔ غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، اور اسی کتاب صراط مستقیم کے ص 181 پر پھر آپ کو لکھا ہے حضرت غوث الاعظم۔ غوث کا معنی ہے فریاد رس اور اعظم کا معنی ہے بڑا۔ تو غوث الاعظم کا معنی یہ ہوا بڑا فریاد رس تو وہابی حضرات بتائیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الاعظم کہنے کے بعد کیا مشرک ہوئے یا نہیں اگر نہیں ہوئے تو پھر ہمیں کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر اس بنا پر ہمیں مشرک کہتے ہو تو پھر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی وہابی غیر مقلد کو بھی نام لے کر مشرک کہنا چاہیے۔

مولوی نذیر حسین دہلوی وہابی غیر مقلد کا جناب سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم لکھنا:

مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد جس کو وہابی شیخ الکل محدث مفسر فقیہ وغیرہ کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔ نذیر حسین دہلوی وہابی اگر چہ اولیاء کرام

سے استمداد و استعانت کا منکر ہے تاہم اس نے اپنے فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص 113 مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ پر جناب سیدنا شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث الاعظم لکھا ہے۔ علماء وہابیہ بتائیں کہ نذیر حسین دہلوی صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو۔ غوث الاعظم کہنے کے بعد مشرک ہوئے کہ نہیں۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی کے بقول جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا یا محمد:

غیر مقلد وہابیہ کا محدث مفسر فقیہ علامہ نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی وہابی صاحب اپنی کتاب، کتاب الداء والدواء کے ص 55 پر لکھتے ہیں کہ:

شرجی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سن ہو گیا کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فی الفور کھل گیا۔ (کتاب الداء والدواء ص 55)۔ نواب صدیق حسن خاں وہابی صاحب نے یہاں پر یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مشکل کے وقت پکارنا صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل لکھا ہے۔ نہ شرک کہا نہ بدعت نہ گمراہی، دوسرے وہابیوں کو بھی یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ علماء وہابیہ بتائیں کہ نواب صاحب کا کیا حکم ہے، کوئی فتویٰ ان پر بھی فِٹ آتا ہے یا کہ نہیں۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد وہابی کا اقرار کہ یارسول، یا علی، یا غوث کہنا شرک نہیں ہے:

غیر مقلدین کا علامہ محدث وحید الزماں صاحب اپنی کتاب ہدیۃ المھدی میں لکھتے ہیں کہ: وبھذا ظھر ان ماتقوله العامة يارسول الله اويا علی اویاغوث فبمجرد النداء لانحکم بشر کھم۔ (ہدیۃ المھدی ص 24)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث کہنا یہ فقط مجرد ندا ہے، ہم اس کو شرک نہیں کہتے۔

لو جناب فیصلہ ہو گیا کہ یارسول اللہ یاعلی، یاغوث کہنا ندا ہے اور یہ شرک نہیں ہے، غیر مقلد علماء بتائیں کہ وحید الزماں صاحب ان کے نزدیک مشرک ہوئے یا کہ نہیں۔

علامہ وحید الزماں وہابی کا اقرار کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے:

یہی علامہ صاحب اپنی اسی کتاب ہدیۃ المھدی میں لکھتے ہیں کہ:

قال الشافعی قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرب۔

(ہدیۃ المھدی ص 32)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمہ کی قبر (دعا کی قبولیت کے لئے) تریاقِ مجرب ہے۔

علامہ وحید الزماں وہابی کا اقرار کہ امام شافعی علیہ الرحمہ، امام ابو حنیفہ کی قبر مبارک کے ساتھ برکت حاصل کرتے رہے:

یہی علامہ موصوف اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

وروی الشیخ ابن حجر فی القلائد عن الشافعی (علیہ الرحمہ) قال انی التبرک بقبر ابی حنیفۃ واذا عرضت لی حاجۃ اجئی عند قبرہٖ واصلی رکعتین وادعو اللہ عندہ فتققی حاجتی۔

(ہدیۃ المھدی ص 32)

شیخ ابن حجر علیہ الرحمہ نے قلائد میں روایت کیا ہے کہ امام شافعی علیہ

الرحمہ نے فرمایا کہ میں امام ابو حنفیہ علیہ الرحمہ کی قبر کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو میں امام ابو حنیفہ کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین بتائیں کہ یہ سب کچھ لکھنے کے باوجود وحید الزماں پر کیا فتویٰ ہے اور پھر حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے متعلق وہابیہ کا فتویٰ ہے حالانکہ آپ علیہ الرحمہ مسلّم امام محدث فقیہ مجتہد مطلق ہیں۔

علامہ وحید الزماں وہابی کا اقرار کہ اولیاء کرام کو ندا کرنا شرک نہیں ہے:

یہی علامہ وحید الزماں صاحب اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

دعا کے دو معنی ہیں۔

ایک دعا بمعنی عبادت یہ اللہ کے بغیر کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ دعا کا دوسرا معنی ہے، ندا کرنا۔ یہ غیر اللہ کے لئے جائز ہے، یہ ندا زندہ کو ہو یا فوت شدہ کو ایک ہی بات ہے اور حدیث میں ثابت ہے کہ **یا محمد انی اتوجه بک الی ربی۔ وفی حدیث آخر۔ یا عباد الله اعینونی۔ وقال ابن عمر حین زل قدمه وامحمداه، ولما دعا ملک الروم الشهدآء الی النصرانية قالوا یا محمداه رواه ابن الجوزی من اصحابنا وقال اویس القرنی بعد وفات عمر یا عمراه یاعمراه یا عمراه رواه هرم بن حیان۔**

وقال السید فی بعض توالیفه. قبله دین مددی کعبه ایمان مددی ابن قیم مددی قاضی شو کان مددی۔ (ہدیۃ المھدی ص 23)

اس تمام عبارت کا خلاصہ یہ کہ:

حدیثِ اعمیٰ میں یا محمد کی ندا موجود ہے، ایک اور حدیث میں ہے کہ:

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاؤں کی تکلیف کے وقت کہا وامحمداہ اور جب تین نوجوان کو ملک شام کے بادشاہ نے نصرانیت کی طرف بلایا تو انہوں نے کہا یا محمداہ اس کو ابن جوزی نے روایت کیا ہے، اور حضرت اویس القرنی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کو یوں ندا کرتے تھے۔ یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ اور کہا سید نے (یعنی نواب صدیق حسن خاں) اپنی بعض تالیف میں کہ:

اے دین کے قبلہ میری کرو — اے ایمان کے کعبہ میری مدد کرو

اے ابن قیم میری مدد کرو — اے قاضی شوکان میری مدد کرو

علامہ وحید الزماں نے مسئلہ ندا کو، کتنا واضح بیان کر دیا ہے، اور اس کا اثبات حدیث سے بھی کیا اور اپنے غیر مقلد مولوی سید نواب صدیق حسن خاں وہابی سے بھی کیا ہے۔

اگر یہ سب کچھ شرک ہے تو پھر آج تک کسی غیر مقلد وہابی نے نہ ہی وحید الزماں کو مشرک لکھا اور نہ ہی صدیق حسن خاں بھوبھالی کو۔ اگر اس بناء پر ان کو مشرک نہیں کہتے ہو تو پھر اہل سنت و جماعت کو بھی مشرک کہنے میں شرم کرو۔

علامہ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کا پاکیزہ ارواح کے ساتھ مدد مانگنا:

علامہ وحید الزماں صاحب اپنی کتاب ہدیۃ المھدی کے خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ میں ایک کتاب لکھوں جو کہ عقائد اور اصول کی جامع ہو اور اس میں وہی مسائل بیان کروں جو کہ مقبول ہوں۔ میں نے اس کا نام ہدیۃ المھدی رکھا ہے اور میں نے اس کو امام مھدی رضی اللہ عنہ کے لئے تحفہ بنایا ہے..................

پھر بعد ایک سطر لکھتے ہیں کہ:

اللهم ایدنی فی تالیف هذا الکتاب واتمامه بالارواح المقدسة من الانبیآء والصالحین والملائکة سیّما وروح شیخنا ابن تیمیة الحرانی وروح شیخنا احمد المجدد للالف الثانی.

(ہدیۃ المھدی ص 3-4)

اے اللہ اس کتاب کی تالیف میں اور اس کی تکمیل میں پاک روحوں کے ساتھ میری مدد فرما۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح۔ صالحین کی ارواح، ملائکہ کرام سے اور خصوصاً ہمارے امام سیدنا حسن بن علی کی روح سے میری مدد فرما اور ہمارے شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی روح سے اور ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی روح سے اور ہمارے شیخ مجدد الف ثانی کی روح سے مدد فرما۔

اس عبارت پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ عبارت اپنے مدلول میں واضح ہے۔

علماء غیر مقلدین سے سوال ہے کہ وحید الزماں صاحب تمہارے نزدیک مشرک ہوئے یا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس بنا پر ہمیں کیوں مشرک کہتے ہو اور اگر تمہارے نزدیک وحید الزماں صاحب بھی مشرک ہو چکے ہیں تو پھر آج تک کسی غیر مقلد عالم نے اپنی کسی کتاب میں کیوں ان کو مشرک نہیں لکھا اور پھر ان کی کتابیں کیوں چھاپتے ہو اور فروخت کرتے ہو اور غیر مقلدین حضرات کیوں وحید الزماں کی صحاح ستہ مترجم پڑھتے ہیں۔

غیر مقلد علامہ صدیق حسن خاں بھوبھالی وہابی کا جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الاعظم کہنا:

نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی وہابی غیر مقلد نے اپنی کتاب الحطہ فی ذکر صحاح ستہ کے ص 300 پر جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو لکھا ہے۔ ''**غوث الاعظم والقطب الافخم**''

غیر مقلدین غور وفکر کریں کہ نواب صاحب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث الاعظم لکھا ہے۔ کیا نواب صاحب مشرک ہوئے یا کہ نہیں۔ اگر نواب صاحب اس بنا پر مشرک نہیں تو پھر ہمیں بھی مشرک کہتے وقت تمہیں کچھ تو شرم محسوس ہونی چاہیے۔

غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی کا اقرار صالحین کی قبور کے پاس دعا قبول ہوتی ہے:

نواب صاحب اپنی کتاب نزل الابرار کے ص 45 پر فرماتے ہیں۔

وجربت استجابة الدعاء عند قبور الصالحين

میں نے اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ صالحین کی قبور کے پاس دعا قبول ہوتی ہیں۔

غیر مقلد وہابی مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی کا مصیبت کے وقت اولیاء اللہ سے مدد مانگنا:

نواب صاحب اپنی کتاب نزل الابرار کے ص 335 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں یہ بیان ہے کہ جس کی

سواری چھوٹ جائے اور وہ ایسی زمین ہو کہ وہاں اس کا کوئی انیس نہیں تو وہ اس طرح کہے۔ اے اللہ کے بندو اس کو روک لو۔ اللہ تعالیٰ کے زمین میں کچھ ایسے بندے ہیں جو اس کو روک لیں گے۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی ایسا اتفاق ہوا ہے، میں قنوج سے بھوبھال کی طرف سفر کر رہا تھا کہ ہمارا گھوڑا چھوٹ گیا لوگ اس کو پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے تو اس وقت میں نے یہی کلام کہی (یعنی اے اللہ کے بندو اس کو روک لو) تو اللہ تعالیٰ نے اس گھوڑے کو اسی وقت روک دیا۔

نواب صاحب کی اس ساری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو ندا کرنا یہ مشرک و کفر نہیں بلکہ اس سے مشکلات دور ہوتی ہے۔

غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن خاں کا ایک اور حوالہ:

یہی نواب صدیق حسن خاں وہابی غیر مقلد اپنی اسی کتاب نزل الابرار کے ص 335 پر حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ ایسی زمین میں ہے کہ وہاں اس کا کوئی انیس نہیں تو اسے اس طرح کہنا چاہیے۔

یا عباد الله اعینونی

اے اللہ کے نیک بندو میری مدد کرو۔

پھر اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی جس کا مضمون اس طرح ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو کہ کراماً کاتبین سے الگ ہیں وہ جب بھی کوئی پتہ گرے اس کو لکھ لیتے ہیں۔ جب تمہیں ایسی زمین

میں کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو اس طرح ندا کرنی چاہیے۔

اعینونی یا عباد الله. قال فی مجمع الذوائد ورجاله ثقات

اے اللہ کے نیک بندو میری مدد کرو۔ مجمع الزوائد میں کہا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد نواب صدیق حسن خاں وہابی اپنا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک مرتبہ مرزا پور سے جبل پور کی طرف جا رہا تھا جو کہ ہندوستان کے شہروں میں سے ہے کہ اچانک میری سواری طغیانی میں پھنس گئی قریب تھا کہ میں اس میں بمعہ سواری غرق ہو جاتا تو اچانک مجھے یہی حدیث یاد آ گئی تو میں نے اسی طرح کہا۔

(کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) تو میری سواری اس سے نکل گئی اور میں غرق ہونے سے بچ گیا۔ (نزل الابرار ص 335)

ناظرینِ گرامی قدر! آپ نے دیکھا کہ نواب صاحب پر جب مشکل پڑی اور ڈوبنے لگے تو اس وقت یاد آ گیا کہ حدیث میں یہ ہے کہ ایسے وقت میں یوں کہو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ نواب صاحب نے اللہ کے نیک بندوں سے مدد مانگی پھر کام بھی بن گیا یعنی ڈوبنے سے بھی بچ گئے۔ مگر آج تک کسی وہابی غیر مقلد مولوی نے اس وجہ سے نواب صاحب کو مشرک نہیں لکھا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی غیر مقلد مولوی سے سنا ہے کہ اس نے نواب صاحب کو اس بنا پر کافر و مشرک کہا ہو، آخر کیوں۔ نواب صاحب کو مشرک نہیں کہتے اور اگر یہی وظیفہ ہم اہلسنت و جماعت پڑھیں کہ اے اللہ کے نیک بندو ہماری مدد کرو تو ہم پر شرک کے فتووں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ کیا غیر مقلدین وہابیہ کا یہی انصاف ہے؟

غیر مقلد مولوی غلام رسول قلعوی کا حیرت انگیز تصرف:

غیر مقلد وہابی مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی نے اپنی کتاب کراماتِ اہل حدیث میں مولوی غلام رسول وہابی غیر مقلد قلعوی کی یہ حکایت بیان کی ہے کہ:

ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور کھانا کھا رہا ہے جاؤ بیشک جا کر دیکھ لو حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔

(کرامات اہل حدیث ص 12-13)

اس پر مختصر تبصرہ:

ناظرینِ گرامی قدر! آپ اس حکایت کو بار بار پڑھیں اور اس پر غور وفکر کریں کہ غیر مقلدین وہابیہ کے عقیدے کے مطابق اس کے ساتھ کتنے شرک لپٹے ہوئے ہیں۔

(۱) اس حجام کا غیر مقلد مولوی غلام رسول قلعوی کو حضور کہہ کر اپنی مشکل کی شکایت کرنا۔

(۲) مولوی غلام رسول وہابی کا سن کر اسے شرک قرار نہ دینا۔

(۳) نہ ہی اس کو ڈانٹا کہ تو نے غیر اللہ سے سوال کر کے شرک کیا ہے۔

(۴) نہ ہی یہ کہا کہ آئندہ ایسا مت کرنا۔

(۵) نہ ہی وہابی مولوی نے یہ کہا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا تو مجھے کیوں کہتا ہے۔
(٦) نہ ہی یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس سے سوال کر۔
(۷) نہ ہی یہ کہا کہ اتنے سال ہوئے تیرے بیٹے کو تجھ سے بچھڑے ہوئے جب تجھے اس کی خبر نہیں تو مجھے اس کی خبر کیا ہوسکتی ہے۔
(۸) نہ ہی یہ کہا کہ اگر مجھے کسی طرح خبر ہو بھی جائے تو مجھے کیا اختیار ہے بھلا میں کیا کر سکتا ہوں۔
(۹) بلکہ یہ کہا کہ میاں گھر جاؤ وہ تو گھر میں کھانا کھا رہا ہے۔
(۱۰) حجام یہ نہیں کہتا کہ آپ کو کیسے خبر ہو گئی بلکہ گھر میں آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ واقعی اس کا بیٹا گھر میں موجود ہے اور کھانا کھا رہا ہے۔ حجام بیٹے سے پوچھتا ہے تو بیٹا جواب میں کہتا ہے کہ ابھی میں سکھر سندھ میں تھا بس طرفۃ العین یعنی پلک جھپکنے کے برابر معلوم نہیں کیسے یہاں پہنچ گیا۔

اگر اسی طرح کا عقیدہ ہم الیاء کرام کاملین سے رکھیں تو یہ لوگ ہم کو مشرک و کافر کہتے نہیں تھکتے مگر آج تک نہ ہی کسی غیر مقلد مولوی نے غلام رسول قلعوی وہابی پر فتویٰ لگایا نہ ہی اس واقعہ کے لکھنے والے وہابی مولوی عبدالمجید سوہدری پر کسی نے فتویٰ لگایا۔ کاش یہ لوگ اہل سنت و جماعت پر بھی شرک کے فتوے لگانا بند کر دیں۔ (اس طرح کے کئی واقعات کراماتِ اہل حدیث کتاب میں ملاحظہ کریں)

تلک عشرة كاملة

اب کچھ عبارات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی نقل کی جاتی ہیں کیونکہ وہابی انہیں وہابی سمجھتے ہیں اور دیو بندی ان کو اپنا پیشوا و مقتدا جانتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان
کہ پاکیزہ رواح مدد کرتی ہیں:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں مقدس ارواح کے لئے فرماتے ہیں۔

وربما اشتغل هولآء باعلاء كلمة الله ونصر حزب الله وربما كان لهم لمه خير بابن آدم. (حجۃ اللہ البالغہ جزء اول ص 34)

کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرنے اور خدا کے لشکر کو مدد دینے میں مشغول ہوتی ہیں اور کبھی بنی آدم پر افاضہ خیر کے لئے نازل ہوتی ہیں۔

ناظرین گرامی قدر! امام الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اولیاء اکرام کی مقدس ارواح کے متعلق کیسا واضح بیان لکھ دیا ہے کہ مقدس ارواح مدد کرتی ہیں۔ اگر یہ عقیدہ شرک ہے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو آج تک کسی نجدی ملاں نے اس بنا پر مشرک کیوں نہیں کہا جو عقیدہ شاہ ولی اللہ کا ہے یعنی پاک ارواح مدد کرتی ہیں وہی عقیدہ ہمارا اہلسنت و جماعت کا ہے۔

(لیکن انصاف شرط ہے)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان کہ
تصور مرشد بھی فائدہ دیتا ہے:

شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب قولِ جمیل میں اشغالِ مشائخ نقشبندیہ میں فرماتے ہیں۔

اور جب مرشد اِس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی

صورت وہ فائدے دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔
(القول الجمیل مع ترجمہ وشرح شفاء العلیل ص88-89)

مذکورہ بالا عبارت میں شاہ صاحب نے کیسا فیصلہ کر دیا ہے کہ مرشد جب پاس نہ ہو تو اس کا تصور بھی فائدہ دیتا ہے۔ یعنی اولیاء کرام دور ہوں یا قریب ان کا فیض جاری رہتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک اور حوالہ جس میں روح کو پکارنے اور قبر سے فیض کا بیان ہے:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''قولِ جمیل'' میں اشغالِ مشائخ چشتیہ میں فرماتے ہیں کہ:

اور مشائخ چشتیہ (علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورہ انا فتحنا، دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبہ معظّمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے۔ پھر میت سے قریب ہو جائے۔ پھر کہے یا رب یا رب اکیس بار پھر کہے یا روح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو سکے دل پر۔
(القول الجمیل مع اردو ترجمہ وشرح شفاء العلیل ص78)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس بات کے قائل ہیں کہ اولیاء کرام کی قبور سے فیض ملتا ہے مگر اس بنا پر آج تک کسی دیوبندی وہابی نجدی نے شاہ ولی اللہ پر فتویٰ نہیں لگایا تو خدارا ہم پر

بھی فتوے بازی سے باز آ جاؤ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ایک اقرار کہ حضور علیہ السلام مصیبت میں مدد کرتے ہیں:

امام الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ:

جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خلقت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان سے اتنا قریب ہو جاتے ہیں کہ اگر انسان اپنی پوری ہمت سے آپ کی طرف توجہ کرے تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کی مصیبت میں مدد کرتے ہیں اور اس پر اپنی طرف سے خیر و برکت کا فیضان فرماتے ہیں۔

(فیوض الحرمین ص 123 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ناظرین گرامی قدر! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو وہابی غیر مقلد اپنا ہمنوا سمجھتے ہیں اور دیو بندی انہیں اپنا مقتدا و پیشوا جانتے ہیں۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے کتنے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امت کی مدد فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ شرک ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ پر بھی تو فتویٰ لگاؤ۔ اگر یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود شاہ صاحب تمہارے نزدیک پھر بھی محدث فقیہ ولی اللہ اور شیخ الاسلام ہیں تو پھر اس عقیدہ کی بنا پر ہم اہلسنت و جماعت کو کیوں مشرک کہتے ہو۔ خدارا انصاف کرو اور اہل اسلام کو مشرک کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا اقرار کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کا خیال رکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتِ عامہ کو بھی ایک واسطہ کی ضرورت تھی جس کے ذریعہ وہ تمام افرادِ انسانی کو مستفید کر سکتی، چنانچہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس یہ واسطہ بنی اور یہی وجہ ہے کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) موت کے بعد بھی ہمیشہ خلقت کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور سب کا خیال رکھتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص 122)

ناظرین گرامی! اس عبارت میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے واضح فرما دیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال اقدس کے بعد بھی ہمیشہ خلقت کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور سب کا خیال رکھتے ہیں۔ بس یہی سب کچھ ہمارا بھی عقیدہ ہے۔ مگر اس عقیدہ کی بنا پر آج تک کسی نجدی وہابی دیو بندی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا پھر ہم اہلسنت و جماعت پر بھی فتویٰ بازی سے تمہیں باز آنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی مدد فرمانا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ:

چنانچہ اس مجلس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی اجمالی مدد سے سرفراز فرمایا اور یہ اجمالی مدد عبارت تھی مقامِ مجددیت، وصایت اور قطبیتِ ارشادیہ سے یعنی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے ان مناصب سے

نوازا اور نیز مجھے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور امامت بخشی۔

(فیوض الحرمین ص 127)

ناظرین گرامی قدر! مذکورہ بالا عبارت میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے کتنی وضاحت فرما دی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں پر بڑی کرم نوازیاں فرماتے ہیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ اسی لئے امام اہل سنت امام المحدثین مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلم دان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے وہ قیامت کو اگر مان گیا

اب جو لوگ اس عقیدے کو کفر و شرک سمجھتے ہیں وہ بتائیں کہ شاہ صاحب جو یہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مجدد بنایا قطب بنایا ہے۔ کیا شاہ صاحب نے ان کے نزدیک شرک کیا ہے اگر شرک کیا ہے تو آج تک کسی نے ان پر فتویٰ کیوں نہیں لگایا۔ اگر یہ شرک نہیں ہے اور یقیناً شرک وکفر نہیں ہے تو پھر اس عقیدے کی بنا پر اہل اسلام کو مشرک کہنا کیا یہ ظلم وزیادتی نہیں ہے، یقیناً ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہدایت عطا فرمائے آمین۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا حضور علیہ السلام سے مدد مانگنا:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اطیب النغم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں۔

وصلّٰی علیک اللہ یا خیر خلقه

ویاخیر مامول ویاخیر واھب

ترجمہ: اے اللہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول

اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی امید وابستہ کی جا سکتی ہے اور اے ان تمام جود وعطا کرنے والوں سے زیادہ سخی آپ پر اللہ تعالیٰ کے درود ہوں۔ (اطیب النغم ص 156)

اس شعر میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ندا بھی کی ہے اور آپ کو پکارا بھی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خیر وبرکت، جود وکرم کی امید بھی وابستہ کی ہے۔

یہی شاہ صاحب علیہ الرحمہ اسی قصیدہ میں پھر آگے لکھتے ہیں۔

وانت مجیری من ھجوم ملمة

اذا انشبت فی القلب شر المخالب

ترجمہ: یارسول اللہ (ﷺ) آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبت ہجوم کر کے آجائے اور اپنے اذیت ناک تیز پنجے میرے دل میں گاڑ دے۔

(اطیب النغم ص 162 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس شعر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوقت مصائب پناہ دینے والا قرار دیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں اور اپنے غلاموں کو پناہ دینے والے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند اور علماء غیر مقلدین وہابیہ کہ مذکورہ عقیدے کی بنا پر شاہ ولی اللہ مشرک ہوئے یا کہ نہیں اگر ہوئے تو آج تک کسی دیوبندی یا وہابی نجدی نے اپنی کسی کتاب میں یہ فتویٰ کیوں شائع نہیں کیا اور اگر اس عقیدے کی بنا پر انہیں

مشرک کہنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں تو پھر ہم اہلسنت و جماعت کو اس عقیدے کی بنیاد پر کیوں مشرک کہا جاتا ہے سچی بات تو یہ ہے نہ شاہ ولی اللہ مشرک ہیں اور نہ ہی ہم اہل سنت و جماعت اور نہ ہی یہ عقیدہ غلط کیونکہ یہ عقیدہ بمطابق قرآنِ مجید و احادیث نبویہ و آثارِ صحابہ اور اقوال و افعالِ اولیاء کرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے جو دن رات اہل اسلام کو مشرک و کافر کہتے رہتے ہیں اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ میں اتحاد و اتفاق پیدا فرمائے اور دلوں سے کدورتوں کو نکال کر سینوں کو پیار و محبت سے روشن فرمائے۔ آمین۔

دیو بند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدد کے لئے پکارنا:

تھانوی دیو بندی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتے بھی ہیں اور مددگار بھی سمجھتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر میری کوئی جائے پناہ ہی نہیں ملاحظہ فرمائیں۔ تھانوی صاحب یوں کہتے ہیں۔

یاشفیع العباد خذ بیدی	انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی	کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لیس لی ملجا سواک اغث	مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
غشنی الدھر یا ابن عبداللہ	کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

لیس لی طاعة ولا عمل	بید حبیک فھولی عتدی
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس	ہے مگر دل میں محبت آپ کی
یارسول الالہ بابک	من غمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپ کا در یارسول	ابر غم گھرے نہ پھر مجھ کو کبھی
جد بلقیاک فی المنام وکن	ساترا للذنوب والفند
خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے	اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی

(نشر الطیب ص 164 مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی)

اس پر مختصر تبصرہ:

ناظرینِ گرامی قدر! مذکورہ بالا اشعار میں دیو بند کے حکیم الامت نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا بھی تسلیم کیا ہے اور ندا بھی کی ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر میری کوئی جائے پناہ ہی نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری خبر لیجئے میں آپ کے در کا سوالی ہوں۔ یہی استمداد و استعانت ہے جس کو علماء دیو بند شرک و کفر قرار دیتے ہیں لیکن تھانوی صاحب نے ان کے شرک و کفر کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ علماء دیو بند اگر اس بنا پر ہمیں مشرک کہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ اس بنا پر اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو بھی مشرک کہیں۔ (فافھم و تدبر)

اور یہ بھی یاد رہے کہ نشر الطیب اشرف علی تھانوی کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق دیو بندی مولوی یوسف لدھیانوی کہتا ہے کہ:

کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متعدد خصوصیات کی بنا پر بہت بابرکت کتاب ہے. جی چاہتا تھا کہ یہ متبرک کتاب

مسلمانوں کے گھر گھر میں پڑھی جائے۔ (دیکھئے نشر الطیب کا پیشِ لفظ)

دیو بند کے حکیم الامت اشرفی علی کا اپنے پیر کا واقعہ درج کرنا جس میں اولیاء سے مدد مانگی گئی ہے:

اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب امداد المشتاق میں اپنے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ: فرمایا کہ ایک بار مجھے ایک مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوتی تھی۔ میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز میں مصروف ہو گیا اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق ص 121 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور۔ مذکورہ بالا واقعہ میں کتنی وضاحت موجود ہے کہ اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے اولیاء کرام کو مدد کے لئے پکارا۔ وہ بھی عین کعبہ معظّمہ کے سامنے پھر ان کی وہ مشکل حل بھی ہو گئی۔ (الحمد اللہ رب العالمین)

بقول تھانوی قبر سے روزانہ پیسے ملنے لگ گئے:

اشرف علی تھانوی نے اپنے کتاب امداد المشتاق میں اپنے پیر و مرشد کا فرمان لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ

روز ملا کرے گا ایک مرتبہ میں زیارتِ مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر سے ملا کرتا ہے۔

(امداد المشتاق ص 117)

اولیاء اللہ کی قبور سے استعانت کرنے والوں کو مشرک کہنے والے دیوبندی حضرات اشرف علی تھانوی دیوبندی کے بیان کردہ واقعہ میں غور وفکر کریں کہ مسئلہ استعانت و استمداد کس قدر صاف اور واضح ہے کہ اس نے قبر پر جا کر صاحبِ قبر سے شکایت کی وہ بھی روٹی کی اور غربت کی۔ آگے قبر سے ارشاد ہوتا ہے کہ تمہیں ہماری قبر سے روزانہ ایک آنہ یا آدھا آنہ ملا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہوا اور اسے قبر سے پیسے ملنے لگ گئے۔ اشرف علی تھانوی نے یہ واقعہ بلانکیر نقل کیا ہے اور قبر سے مدد چاہنے والے کو نہ تو مشرک کہا نہ ہی کوئی اور فتویٰ جاری کیا بلکہ تھانوی اس واقعہ کے آگے یوں حاشیہ لکھا ہے کہ اقول یہ منجملہ کرامات کے ہے۔

تھانوی نے کہا یعنی یہ کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔

بس فیصلہ ہی ہو گیا کہ ولی اللہ اپنے انتقال کے بعد بھی کراماتاً مشکل کشائی فرماتے رہتے ہیں اور ان کا فیضان جاری رہتا ہے۔

دیوبند کے حکیم الامت کا ایک واقعہ درج کرنا کہ حضرت غوث الاعظم نے ڈوبتے جہاز کو بچالیا:

تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق میں اپنے مرشد کا فرمان لکھا ہے کہ فرمایا............ ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریبِ غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا۔

(امداد المشتاق ص 44)

اس واقعہ سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔

(۱) کہ اولیاء کرام اپنی نظر بصیرت خداداد سے دور بھی دیکھ لیتے ہیں۔

(۲) اپنی باطنی توجہ اور ہمت سے بڑی، بڑی مشکلات حل کر دیتے ہیں۔

(۳) یہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو ایسے، ایسے تصرفات عطا کیے ہیں جس سے وہ قریب و بعید تصرف فرما سکتے ہیں۔

ولی اللہ کی نگاہ کا کمال بقول تھانوی صاحب:

اشرف علی تھانوی نے اپنے مرشد کا یہ فرمان نقل کیا ہے جو کہ انہوں نے حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت شاہ صاحب نے (یعنی شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ نے) ایک دم میں توجہ باطنی سے کمال کو پہنچا دیا۔ (یعنی شاہ بھیک رحمتہ اللہ علیہ کو)۔ (امداد المشتاق ص 57)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ اولیاء کرام کے پاس خدا تعالیٰ کی عطا سے ایسی ایسی روحانی قوتیں ہوتی ہیں جس سے مرید کو ایک دم میں مرتبہ کمال تک پہنچا دیتے ہیں۔

دیوبند کے حکیم الامت بقول حاجی صاحب اپنے مرشد کی قبر سے بھی فیض پایا ہے:

اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق میں اپنے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا ارشاد لکھا ہے کہ:

جب ان کے پیرو مرشد کے انتقال کا وقت قریب آیا تو میں پٹی میانہ کی پکڑ کر رونے لگا حضرت نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا

جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔

فرمایا (حضرت صاحب نے) کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اُٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المشتاق ص 113)

ناظرینِ گرامی قدر! یہ عبارت کتنی صاف اور واضح ہے کہ اولیاء کرام کی مبارک قبور سے بھی فائدہ ملتا ہے اور یہ فرمان بھی دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ہے اور اس کو اپنی کتاب میں بلانکیر درج کرنے والے خود دیوبند کے حکیم الامت اشرفی علی صاحب تھانوی ہیں۔

اگر یہ سب کچھ دیوبند کے حق میں شرک و کفر نہیں تو اولیاء کرام کی قبور سے فیض لینا ہمارے لئے کیونکر شرک و کفر ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

واضح ہو گیا کہ قبر سے فیض لینے کی بنا پر جو دیوبندی حضرات ہم اہل سنت و جماعت کو مشرک و کافر کہتے ہیں وہ سراسر ظلم کرتے ہیں اور انصاف کا خون کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

حاجی امداد اللہ صاحب کو مرشد کے تصور نے بچالیا بقول تھانوی صاحب:

تھانوی صاحب اپنی کتاب امداد المشتاق میں اپنے مرشد کا فرمان لکھتے ہیں کہ:

فرمایا کہ ایک دفعہ میں صحرا میں پھر رہا تھا۔ ایک جھاڑی میں کچھ آثار آدمی کے معلوم ہوئے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی مجذوب صاحب ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر بیٹھ گئے میں بھی بیٹھ گیا۔ مجھ کو توجہ جذب کی دنیا شروع کی جب مجھے آثارِ جذب معلوم ہونے لگے میں نے حضرت پیر و مرشد کا تصور کیا اسی وقت حضرت میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے مجذوب صاحب تبسم کرنے لگے

میں نے عرض کیا کہ تمہاری طرح مجھے دیوانگی پسند نہیں ہے۔

(امداد المشتاق ص 122)

تھانوی صاحب کے بیان کردہ واقعہ میں کتنی وضاحت ہے کہ پیرومرشد کے تصور سے بھی مشکل حل ہوتی ہے اور بہت فائدہ ہوتا ہے۔

دیوبند کے حکیم الامت کے بقول حاجی صاحب نے

ڈوبتے جہاز کو بچالیا:

دیوبندیوں کے حکیم الامت صاحب نے اپنی کتاب ''امداد المشتاق'' میں اپنے پیرومرشد کا فرمان لکھا ہے کہ:

فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں۔ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہوکر آپ سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔

(امداد المشتاق ص 124)

دیوبند کے حکیم الامت صاحب کی یہ عبارت بھی اس مسئلہ استعانت پر کتنی صاف ہے کہ اولیاء کرام سے مدد چاہنا یہ عمل جائز ہے اور اولیاء کرام روحانی طور پر مدد کر کے مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ کاش کوئی دیوبندی اشرف علی تھانوی پر بھی کوئی فتویٰ لگاتا مگر کیا کریں جہاں پر انصاف نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو وہاں انصاف کی توقع کیا فائدہ دے گی۔ اگر سب کچھ تمہارے لئے جائز ہے تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں۔ للہ انصاف۔

بقول تھانوی کہ حضرت بایزید بسطامی نے اپنے وصال کے ایک سو سال بعد فیض دیا:

تھانوی صاحب نے اپنے پیرو مرشد کا فرمان نقل کیا ہے جس میں حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے گروہ اویسیہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا .... اور حضرت ابو الحسن خرقانی کو روحانیت بایزید بسطامی قدس سرہ سے (ملی) کہ سو سال بعد وفات حضرت کے پیدا ہوئے تھے فیض یاب ہوئے۔ (امداد المشتاق ص 65)

ناظرین تھانوی صاحب کی نقل کردہ عبارت پر غور کریں کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی وفات کے ایک سو سال بعد حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ کو حضرت بایزید بسطانی علیہ الرحمہ سے فیض ملتا ہے۔ یہی مددِ اولیاء کرام ہے، تھانوی صاحب نے یہ واقعہ بھی بلا نکیر نقل کیا ہے۔ اگر یہی عقیدہ ہم اہل سنت و جماعت رکھیں کہ الیاء کرام اپنے وصال کے بعد بھی ہماری مدد کرتے ہیں تو دیو بندی اس کو شرک کہتے ہیں مگر تھانوی پر فتویٰ لگانے کی کسی دیوبندی میں جرأت نہیں ہے وہ جو چاہے لکھے وہی دیو بند کا مذہب ہے۔

دیو بندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے بقول قبر کی مٹی حصولِ علوم کا سبب بن گئی:

دیو بندی مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں حضرت ابو عبداللہ محمد بن یوسف یمنی ضجاعی علیہ الرحمہ کے حالات میں فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے جو فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ بن عجیل سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی

کہ حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم) ان کو فرمارہے ہیں اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر علم کھول دے تو ضریر کی قبر کی مٹی میں سے کچھ لو اور اس کو نہار منہ نگل جاؤ ان فقیہ نے ایسا ہی کیا اور اس کی برکتیں ظاہر ہو گئیں۔

(جمال الاولیاء ص 105)

(مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور)

لو جناب دیوبند کے حکیم الامت نے مسئلہ کتنا صاف کر دیا ہے کہ ولی اللہ کی قبر کی مٹی بھی باعث برکت ہے ولی کی قبر کی مٹی حصولِ علم و انشراح صدر کا سبب بن گئی اور تھانوی صاحب کے بیان کے مطابق تو قبر سے اس استعانت و استمداد کا حکم بھی خواب میں خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

بقول تھانوی قبر کی مٹی باعثِ شفا بن گئی:

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب جمال الاولیاء میں حضرت محمد بن حسن المعلم باعلوی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

ایک چور نے آپ کے کھجور کے درختوں پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تھا تو اس کے بدن میں زخم ہو گئے اور اس قدر تکلیف کہ نیند حرام کر دی صبح ہوئی وہ حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کے لئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ فلاں صاحب کی قبر پر جاؤ اور اس قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگا لو اس نے ایسا کیا اور اچھا ہو گیا۔ (جمال الاولیاء ص 157) (مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور)

دیوبندی حضرات بتائیں کہ اگر قبر پر جا کر فیض لینا درست نہیں ہے اور کچھ نہیں ملتا تو یہ سب تھانوی صاحب نے کیوں بیان کیا ہے دونوں میں سے ایک تو ضرور غلط ہے یا آجکل کے دیوبندی جو اس عقیدے کو غلط کہتے ہیں یا پھر دیوبند

کا حکیم الامت اشرفی علی تھانوی جس کو شیخ الاسلام اور بہت کچھ کہتے ہیں ہمیں قبر پرستی کا طعنہ دینے والے دیوبندی حضرات ان واقعات کی بنا پر جو کہ اشرف علی تھانوی کی کتب میں موجود ہیں کبھی تھانوی صاحب کو بھی قبر پرست کہا ہوتا۔

(مگر ہائے انصاف)

دیوبندی مولوی کی قبر کی مٹی شفا دینے لگی:

مولوی اشرف تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ:

فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑھے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخاری کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب ہی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا: (یہ صاحبزادہ بہت تیز مزاج تھے) کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گئی یاد رکھو کہ اگر اِبکے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتہ پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔

(ارواح ثلاثہ ص 294-295) (مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ناظرینِ گرامی قدر! دیوبندیوں کے حکیم الامت کا بیان کردہ واقعہ بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کیا یہ سب کچھ قبر والوں سے استعانت و استمداد نہیں ہے؟

جس کو آج کل کے دیو بندی شرک سے تعبیر کرتے ہیں اگر قبر والوں سے مدد چاہنا شرک و کفر ہے معاذ اللہ تو پھر مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں دیو بندیوں کے بڑے حکیم الامت اور بہت سے دیو بندی مولوی کیسے اس فتویٰ سے بچ سکتے ہیں پھر یہ کہنا پڑے گا کہ وہ بھی سب مشرک ہی مرے ہیں یہ کتنا بڑا ظلم و ناانصافی ہے کہ ایک ہی کام ہم کریں تو مشرک اگر وہی کام دیو بندی کریں تو عین توحید کے مطابق ہے اور اس میں شرک کی بو بھی نہیں آتی کیا یہی انصاف ہے دیو بند حضرات کا؟

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

دیو بندی مولوی قاسم نانوتوی کی نگاہ سے دوسرے دیو بندی مولوی کے دل میں علوم کے دریا پیدا ہونا:

تھانوی صاحب اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں نانوتوی کے تصرف کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے چھتہ کی مسجد میں فرمایا جبکہ لوگوں کا کچھ مجمع تھا کہ بھائی آج ہم تو صبح کی نماز میں مر جاتے بس کچھ ہی کسر رہ گئی عرض کیا گیا کیا حادثہ پیش آیا۔ فرمایا کہ آج صبح کی نماز میں سورہ مزمل پڑھ رہا تھا کہ اچانک علوم کا اتنا عظیم الشان دریا میرے قلب کے اوپر گزرا کہ میں تحمل نہ کر سکا اور قریب تھا کہ میری روح پرواز کر جائے مگر وہ دریا جیسا کہ ایک دم آیا ویسا ہی نکلا چلا گیا اس لئے میں بچ گیا نماز کے بعد جب میں نے غور کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا تو منکشف ہوا کہ حضرت مولانا نانوتوی ان ساعتوں میں میری طرف میرٹھ میں متوجہ ہوئے تھے یہ ان کی توجہ کا اثر تھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ اکبر جس شخص کی

توجہ کا یہ اثر ہے کہ علوم کے دریا دوسروں کے قلوب پر موجیں مارنے لگیں اور تحمل دشوار ہو جائے تو خود اس شخص کے قلب کی وسعت وقوت کا کیا حال ہوگا جس میں خود وہ علوم ہی سمائے ہوئے ہیں اور وہ کس طرح ان علوم کا تحمل کئے ہوئے ہوگا۔

(ارواح ثلاثہ ص 243)

ناظرین گرامی قدر دیکھا آپ نے کہ یہ دیوبندی لوگ کس طرح اپنے مولویوں کو مانتے ہیں اور ملانوں سے کتنی عقیدت رکھتے ہیں اور انہیں کتنا متصرف مانتے ہیں کہ ایک دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی میرٹھ میں تھا اور دوسرا مولوی تھا کافی دور اپنی مسجد میں تھا کہ ایک دیوبندی مولوی توجہ کرتا ہے اور دوسرے مولوی کے دل پر اس کی توجہ سے علوم کے دریا گزر جاتے ہیں۔ پھر اس دیوبندی مولوی کو بھی یہ علم ہو جاتا ہے کہ میرے دل پر علوم کا دریا یہ جو گزر رہا ہے یہ نانوتوی صاحب کی توجہ کا اثر ہے۔ کاش اتنا ہی عقیدہ یہ دیوبندی حضرات دیگر اولیاء کرام سے بھی رکھتے کہ وہ بھی اپنے آستانہ عالیہ پر بیٹھ کر کوسوں دور رہنے والے مرید کو اپنی توجہ سے مرتبہ کمال تک پہنچا دیتے ہیں اور کاش یہ لوگ یہ بھی عقیدہ رکھتے کہ تمام کائنات کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء خاتم النبیین رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین روحِ ایمان جان ایمان اصلِ کائنات دستگیرِ کائنات جناب احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم بھی اپنی نگاہ کرم نگاہ رحمت سے اپنے امتیوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں ان کے مصائب دور کرتے ہیں اور طرح طرح کے انعامات عطا فرماتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کے دیگر سب محبوبوں کے بارے میں تو اس کو شرک و کفر بدعت و گمراہی کہا جاتا ہے اور یہ دیوبندی حضرات اس کو اپنے مولویوں کے حق میں کمال سمجھتے ہیں۔ (اللہ انصاف)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے وہ قیامت کو اگر مان گیا
وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

دیوبندیوں کے حکیم الامت کا اقرار کہ

حاجی امداد اللہ نے ڈوبتے جہاز کو بچالیا:

تھانوی صاحب ایک آدمی کا واقعہ نقل کرتے ہیں جو حضرت حاجی امدا اللہ صاحب سے عقیدت رکھتا تھا لیکن اس نے حاجی صاحب کو ابھی تک دیکھا نہیں تھا اس نے حاجی صاحب کے لئے ایک کملی بنوائی تھی آگے واقعہ خود اس کی زبانی سنیئے ۔ میں نے اُون جمع کروا کے حاجی صاحب کے لئے ایک کملی بنوائی اور اس وقت تک میں حاجی صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہوا تھا بلکہ غائبانہ طور پر معتقد تھا جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک جگہ ہمارا جہاز طغیانی میں آ گیا اور جہاز میں ایک شور برپا ہو گیا میں چھتری پر تھا وہاں سے اتر تتق کی جالیوں سے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا اب کچھ دیر میں جہاز ڈوبے گا اسی اثناء میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا کہ وہ نیند تھی یا غم کی بدحواسی اسی غفلت میں مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ فلانے اٹھو اور پریشان مت ہو، ہوا موافق ہو گئی ہے کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جاوے گا اور میرا نام امداد اللہ ہے مجھے میری کملی دو میں نے گھبرا کملی دینی چاہی اس گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی اور میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ تم مطمئن ہو جاؤ جہاز ڈوبے گا نہیں کیونکہ مجھ سے حاجی صاحب نے خواب میں

بیان فرمایا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں کوئی حاجی امداد اللہ صاحب کو جانتا ہے مگر کسی نے اقرار نہیں کیا آخر جہاز طغیانی سے نکل گیا اور ہم مکہ پہنچ گئے میں نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے حاجی صاحب کو نہ بتلائیں میں خود ان کو پہچانوں گا جب میں طوافِ قدوم کر رہا تھا تو میں نے طواف کرتے ہوئے حاجی صاحب کو مالکی مصلّی کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ ان کی شکل اور لباس وہی تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تھا تو اس وقت آپ لنگی پہنے ہوئے تھے اور اس وقت پاجامہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اتنا فرق کیوں تھا۔

(ارواح ثلاثہ ص 157-158)

ناظرین گرامی قدر! اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب میں یہ جو واقعہ درج کیا ہے کیا یہ سارا واقعہ دیوبند کے عقائد کے خلاف نہیں ہے؟ کیا اس استعانت کے دیوبند حضرات منکر نہیں ہیں؟ دیوبندی تو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ (براہین قاطعہ ص)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ عقیدے رکھتے ہیں کہ وہ خود درود و سلام نہیں سن سکتے بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں مگر یہاں پر دیکھئے کہ جہاز ڈوب رہا تھا سمندر میں اور حاجی امداد اللہ صاحب کو خبر ہو جاتی ہے مکہ المکرّمہ میں پھر وہ خواب میں آ کر ڈوبتے جہاز کو بچاتے بھی ہیں اور زندگی کی خوشخبری بھی دیتے ہیں اور یہ بھی جان جاتے ہیں کہ یہ شخص میرے لئے ایک کملی بھی لے کر آ رہا ہے پھر اس سے کملی بھی مانگتے ہیں پھر اس شخص کو اتنا یقین ہوتا ہے وہ جہاز میں عام اعلان کر دیتا ہے کہ جہاز نہیں ڈوبے گا کیونکہ حاجی صاحب نے اس کو

بشارت دے دی ہے یہ سب کچھ اپنے مولویوں پیروں کے لئے تو جائز ہے لیکن یہی عقیدے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر محبوبانِ الٰہیہ کے لئے شرک بن جاتے ہیں۔ معاذ اللہ کیا یہی انصاف ہے؟ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

دیوبند کے حکیم الامت کا اقرار کہ امام ابوحنیفہ کی روح نے مدد کی:

تھانوی صاحب نے اپنی کتاب مواعظ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم میں۔ مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ جناب بوعلی کی روح نے اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح نے سید احمد بریلوی کی مدد کی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں وہ واقعہ یہ ہے۔

الحاصل یہ علماء سید صاحب کی خدمت میں آئے اُدھر کے علماء اکثر یک فنی ہوئے ہیں۔ کوئی معقول میں یکتا ہے کوئی صِرف صَرف جانتا ہے کوئی نحوی ہے غرض جمع ہو کر آئے اور مختلف سوالات شروع کئے۔ اگر دینیات کے متعلق کوئی سوال کرتے تو سید صاحب داہنی طرف رخ کر کے جواب دے دیتے تھے اور جو غیر دینیات کا ہوتا تھا معقول وغیرہ کا تو بائیں طرف رُخ کر کے جواب دیدیتے تھے اور جواب بھی کیسا اہل علم کے طرز پر مرتدین کو سخت حیرت ہوئی کہ سید صاحب کی زبان سے وہ الفاظ نکل رہے ہیں کہ کبھی عمر بھر بھی نہ سنے تھے جب وہ مجلس ختم ہوئی۔ تو بعض لوگوں نے پوچھا فرمایا کہ جب یہ لوگ آئے تو میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو رسوا نہ کیجئے۔ حق تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ بوعلی علیہ الرحمہ کی روح کو حکم دیا کہ جواب میں اعانت کرو چنانچہ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح میرے داہنی طرف تھی اور شیخ (بوعلی) کی بائیں

طرف۔ جو وہ کہتے تھے میں کہہ دیتا تھا۔ (مواعظ میلاد النبی ﷺ ص 75 مصنفہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ کتب خانہ جمیلی 80 ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اور شیخ الاسلام کے بیان کردہ واقعہ میں کتنی وضاحت ہے کہ مقربین بارگاہِ الھیہ کی ارواح ماذون من اللہ ہو کر مددگار ہوتی ہیں۔ جیسے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مقدس نے اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد بریلوی کی مدد کی ہے۔ اسی مدد کو دیوبند حضرات غلط کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور وہ فتنہ انگیزیوں سے باز آئیں آمین۔

دیوبند کے حکیم الامت صاحب کا ایک اپنے مرشد کو فریاد رس ماننا:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب مواعظ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم میں اپنے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو اپنا فریاد رس طبیب اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔ دیکھئے مواعظ میلاد النبی ص 297 ترجمہ مراسلات۔

دیوبندیوں کے نزدیک جب اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو فریاد رس کہنا ہی غلط ہے تو پھر تھانوی صاحب کے لئے یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ اپنے پیرومرشد کو اپنا فریاد رس کہیں۔ اگر دیوبند کا حکیم الامت اپنے مرشد کو فریاد رس کہے تو نہ تو اس کی توحید میں کوئی فرق آتا ہے نہ ہی شرک و کفر ہوتا ہے اور جب یہی لفظ یعنی فریاد رس۔ ہم کونین کے سلطان خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کو یا کسی دیگر محبوبانِ خدا پر اس لفظ کا اطلاق کریں تو دیوبند فوراً حرکتِ سریع خبیث میں آ کر ہم کو مشرک و کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے لئے شرک ہے

تو تھانوی صاحب کے لئے یہ کیسے توحید بن سکتا ہے۔ (لیکن انصاف شرط ہے بشرطیکہ ہو بھی تو)۔

دیوبند کے حکیم الامت کا اپنے مرشد کو پکارنا اور مدد طلب کرنا:

تھانوی صاحب اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو اس طرح ندا کرتے ہیں۔

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی　　یا ملجائی فی مبدئی و معادی

ارحم علی یاغیاث فلیس لی　　کھفی سوی حبکم من زاد

فانہ الانام بکم وانی ھائم　　فانظر الی برحمۃ یاھاد

یا سیدی للہ شیاء انہ　　انتم لی المجدی وانی جادی

(مواعظ میلاد النبی ص 265-266 مصنفہ اشرف علی تھانوی دیوبندی)

ناظرینِ گرامی قدر! مذکورہ بالا اشعار میں دیو بند کے حکیم الامت نے اپنے پیرو مرشد کو لفظ یا کے ساتھ کئی بار ندا کی ہے۔

اپنے پیر و مرشد کو اپنا مددگار اور اپنی جائے پناہ کہا ہے

پھر اپنے شیخ کو یا غیاث کہا جس کا ترجمہ صاف، صاف یہی ہے

اے فریاد رس، مددگار، اپنے مرشد سے اللہ کے نام پر کسی چیز کے طالب ہوئے ہیں۔

ایک یہ سب کچھ دیوبند کے لئے جائز ہے اور ہمارے لیے ناجائز ہے؟ دیوبند کے لئے یہ سب کچھ کہنا توحید اور ہمارے لئے کہنا شرک و بدعت؟ خدارا انصاف کرو اور اپنی عاقبت کو خراب نہ کرو۔ صحیح بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے استعانت بطریق توسل بالکل جائز ہے اور اس عمل کو تعاملِ امت کا

شرف حاصل ہے۔

دیوبند کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی کا فرمان کہ مرید کا مشکل کے وقت شیخ کی طرف توجہ کرنا اور شیخ کا اپنے مرید کی مدد کرنا:

رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک شیخ الاسلام اور قطب الاقطاب کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب امداد السلوک میں فرماتے ہیں اور خاطر شیخ ایک قسم کی اعانت ہے کہ شیخ اپنی ہمت کے واسطہ سے مرید کے قلب میں پہچاتا ہے اور جب مرید کو کوئی مشکل پیش آتی اور مرید اس سے نجات پانے کا حاجت مند ہوتا ہے تو شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے تو فوراً وہ مشکل بعونہ تعالیٰ حل ہو جاتی ہے۔ (امداد السلوک ص 133 مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

دیوبند کے سرخیل رشید احمد گنگوہی صاحب کا فرمان کہ مرید، شیخ کی روحانیت سے دور نہیں ہوتا:

جناب رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب اپنی کتاب امداد السلوک میں فرماتے ہیں کہ نیز مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبانِ حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اس کو القا کر دے گی البتہ ربط تام شرط ہے اور شیخ کے قلب سے ربط ہی کے سبب اس کے قلب میں گویائی پیدا ہو گی اور حق تعالیٰ کی

طرف راستہ کھل جائے گا اور حق تعالیٰ اس کو ملہم بنا دے گا جس کو شریعت میں محدّث کہتے ہیں۔

(امداد السلوک ص 67-68 مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

یہ مذکورہ بالا عبارات بالکل صاف اور واضح ہیں کہ اولیاء کرام کو باذن اللہ مدد کرنے کی روحانی قوت حاصل ہے زیادہ تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

دیوبند کے قطب الاقطاب کا اپنے پیرومرشد کو مددگار ماننا ملاحظہ فرمائیں:

رشید احمد گنگوہی صاحب اپنی کتاب امداد السلوک کے دیباچہ میں اپنے پیرومرشد کا ذکر کرتے ہوئے اوران کو القاب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

غوث الکاملین، غیاث الطالبین۔ (امداد السلوک ص 43)

گنگوہی صاحب نے اپنے شیخ کو غوث اور غیاث لکھا ہے۔

اور غوث کا معنی ہے فریاد رس، اور غیاث کا معنی ہے مددگار۔ اب غوث الکاملین کا معنی ہوا کہ جو لوگ کامل ہیں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ ان کے بھی فریاد رس ہیں۔ اور غیاث الطالبین کا معنی ہوا کہ طلب کرنے والوں کے مددگار۔

ناظرینِ گرامیٔ قدر! اگر گنگوہی صاحب اپنے مرشد کو فریاد رس کہیں تو ان کی توحید میں کسی طرح کا فرق نہیں آتا اور نہ ہی کسی دیوبندی کا فتویٰ جنبش میں آتا ہے تو پھر دیوبندیوں کو یہ بھی یقین کر لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کو فریاد رس کہنے والے اہل سنت و جماعت بھی یقیناً پکے موحد سچے مسلمان اور عقائد صیحہ کے پیروکار ہیں۔

دیوبند کے قطب الاقطاب کا اقرار کہ مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے:

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ میں مرقوم ہے۔

سوال: مزاراتِ اولیاء رحمھم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کسی صورت سے۔

جواب: مزاراتِ اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے۔ (بقدر الحاجہ)

(فتاویٰ رشیدیہ ص 218 مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی نمبر 1)

اس فتویٰ میں جناب رشید احمد گنگوہی صاحب نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات سے فیض ہوتا ہے۔

گنگوہی صاحب کا ایک اور فتویٰ:

فتاویٰ رشیدیہ میں درج ہے کہ:

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے۔

یارسول کبریا فریاد ہے　　یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
مدد کر بہر خدا محمد مصطفیٰ　　میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے

کیسے ہیں؟؟؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں............

(بقدر الحاجہ) (فتاویٰ رشیدیہ ص 217 مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دوکان نمبر 2 اردو بازار کراچی نمبر 1)

مذکورہ بالا فتویٰ میں رشید احمد گنگوہی صاحب نے ان اشعار کو دو وجہ سے

پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

(۱) اس نیت سے یہ فریادی اشعار پڑھنا کہ اللہ تعالیٰ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات یا واقعہ سے مطلع فرما دے گا۔

یقیناً ہم اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے ہی آپ کے علوم ہیں۔ ذاتی علم کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

(۲) محض محبت کی وجہ سے ایسے اشعار پڑھنے۔

الحمد للہ اہل سنت و جماعت محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ہی پڑھتے ہیں پھر دیوبندیوں کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ مذکورہ بالا اشعار رشید احمد گنگوہی کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ہیں اس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ ذرا آگے آئے گی۔

اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی کے پیر و مرشد، حضرت امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا فرمان:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کلیات امدادیہ میں مسئلہ ندا غیر اللہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں سے معلوم ہو گیا کہ حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں۔ (کلیات امدادیہ ص 84 مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار، ایم-اے جناح روڈ کراچی نمبر 1)

ناظرینِ گرامی قدر! حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے کتنا صاف واضح فیصلہ کر دیا ہے کہ وظیفہ **یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ** ۔ اس کو وسیلہ، ذریعہ جان کر یا بابرکت سمجھ کر پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ شیخ کو متصرف بذّات نہ جانے۔

الحمد للہ۔ ہم اہل سنت و جماعت متصرف بذّات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کو ہی جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی متصرف بذّات نہیں ہے۔

تمام محبوبانِ الٰہیہ متصرف باذن اللہ ہیں اور مطلع باعلام اللہ ہیں تو پھر اولیاء کرام کو ندا کرنے کے بارے میں جواز کا کیا مشک باقی رہ جاتا ہے۔ کاش دیوبندی حضرات اپنے پیرومرشد کے اس فرمان مذکورہ بالا کو بغور پڑھتے اور اس پر عمل کر کے اس ندا کے قائل ہو جاتے اور اہل اسلام کو مشرک و کافر کہنے سے باز رہتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مشکل کشا ماننا:

حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کلیات امدادیہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں اور مشکل کشا مانتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

یارسولِ کبریا فریاد ہے۔ یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے

آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل۔ اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیاتِ امدادیہ ص 90-91)

ناظرینِ گرامی قدر! مذکورہ بالا اشعار میں دیوبندیوں کے پیرومرشد حضرت حاجی

امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کے ساتھ ندا بھی کی ہے اور فریاد بھی کی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا بھی مانا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دیو بند کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کشا ماننے کے بعد دیو بند کے نزدیک مسلمان ہی رہے یہ کچھ اور ہو گئے۔ اگر حاجی امداد اللہ صاحب حضور علیہ السلام کو مشکل کشا کہیں تو شرک نہیں ہوتا تو پھر ہمارے کہنے سے کیوں شرک ہو گا۔ اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کشا کہیں اور دیو بند کے نزدیک یہ شرک ہے تو پھر رشید احمد، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کیلئے کیوں شرک نہ ہوگا۔ (فافهم و تدبرو لا تكن من المتعصبين)

ان مذکورہ اشعار میں تو حاجی صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا کہا ہے آیئے وہ حوالہ بھی پڑھیں جس میں حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دیو بندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہنا:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کلیا امدادیہ میں فرماتے ہیں۔

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب
ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(کلیات امدادیہ ص 103 مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

مذکورہ بالا اشعار میں، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے جناب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واضح الفاظ میں مشکل کشا کہا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند حضرت حاجی صاحب کے بارے میں کہ اس کے بعد انہیں کامل مومن ولی اللہ مانتے ہیں یا کچھ اور۔ بینوا وتوجروا۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا وظیفہ یارسول اللہ کی تعلیم کرنا:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ جو کہ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی کے پیرومرشد ہیں وہ اپنی کتاب کلیات میں فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمد، اور بائیں طرف یامحمد اور یارسول اللہ، ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

(کلیاتِ امدادیہ ص 45)

دیوبندیوں کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا ایک اور ارشادِ گرامی:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کلیات میں نبی کریم رؤف الرحیم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جناب حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ:

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے **اللھم صل علٰی محمد کما امرتنا ان نصلی علیه، اللھم صل علی محمد کما ھوا ھله، اللھم صل علی محمد کما تحب وترضاه**" اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔ (کلیات امدادیہ ص 61)

مذکورہ بالا سطور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ یا کے ساتھ ندا بھی ہے یعنی یارسول اللہ پکارنا اور اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وظیفہ اتنا پیارا ہے کہ جو کوئی بندہ مومن اس کو عمل میں لاتا ہے تو اس کو زیارتِ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

(الحمد للہ رب العالمین)

دیوبندیوں کے علامہ محدث انور شاہ کشمیری کا فرمان

نداء غیر اللہ کے متعلق:

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی اپنی کتاب فیض الباری میں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، کے بارے میں فرماتے ہیں۔ واعلم ان الوظیفة المهودة یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاًلله ان حملناها علی الجواز۔

(فیض الباری شرح بخاری 2 ص 466 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان)

جان لے کر وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کو اگرچہ ہم نے جواز پر محمول کیا ہے۔

ناظرینِ گرامی قدر! مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے محدث علامہ انور شاہ کشمیری کے نزدیک یہ وظیفہ پڑھنا جائز ہے۔

(یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله)

اس وظیفہ میں ندا غیر اللہ بھی ہے اور استعانت و استمداد بھی جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے۔

علماء دیوبند کا فتویٰ علامہ انور شاہ کشمیری کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ بیان کریں لیکن یقین جانیئے آج تک کسی دیوبندی میں اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس بنا پر انور شاہ کشمیری پر کوئی فتویٰ لگائے۔ تو پھر ہم پر بھی تمہیں فتویٰ بازی سے باز آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

اسی وظیفہ کے متعلق اشرف علی تھانوی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

دیوبند کے حکیم الامت اس وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق کہتے

ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے کی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ اشرفیہ 1 ص 6 مطبوعہ کانپور)

امداد الفتاویٰ 1 ص 94 مطبوعہ مجتبائی (بحوالہ سیرت غوث الثقلین)

لو جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی نے وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے کے لئے دو شرطیں لگائی ہیں۔

(۱) پڑھنے والا صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) سلیم الفہم ہو۔

واقعی یہ پیارا وظیفہ پڑھنا صحیح العقید اور سلیم الفہم کا ہی کام ہے کسی بدعقیدہ اور کند ذہن والے کا یہ کام ہی نہیں ہے۔ اسی لئے بدعقیدہ لوگ ہی اس وظیفہ سے منع کرتے ہیں اور پڑھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔

دیوبندیوں کے ممدوح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فرمان بھی سنیئے:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بستان المحد ثین مین حضرت سیدنا ابوالعباس احمد زروق علیہ الرحمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ صرف ترجمہ ہی ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

مین اپنے مرید کی پریشانیوں کو دور کرنے والا ہوں۔ جب زمانے کا ستم سختی کے ساتھ حملہ آور ہو اور اگر تو تنگی، تکلیف اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا۔

(بستان المحد ثین ص 121 مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

اس میں صاف مذکور ہے کہ جناب شیخ ابوالعباس احمد زروق علیہ الرحمہ

نے اپنے مرید کو تعلیم دی ہے کہ سختی کے وقت میں تو مجھے پکار میں تیری مدد کروں گا۔ حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے شیخ احمد زروق پر نہ تو کوئی فتویٰ لگایا ہے اور نہ ہی کوئی غلط لفظ استعمال کیا ہے بلکہ شاہ صاحب نے تو انہیں شریعت وطریقت کا جامع اور بزرگ ولی لکھا ہے۔

(دیکھئے بستان المحد ثین ص)

کیا فرماتے ہیں علماء دیو بند: شیخ احمد زروق علیہ الرحمہ کے بارے میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں۔

بینوا وتوجروا

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان کہ ارواحِ اولیاء کرام مشکلیں حل کرتیں ہیں:

ممدوحِ دیو بند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں کہ:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست درمنام وفائدہا
از ایشاں یافتن ودرمہا لک ومضائق صورت آں جماعت پدید
آمدن وحل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن

(ہمعات ص 59 بحوالہ الامن والعلیٰ ص 60)

ترجمہ: اس نسبت کا ثمرہ یہ ہے کہ ان کی زیارت خواب میں ہو جاتی ہے اور ہلاکت وتنگی کے اوقات میں یہ جماعت ظاہر ہوکر مشکلیں حل فرماتی ہے۔ مذکورہ بالا سطور میں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے کتنا صاف اور واضح فرما دیا ہے کہ ارواحِ اولیاء کرام مدد کرتی ہیں۔

ایک اور ممدوح دیوبند جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فرمان کہ ارواح اولیاء مدد کرتی ہیں:

جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ارواح ایشاں در زمین و آسمان و بہشت ہرجا کہ خواہند میروند و دوستاں ومعتقداں را در دنیاں و آخرت مددگاری میفرمایند ودشمناں راہلاک می سازند۔

(تذکرۃ الموتیٰ ص 41 بحوالہ الامن والعلیٰ)

ترجمہ: ان کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیاں اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔

جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کا فرمان کتنا واضح ہے اور کتنا دیوبندیت و وہابیت کش ہے کہ جس عقیدے کو یہ لوگ شرک و کفر سے تعبیر کرتے ہیں جناب قاضی صاحب علیہ الرحمہ اسی عقیدے کو کتنے وثوق اور ذمہ داری سے بیان کرتے ہیں کہ اولیاء کرام کی ارواح دوستوں کی مدد کرتی ہیں۔ دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ اس عقیدے کو شرک کہنے والے لوگوں پر تعجب ہے کہ اس عقیدے کو شرک بھی کہتے ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کو مشرک بھی نہیں کہتے۔ کبھی تو دیوبند کا فتویٰ قاضی صاحب کا نام لے کر بھی شائع ہونا چاہیے تھا۔ اگر قاضی صاحب علیہ الرحمہ پر کسی دیوبندی کی فتویٰ لگانے کی جرأت نہیں ہے تو پھر ہمارا کیا قصور ہے اگر ہم بھی یہی عقیدہ رکھیں اور یہ کہیں کہ اولیاء کرام کی ارواح مدد کرتی ہیں تو پھر کونسا شرک ہم نے کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو قاضی صاحب فتویٰ کے مستحق اور نہ ہی ہم اور نہ ہی یہ عقیدہ شرک بلکہ اس عقیدے کو شرک کہہ کر

امتِ مسلمہ کو مشرک کہنے والے لوگ ہی غلطی پر ہیں اگر یہ عقیدہ غلط ہوتا تو کبھی بھی اولیاء کرام اکابرین اہل سنت کا یہ عقیدہ نہ ہوتا۔ اس لئے کہ اولیاء کرام کا عقیدہ غلط ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ جو بدعقیدہ ہو وہ کبھی ولی اللہ نہیں بن سکتا۔ تو جب یہ بات بالکل واضح ہے تو پھر دوپہر کے سورج کی طرح یہ بات بھی صاف ہے کہ یہ عقیدہ استمداد واستعانت با اولیاء اللہ بھی صحیح عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ منکروں کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک اور بزرگ اور ممدوح دیوبند جناب مرزا مظہر جانِ جاناں کا فرمان کہ ارواح اولیاء کرام مدد کرتی ہیں:

مرزا صاحب علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ (صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے) میری حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفاء ہو جاتی ہے۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ:

حضور غو... الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔ جناب مرزا صاحب علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ۔

ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ چرواہے اور مسافرِ جنگل یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے، گھوڑے وغیرہ، حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے ہیں غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ملفوظاتِ مرزا صاحب بحوالہ الامن والعلیٰ ص 61-62)

وہابیہ اور دیوبندیہ کے ممدوح ابن تیمیہ کا قول کہ ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت مخاطبہ و مکالمہ یارسول اللہ کہنا چاہیے:

علامہ ابن تیمیہ اپنی تصنیف کتاب العقل والنقل میں کہتے ہیں کہ:

(صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے)

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ و مکالمہ کریں تو ہم پر واجب ہے کہ ہم انہی آداب اور شرائط کو ملحوظ رکھیں جن کو خدائے ارحم الراحمین نے جب بھی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے لحاظ رکھا ہے، دلیل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو پس ہم یوں نہیں پکاریں گے یا محمد، یا احمد، جیسا کہ نام لے کر آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہیں گے یارسول اللہ، یا نبی اللہ، اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کے ناموں سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ اور جب کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا تو نام نہیں لیا بلکہ یوں سرفراز فرمایا کہ۔ **یاایھا النبی، یاایھاالرسول، یا ایھا المزمل، یا ایھاالمدثر**، تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ جب آپ کو پکاریں اور خطاب کریں تو ضرور پاس ادب ملحوظ رکھیں۔

(کتاب العقل والنقل بحوالہ ندائے یارسول اللہ)

مذکورہ بالا سطور میں بات کتنی واضح اور صاف ہے کہ بقول ابن تیمیہ کہ ہمیں یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہیے۔ دیوبندی، وہابی بتائیں کہ ابن تیمیہ پر ان کا کیا فتویٰ ہے؟

دیوبند کے سرخیل جناب قاسم نانوتوی صاحب کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرنا اور مدد مانگنا:

دیوبند کے سرخیل جناب قاسم نانوتوی صاحب اپنے قصائد میں اس طرح کہتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامیٔ کار
(قصائد قاسمی)

مذکورہ شعر میں قاسم نانوتوی صاحب نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غائبانہ ندا بھی کی ہے اور مدد بھی مانگی ہے۔
اگر یہ عقیدہ شرک ہے تو قاسم نانوتوی صاحب پھر اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے ایک اور مقتدر پیشوا، ابن قیم کی بھی سنیئے۔ موصوف ابن تیمیہ کے شاگرد خاص ہیں:

علامہ ابن قیم جنہیں وہابی، دیوبندی بھی اپنا مقتدا مانتے ہیں وہ اپنی کتاب جلاء الافہام یہ ایمان افروز واقعہ درج فرماتے ہیں جس میں ندا غائبانہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن قیم یہ واقعہ باسند ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر محمد بن عمر (علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ میں جناب ابوبکر بن مجاہد (علیہ الرحمہ) کے پاس حاضر تھا کہ جناب شیخ شبلی علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ تو جناب ابوبکر بن مجاہد نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور ان کے ساتھ معانقہ کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا میں نے عرض کی اے سیدی آپ شبلی کے ساتھ ایسا (اچھا) سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور

جمیع اہل بغداد ان کو ایک دیوانہ تصور کرتے ہیں تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں نے شبلی کے ساتھ وہی کیا ہے جو میں نے شبلی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے، میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ جناب شبلی حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرما کر شبلی پر شفقت فرمائی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ شبلی پر اتنی شفقت فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم. الخ

اور تین بار یہ کہتا ہے۔ صلی الله علیک یامحمد۔

پھر جب شبلی آئے تو میں نے ان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسی طرح یہ واقعہ بیان فرمایا۔ جلاء الافہام ص 258 مصنفہ ابن قیم۔ القول البدیع ص 173 مصنفہ علامہ سخاوی علیہ الرحمہ۔

اسی واقعہ کو دیوبند کے بہت بڑے محدث علامہ ذکریا صاحب نے اپنی کتاب تبلیغی نصاب کے ص 104 پر درج کیا ہے۔ اس واقعہ پر نہ تو ابن قیم نے کوئی جرح کی ہے نہ ہی علامہ سخاوی علیہ الرحمہ نے کوئی جرح کی ہے اور نہ ہی دیوبند کے محدث مولوی زکریا صاحب نے۔ سب نے اس ایمان افروز واقعہ کو بلانکیر بیان کر کے اس کی صحت سے متفق ہوئے ہیں۔ مذکورہ بالا واقعہ سے چند امور ثابت ہوئے۔

(۱) ندا یا محمد، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ شرک وکفر ہے نہ ہی

بدعت و ضلالت بلکہ جائز اور زیارتِ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا باعث ہے۔

(۲) رسولِ اقدس انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امت کے اعمال سے باخبر ہیں۔

(۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ندا کرتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی خبر ہوتی ہے۔

(۴) کھڑے ہو کر ملنا یہ بھی ثابت ہوا۔

(۵) معانقہ کرنا بھی ثابت ہوا۔ جس کو دیوبندی وہابی منع کرتے رہتے ہیں۔

(۶) اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ یا محمد، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ندا کرنے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتے ہیں۔

(۷) یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قبر انور میں حیات ہیں اور غلاموں پر کرم نوازیاں فرماتے رہتے ہیں۔

(۸) یہ بھی واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قوت مشاہدہ اور علم و رویت کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں کہ سب پر نظر رکھتے ہیں۔

(۹) خواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت برحق ہے۔

(۱۰) درود و سلام پڑھنے والوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور کبھی ان کے درجات دوسرے لوگوں پر بھی ظاہر کیے جاتے ہیں تا کہ لوگ ان کا احترام کریں۔ (تلک عشرۃ کاملۃ)

ناظرین گرامی قدر مذکورہ بالا باب چہارم میں وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین کے حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین اور محبوبین کو

ندا کرنا جائز ہے اور خود منکرین کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے جیسا کہ باب چہارم میں کئی حوالہ جات درج ہیں، وہابیہ اور دیوبندیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کسی نبی یا ولی کو ندا کرنا اور ان سے مدد کا طالب ہونا شرک و کفر ہے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پھر تم اپنے ان اکابرین کو بھی مشرک کہو جن کے حوالہ جات بابِ چہارم میں درج کیے گئے ہیں۔ اور لوگوں کو کھل کر بتاؤ کہ وہ مشرک ہی مرے ہیں اور اگر تم اس بنا پر ان کو مشرک نہیں کہہ سکتے ہو نہ لکھ سکتے ہو تو پھر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کو بھی مشرک کہنے سے اللہ تعالیٰ کا خوف کرو اور مشرک کہنا چھوڑ دو اور س عقیدہ کو صحیح سمجھو کیونکہ یہ عقیدہ خود تمہارے ہی اکابرین سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ منکرین کو بھی ہدایت فرمائے آمین۔ اب بابِ چہارم اختتام کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس باب کی تکمیل ہوئی یہیں پر اس باب کو ختم کرتا ہوں اور بابِ پنجم شروع کرتا ہوں۔

(تمت بالخیر)

بابِ پنجم

ناظرینِ گرامی قدر آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اس کتاب کے بابِ اول میں مسئلہ استمداد و استعانت پر قرآنِ مجید کی 49 آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں اور بابِ دوم میں اس مسئلہ پر ایک سو ایک احادیثِ مبارکہ اور باب سوم میں اولیاء کرام کے اقوال و افعال و حکایات جن کی تعداد تقریباً 70 ہے اور باب چہارم میں اس مسئلہ کے منکرین یعنی وہابیہ اور دیابنہ کے اکابرین اور ان کی کتب سے کئی حوالہ جات پیش کئے گئے۔ اب بابِ پنجم کو بتوفیق اللہ تعالیٰ شروع کیا جاتا ہے۔ بابِ پنجم میں وہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ جن سے منکرین استدلال کرتے ہیں ان کے جوابات مذکور ہوں گے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے جس میں یہ مذکور ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اور اولیاء کرام علیہم الرضوان سے مجازی طور پر مدد چاہنا شرک و کفر ہے اور نہ ہی کوئی ایسی حدیثِ صحیح موجود ہے لیکن کیا وجہ ہے منکرین اس مسئلہ کے خلاف قرآن مجید سے بھولے بھالے لوگوں کو کافی آیات دکھلاتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ کتنی ہی آیات میں اس مسئلہ کو شرک و کفر قرار دیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ایسی کئی آیات بینات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ بت تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ تمہیں فائدہ و نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ یعنی بت ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں جو ان کی عبادت کرتے ان کو پکارتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کافروں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ان کے بتوں کی تذلیل کی ان کا ناکارہ ہونا بیان کیا اور یہ وہابیہ

دیوبندیہ حضرات اسی طرح کی آیات کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ والرضوان پر چسپاں کر دیتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو ہمارے پاس اس عقیدے کے خلاف قرآنِ مجید کے کتنے دلائل ہیں لیکن ناظرین گرامی قدر ذرا انصاف کا دامن تھام کر سوچو کہ وہ آیات جو بتوں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرنا کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ وہ لوگ کتنے ظالم اور بد بخت ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بتوں کی صف میں کھڑا کرتے ہیں اور ان مقربینِ الھیہ کو بتوں کی طرح عاجز اور بے کار اور بالکل بے اختیار سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ ایسی تحریف کے مرتکب ہو کر اپنی ہی عاقبت خراب کرتے ہیں اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔ کافروں والی آیات اہل اسلام پر چسپاں کرنا یہ گمراہ خارجیوں کی علامت ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے ملاحظہ فرمائیں وہ حدیثِ مبارکہ یہ ہے۔

حدیث:

کان ابن عمر رضی الله عنه یراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علیٰ المومنین۔

(بخاری شریف 2 ص 1024)

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو تمام مخلوقات سے زیادہ بدتر سمجھتے تھے اور فرمایا کہ وہ ان آیات کی طرف متوجہ ہوئے جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں پس انہیں ایمان والوں پر چسپاں کر دیا۔

بخاری شریف کی اس حدیثِ مبارکہ نے حقیقت حال کو واضح کر دیا ہے کہ گمراہ خارجیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ کافروں والی آیات اہل ایمان پر

چسپاں کرتے ہیں اور آج کے خارجیوں کو (یعنی وہابی دیوبندیوں) کو دیکھ لو ان کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ یہ انہیں خارجیوں میں سے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے بھی بتوں والی آیات کا مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کو ٹھہرایا اور کافروں والی آیات اہل اسلام یعنی انبیاء علیہم اور اولیاء کرام کے ماننے والوں پر چسپاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان محرفین کی تحریفات کے شر سے جملہ اہل اسلام کو محفوظ فرمائے آمین۔ اب ان آیات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جن کی تفسیر وتشریح میں یہ لوگ تحریف کر کے بھولے بھالے اہل ایمان کو ورغلاتے ہیں اور انہیں بدعقیدگی کی طرف لے جاتے ہیں۔

آیت نمبر 1.

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوالکم ان کنتم صدقین الھم ارجل یمشون ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اٰذان یسمعون بھا قل ادعوا شرکآء کم ثم کیدون فلا تنظرون.

(سورۃ الاعراف پارہ نمبر 9 آیت نمبر 194-195)

ترجمہ: بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین گرامی قدر! وہابی اس آیت کا آدھا حصہ لوگوں کو دکھلا کر سنا کر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو جی اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ بھی بندے ہیں اوران کو پکارنا محض بیکار ہے۔اس آیت میں وارد الفاظ (**عباد امثالکم**) کو دلیل بناتے ہیں اوراس طرح یہ لوگ اس آیت مبارکہ کوانبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان پر چسپاں کرتے ہیں اور بھولے بھالے لوگوں کوگمراہ کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آیئے انصاف کا دامن تھام کر دیکھیں کہ امتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر ائمہ مفسرین محدثین اجل علماء اکابرینِ امت نے اس کا کیا معنی کیا ہے کیا وہ معنی وہابیہ دیوبندیہ والا کا ہے یا کہ کچھ اور معنی کیا ہے۔

یہ لوگ آیت بھی مکمل نہیں پڑھتے ۔ اگر اسی آیت کومکمل پڑھ دیا کریں تو پھر بھی ان کا مقصد پورانہیں ہوتا، کیونکہ آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ کیا ان کے پاؤں ہیں جس سے وہ چلتے ہیں کیا ان کے ہاتھ ہیں جس سے وہ پکڑتے ہیں کیا ان کے کان ہیں جس سے وہ سنتے ہیں۔آیت کا یہ حصہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس سے مراد بت ہیں جن کے ہاتھ پاؤں آنکھ کان وغیرہ نہیں جس سے پکڑ سکیں چل سکیں دیکھ سکیں یا سن سکیں۔ بہرحال اس سے مراد بت ہیں ان وہابی لوگوں نے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام لیے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور کئی لوگوں کوبھی گمراہ کیا۔

اس آیت کی تفسیر۔تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں۔تدعون کا معنی کیا ہے (تعبدون) یعنی وہ لوگ جو اللہ کے بغیر کسی اور کی عبادت کرتے ہیں۔اور

من دون الله کا معنی کیا ہے (من الاصنام) یعنی اس آیت میں بت مراد ہیں۔
تفسیر ابن عباس صفحہ 186 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

اس آیت کی تفسیر، تفسیر بیضاوی سے:

تفسیر بیضاوی مستند معتبر تفسیر ہے علماء وبانیین کا اس پر اعتماد ہے، علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ بھی اس آیت مین بت مراد لیتے ہیں اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں۔

ان الذین تدعون من دون اللہo ای تعبدونھم وتسمونھم آلھة
یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔ اورتم نے ان کا نام معبود رکھا ہے۔

عباد امثالکم — من حیث انھامملوکۃ مسخرۃ
پس تم انہیں پکارو چاہیے کہ تم کو جواب دیں اگر تم سچے ہو۔ علامہ بیضاوی اس پر فرماتے ہیں کیونکہ بے شک وہ تمہارے معبود ہیں۔
(تفسیر بیضاوی ص 46 جلد 1 جزء الثالث مطبوعہ بیروت لبنان)

اس آیت کی تشریح، تفسیر مدارک سے:

نسفی علیہ الرحمہ اس کی تغیر میں فرماتے ہیں۔

ای تعبدونھم وتسمونھم آلھة – ای مخلوقون مملوکون امثالکم
(تفسیر مدارک التنزیل ص 570 جلد 1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)
یعنی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہواورتم نے ان کا نام معبود رکھا ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ومملوک ہیں۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر خازن سے:

تفسیر خازن پر بھی علماء امت کا اعتماد ہے اور یہ بھی معتبر تفسیر ہے علامہ خازن علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کی تفسیر وتشریح میں فرماتے ہیں۔

ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالم.

یعنی **ان الاصنام التی یعبدها هؤلاء المشرکون انماهی مملوکة لله امثالکم**

یعنی بے شک وہ بت ہیں جن کی یہ مشرکین عبادت کرتے ہیں بے شک وہ بھی تمہاری طرح اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں۔

(تفسیر خازن ص 169 جلد 1 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر معالم التنزیل سے:

امام محی السنہ امام علامہ محدث مفسر بغوی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ان الذین تدعون من دون الله - اس پر علامہ بغوی فرماتے ہیں۔

عباد امثالکم ۔ اس پر علامہ بغوی فرماتے ہیں انها مملوکة امثالکم یعنی وہ بت بھی تمہاری طرح اللہ کے مملوک ہیں۔

(تفسیر معالم التنزیل ص 222 جلد 2) (مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

اس آیت کا معنی وتشریح علامہ احمد صاوی علیہ الرحمہ سے:

علامہ صاوی علیہ الرحمہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بان المراد بکونهم امثالکم انهم مملوکون مقهورون لایمکون ضرا ولا نفعا. (حاشیۃ الصاوی علی الجلالین ص 736 جلد 1-2)

یعنی اس سے مراد کہ وہ تمہاری مثل بندے ہیں یہ ہے کہ وہ تمہاری طرح مملوک اور (اے کافرو) مقہور ہیں۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر جلالین سے:

تفسیر جلالین معتبر مستند تفسیر ہے۔ اہل سنت و جماعت کے مدارس میں باقاعدہ نصابِ تعلیم میں شامل ہے اور خود وہابی، دیوبندی بھی اپنے مدارس میں یہ تفسیر پڑھاتے ہیں اور تفسیر جلالین کے ابتدایہ میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اس میں راجح قول مذکور ہوگا۔

تفسیر جلالین میں اس کی تفسیر اس طرح ہے۔

ان الذین تدعون تعبدون۔ بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ من دون اللہ عباد. مملوکۃ۔ اللہ کے سوا وہ بھی بندے ہیں یعنی تمہاری طرح قبول کریں۔ ان کنتم صادقین. فی انہا الٰھۃ.

اگر تم سچے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے الٰھہ معبود ہیں۔

(تفسیر جلالین ص 146، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

تفسیر خزائن العرفان سے:

حضرت امام المفسرین سید العلماء صدر الافاضل حضرت سید علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں۔

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم.

اس کے تحت آپ فرماتے ہیں۔ اور اللہ کے مملوک ومخلوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو؟

آیت کے اگلے حصہ کے تحت فرماتے ہیں۔

یہ کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے کمتر کو پوج کر کیوں ذلیل ہوتے ہو۔

اس سے اگلے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ شان نزول : سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بتوں کو بُرا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں برباد ہو جاتے ہیں یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو مکروفریب کر سکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص 316، مع ترجمہ کنز الایمان، مطبوعہ پاک کمپنی)

قارئین محترم: مذکورہ بالا تمام مستند معتبر تفاسیر سے واضح ہوگیا کہ اس آیت کریمہ میں بت مراد ہیں پکارتے سے مراد عبادت ہے اور وہ مشرکین ہیں۔

امتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر مفسرین جیسے علامہ خازن، علامہ نسفی، علامہ احمد صاوی، علامہ بغوی، علامہ بیضاوی اور علامہ جلال الدین علیہم الرحمہ والرضوان۔ ان تمام مفسرین نے مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بت مراد لیے ہیں اور پکارنے سے مراد، عبادت ہے۔ یعنی مشرکین بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو بتوں کا ذلیل و عاجز ہونا بیان فرمائے لیکن یہ وہابیہ دیوبندیہ اس آیت کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر فٹ کر دیتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ اللہ کے بندے سب عاجز بے اختیار ہیں کوئی کچھ نہیں کرسکتا نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بتوں کی صف میں کھڑا ہونا یعنی ان کو بتوں کی طرح سمجھنا بے شک بے

دینی گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے شر سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

آیت کریمہ 2.

والذین تدعون من دونہٖ مایملکون من قطمیر ٥ ان تدعوھم لایسمعوا دعا کم ولو سمعوا ما استجابو الکم ویوم القیامۃ یکفرون بشر ککم ولا ینبئک مثل خبیر ٥

ترجمہ: اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں، تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہ کرسکیں، اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح۔ (کنزالایمان)

اس آیت کو پڑھ کر بھی یہ لوگ بھولے بھالے نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن کہتا ہے کہ کوئی نبی، ولی ایک چھلکے کا مالک بھی نہیں۔ (معاذ اللہ)

آیئے دیکھیں کہ اس آیت کا امتِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مفسرین نے کیا معنی کیا ہے۔

تفاسیر کے حوالہ جات پڑھنے کے بعد آپ پر یہ واضح ہو جائے گا کہ اکابرین میں کسی ایک نے بھی وہابیہ دیوبندیہ والا معنی نہیں کیا یہ صرف انہیں لوگوں کی پھیلائی ہوئی گمراہی ہے کہ نبی اور ولی کو بتوں کے برابر سمجھتے ہیں۔

اس آیت کی تشریح تفسیر ابن عباس سے:

صحابیٔ رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت میں تدعون کا معنی کرتے ہیں تعبدون۔ یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو، اللہ کے سوا وہ ایک

چھلکے کے مالک بھی نہیں ہیں۔آگے فرماتے ہیں۔آگے فرماتے ہیں۔ لانهم صم بكم لا يسمعون ۔ کیونکہ وہ نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں۔آگے فرماتے ہیں کہ: تتبرأ الآلهة من شرككم وعبادتكم جنهيں تم اله ۔معبود سمجھتے ہو وہ قیامت کے روز تمہارے شرک اور عبادت سے برأت کا اظہار کریں گے۔

(تفسیر ابن عباس ص460، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت ابن عباس صحابیٔ رسول کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ اس آیت میں پکارنے سے مراد عبادت کرنا ہے اور جو قطمیر یعنی چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں وہ بت ہیں جن کی مشرکین عبادت کرتے ہیں۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر مدارک سے:

مفسر قرآن علامہ زماں محدث جلیل فقیہ بے مثال حضرت علامہ امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی علیہ الرحمہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر مدارک التنزیل میں اس سے مراد بُت لیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

والذين تدعون من دونه۔ يعنى الاصنام التى تعبدونها من دون الله

یعنی اس سے مراد بُت ہیں جن کی تم اللہ کے بغیر پوجا کرتے ہو۔

مايملكون من قطمير . هى القشرة الرقيقة الملتفة علىٰ النواة.

قطمیر وہ باریک سا پردہ ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتا ہے۔

ان تدعوهم – اى الاصنام

یعنی اگر تم ان بتوں کو پکاروں۔

لايسمعوا دعآء كم – لانهم جماد

وہ تمہاری پکاریں سنیں گے کیونکہ وہ جماد ہیں۔

(تفسیر مدارک التنزیل ص1420 جلد3) (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے کتنی وضاحت فرما دی ہے کہ اس آیت میں جو بیان کیا گیا ہے وہ قطمیر کے بھی مالک نہیں اس سے مراد بُت ہیں اور پکار سے مراد ان کی عبادت ہے۔ بُرا ہو ان بے دینوں کا جو اس آیت کو مقربین بارگاہِ الوہیت پر فٹ کرتے ہیں اور انہیں بتوں کی صف کھڑا کرتے ہیں۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر معالم التنزیل سے:

علامہ جلیل مفسر قرآن محدث بے مثال علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی علیہ الرحمہ اپنی شرہ آفاق تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت میں مراد بت لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

والذین تدعون من دونه – یعنی الاصنام

یعنی اس آیت میں مراد بُت ہیں۔ پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

ان تدعوهم – یعنی ان تدعو الاصنام.

یعنی اگر تم ان بتوں کو پکارو (تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے)

(تفسیر معالم التنزیل ص 568 جلد 3، مطبوعہ ادارۂ تالیفات اشرقیہ ملتان)

علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے بات کتنی واضح کر دی ہے کہ اس آیت میں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں وہ بت ہیں۔ لیکن برا ہوں ان بے دینوں کا جو اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام لیتے ہیں اور بتوں والی آیات اللہ کے پیاروں پر فٹ کرتے ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر بیضاوی سے:

علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ بھی اس آیت میں بُت مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ان تدعوهم لایسمعوا دعآء کم — لانهم جماد

یعنی اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔ کیونکہ وہ جماد ہیں۔

(تفسیر بیضاوی ص 256 جلد 2، الجزء الرابع سورۃ الفاطر)

(مطبوعہ بیروت لبنان)

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر خازن سے:

مفسر قرآن علامہ امام جلیل علاء الدین علی بن محمد خازن علیہ الرحمہ اپنی مشہور ومعروف تفسیر خازن میں بھی اس آیت میں بُت مراد لیتے ہیں۔

والذین تدعون من دونہٖ — یعنی الاصنام

یعنی اگر تم ان کو پکارو۔ اس سے مراد بت ہیں۔

(تفسیر خازن صفحہ 532 ج 3 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر جلالین سے:

تفسیر جلالین وہ مستند معتبر تفسیر ہے جو کہ تقریباً تمام مدارس کے نصابِ تعلیم میں شامل ہے، خود، دیو بندی وہابی بھی اپنے مدارس میں اس تفسیر کو پڑھاتے ہیں۔ اس تفسیر سے آیتِ مذکورہ کا معنی وتشریح ملاحظہ فرمائیں۔

والذین تدعون = تعبدون

من دونہٖ = ای غیرہ وھم الاصنام

مایملکون من قطمیر

(تفسیر جلالین ص 365 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بُت ہیں جو کہ ایک چھلکے کے مالک بھی نہیں ہیں۔

ناظرین گرامی قدر! تفسیر جلالین میں اس بات کو کتنا واضح بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت میں جو بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک چھلکے کے مالک بھی نہیں ہیں اس سے مراد بُت ہیں۔ لیکن براہوان بے دینوں کا جو اس بتوں والی آیت کو انبیاء کرام، اولیاء کرام پر فٹ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی، ولی ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

تفسیر خزائن العرفان سے:

علامۃ الدھر محدثِ جلیل امام العلماء حضرت سیدی صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ بھی اس آیت میں بت مراد لیتے ہیں۔

آپ اسی آیت کے تحت حاشیہ نمبر 43 کو تحت فرماتے ہیں یعنی بت ہیں اور حاشیہ نمبر 44 کے تحت فرماتے ہیں کیونکہ جماد بے جان ہیں اور حاشیہ نمبر 45 کے تحت فرماتے ہیں کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے۔

(تفسیر خزائن العرفان ص 785، مع ترجمہ کنز الایمان مطبوعہ پاک کمپنی)

ناظرین گرامی قدر: مذکورہ بالا ان تمام تفاسیر سے واضح ہو گیا کہ اس آیت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کے تصرفات کی نفی ہے اور نہ ہی اولیاء کرام کے تصرفات کی بلکہ بتوں کے تصرف و اختیار کی نفی ہے جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے بتوں اور کافروں مشرکوں کی تذلیل کی ہے۔ لیکن براہوان بے دینوں کا جو اس بتوں والی آیت کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان پر چسپاں کرتے ہیں خود بھی گمراہ ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہود یانہ تحریفات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے جملہ اہل اسلام کو محفوظ رکھے آمین۔

آیت نمبر 3.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیاء وھم تخلقون o
اموات غیر احیآء وما یشعرون ایان یبعشونo

ترجمہ: اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اُٹھائے جائیں گے۔
(ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین گرامی ! اس آیت میں بھی یہ بے دین لوگ، انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو مراد لیتے ہیں اور اس طرح انہیں مردہ اور بے اختیار ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں جب کہ اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بتوں کی تذلیل کی ہے اور کافروں کو رسوا کیا ہے، آیئے دیکھیں کہ امت کے جلیل القدر مفسرین نے کیا معنی کیا ہے۔ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر ابن عباس سے:

تفسیر ابن عباس میں واضح طور پر اس آیت میں مراد بُت لیے ہیں۔

والذین یدعون – یعبدون

ترجمہ: وہ جو اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں۔

من دون اللہ لا یخلقون شیآء – لایقدرون ان یخلقوا شیآء

ترجمہ: وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ یعنی انہیں کچھ قدرت حاصل نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کریں۔

وھم یخلقون اموات – اصنام اموات

اور وہ خود بنائے گئے ہیں مردہ ہیں۔ اور وہ بت ہیں جو کہ مردہ ہیں۔

(تفسیر ابن عباس ص 284 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

تفسیرِ ابن عباس میں یہ بات کتنی واضح ہے کہ اس آیت میں بت مراد ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر بیضاوی سے:

علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ اس کی تفسیر فرماتے ہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ. ای ، الآلھۃ الذین تعبدونھم من دونہ

(تفسیر بیضاوی ص 223 ج 1 الجزء الثالث سورۃ النحل، مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔ یعنی وہ تمہارے معبود جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔

علامہ بیضاوی نے واضح کر دیا ہے کہ اس آیت میں بت مراد ہے اور ان کی پوجا کرنے والے ہیں۔ کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو اس آیت کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کی تفسیر وتشریح تفسیر خازن سے:

علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن علیہ الرحمہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس آیت میں بُت اور کفار ومشرکین مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

والذین یدعون من دون اللہ – یعنی الاصنام التی تدعون انھا آلھۃ من دون اللہ

وہ جو اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ یعنی وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو، اللہ کے سوا۔

اموات = ای جمادات میتتہ لاحیاۃ فیھا.

غیر احیآء = والمعنی لو کانت ھذہ الاصنام آلھۃ کما تزعمون لکانت احیآء

وما یشعرون = یعنی ھذہ الاصنام

(تفسیر خازن ص 118 ج 3 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اموات سے مراد بُت ہیں۔ وہ بت نہیں شعور رکھتے وہ ہمیشہ کے لئے مردہ ہیں۔

علامہ خازن کی تشریح سے بھی واضح ہوگیا کہ اس آیت میں بت مراد ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر مدارک سے:

علامہ مدارک علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

والذین یدعون = والآلھۃ الذین یدعوھم الکفار

اور جن کی وہ پوجا کرتے ہیں اللہ کے سوا وہ ان کے بت ہیں جن کو کفار معبود مانتے ہیں الخ بقدر الحاجہ۔

(تفسیر مدارک ص 860 ج 2 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر معالم التنزیل سے:

علامہ محدث فقیہ بغوی علیہ الرحمہ اس آیت میں بت مراد لیتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

والذین یدعون من دون اللہ = یعنی الاصنام

وہ جو اللہ کے سوا پوجتے ہیں = اور وہ بُت ہیں۔

لا یخلقون شیآ وھم یخلقون اموات = ای الاصنام

وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود بنائے گئے ہیں مردہ ہیں = اور وہ

بت ہیں۔

غیر احیآء وما یشعرون = یعنی الاصنام

ان میں زندگی نہیں ہے اور نہ وہ کچھ جانتے ہیں = اور وہ بُت ہیں۔

(تفسیر معالم التنزیل ص 65 ج 3 ،مطبوعہ ادارہ تالیفات الشرقیہ ملتان)

ناظرین گرامی قدر! علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ فرما دیا ہے کہ اس آیت میں جنہیں مردہ کہا گیا ہے اور جن سے علم وشعور کی نفی کی گئی ہے؟ وہ بت ہیں۔ لیکن اس کے برعکس وہابیہ اور دیانبہ اس آیت کو بھی اللہ تعالیٰ کے محبوبوں پر فٹ کرتے ہیں اور ان سے علم وتصرف کی نفی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے جملہ اہل اسلام کو محفوظ رکھے یہ لوگ اللہ کی پاک کلام کے ساتھ خیانت کرتے ہیں اور ذرا بھی حیا نہیں فرماتے بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں خود بھی گمراہ ہیں اوروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

اس آیت کا معنی وتفسیر۔ تفسیر جلالین سے:

والذین یدعونن = تعبدون.

من دون الله = وهو الاصنام

لا یخلقون شیآء وهم یخلقون = یصورون من الحجارة وغیرها

اموات = لا روح فیهم

غیر احیآء وما یشعرون = ای الاصنامْ

(تفسیر جلالین ص 217 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ: پکارنے سے مراد عبادت ہے، اور من

دون اللہ سے مراد بُت ہیں وہ مردہ ہیں ان بتوں میں حیات نہیں ہے اور نہ ہی یہ بت کوئی علم وشعور رکھتے ہیں۔

ناظرین کرام ! مذکورہ بالا مفسرین کی مستند معتبر تفاسیر سے دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت میں بت مراد ہیں اور انہیں سے اللہ تعالیٰ نے حیات وعلم وشعور کی نفی بیان کی ہے اور انہیں سے تصرف وقدرت کی نفی کی ہے، لیکن بُرا ہو نجدیوں کا کہ اس آیتِ مبارکہ کو بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ والرضوان پر چسپاں کرتے ہیں اور یوں تحریفِ قرآن کے مرتکب ہو کر طریقہ یہود و نصاریٰ پر چلتے ہیں اور اپنا ایمان برباد کرتے ہیں اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں کتنے ظالم ہیں یہ لوگ جو توحید باری تعالیٰ کا نام لے کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے بے ادبی وتوہین کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو بتوں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں۔

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر سے پناہ عطا فرمائے اور بھولے بھالے سنی نوجوانوں کو ان کی منافقانہ روش سے محفوظ فرمائے آمین۔

آیت نمبر 4

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

حتی اذا جآء تھم رسلنا یتوفونھم قالوا این ما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا وشھدوا علٰی انفسھم انھم کانوا کافرین.

(سورۃ الاعراف آیت نمبر 37)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے

آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے۔

حضرات گرامی قدر! اس آیت کو بھی یہ لوگ دلیل بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اس آیت کو بھی محبوبین الھیہ پر فٹ کرتے ہیں جبکہ اس میں مراد بُت ہیں جن کی کافر پوجا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا معنی ابن عباس سے:

تفسیر ابن عباس میں اس کی تشریح اس طرح ہے۔

حتی اذا جآء تھم رسلنا = یعنی ملک الموت واعوانہٖ

یعنی جب ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے ان کے پاس آئے۔

یتوفونھم = یقبضون ارواحھم

تا کہ ان کی ارواح قبض کریں۔

قالوا = عند قبض ارواحھم

تو انہوں نے قبض ارواح کے وقت کہا۔

این ما کنتم تدعون = تعبدون

وہ کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے بغیر پوجا کرتے تھے۔

من دون اللہ = فیمنعونکم عنا

پس چاہیے کہ وہ تمہیں ہم سے بچالیں۔

(تفسیر ابن عباس ص 167) (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں بھی تدعون کا معنی تعبدون کیا ہے، یعنی کفار و مشرکین بتوں کی عبادت

کرتے تھے۔

اس آیت کا معنیٰ تفسیر بیضاوی سے:

علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ بھی اس سے مراد کافروں کے معبود یعنی بُت مراد لیتے ہیں۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اینما کنتم تدعون من دون الله. ای این الآلهة التی کنتم تعبدونها. (تفسیر بیضاوی ص 12 ج 1، الجزء الثالث سورۃ الاعراف آیت نمبر 37) (مطبوعہ بیروت لبنان)

یعنی وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو۔

معلوم ہوا کہ علامہ بیضاوی بھی اس سے مراد کفار کے آلھہ یعنی معبود مراد لیتے ہیں۔

اس آیت کا معنیٰ وتشریح تفسیر خازن سے:

علامہ خازن علیہ الرحمہ بھی اس آیت میں مراد کفار کے آلھہ یعنی بُت مراد لیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اینما کنتم تدعون من دون الله۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والمعنی این الذین کنتم تعبدونهم من دون الله.

(تفسیر خازن ص 91 ج 1 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ، اکوڑہ خٹک)

یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ فرشتے کفار کی قبضِ ارواح وقت کہتے ہیں کہ اب وہ کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔

اس تفسیر سے بھی واضح ہے کہ اس سے مراد بُت اور کافر ہیں۔

اس آیت کا معنیٰ تفسیر معالم التنزیل سے:

علامہ بغوی علیہ الرحمہ بھی اس سے مراد کفار کے معبود مراد لیتے ہیں جن کی وہ پوجا کرتے ہیں علامہ بغوی علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: **اینما کنتم تدعون** کی تفسیر **تعبدون** سے کرتے تھے۔ دیکھئے تفسیر معالم التنزیل ص 159 ج 2 یعنی وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔

(مطبوعہ ادارہ تالیفات الشرفیہ)

آیت نمبر 5.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

والذین تدعون من دونہٖ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرونo وان تدعوھم الی الھدٰی لا یسمعوا وترٰھم ینظرون الیک وھم لایبصرونo

ترجمہ: اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں، اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

(سورۃ الاعراف آیت نمبر 197-198 پارہ نمبر 9)

ناظرین گرامی! وہابیہ، دیابنہ اس آیت سے بھی دلیل پکڑ کر کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن شریف فرما رہا ہے کہ یہ نبی، ولی نہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت کو بھی محبوبانِ خدا پر چسپاں کرتے ہیں۔ جبکہ اس آیت میں بھی مراد بُت ہیں اور انہیں بُتوں سے ہی اللہ تعالیٰ نے مدد کی نفی کی ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر ابن عباس سے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔

والذین تدعون = تعبدون

من دونہٖ = تعبدون

من دونہٖ = من دون اللہ من الاوثان

کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا وہ بُت ہیں۔

(تفسیر ابن عباس ص 187) (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس آیت کا معنی تفسیر بیضاوی سے:

والذین تدعون من دونہٖ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون وان تدعوھم الی الھدیٰ لا یسمعوا وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون.

اس آیت کے تحت علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔

یشبھون الناظرین الیک لانھم صوروا بصورۃ من ینظر الی من یواجھہ. (تفسیر بیضاوی ص 46 ج 1)

(الجزء الثالث سورۃ الاعراف آیت نمبر 197-198)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بُت اس طرح بنائے گئے ہیں کہ جب کوئی ان کی طرف دیکھے تو اس طرح لگتا ہے جیسے وہ دیکھ رہے ہیں یعنی بُت۔

اس آیت کا معنی تفسیر خازن سے:

علامہ خازن علیہ الرحمہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں۔

وذھب اکثر المفسرین الی ان ھذہ الآیۃ ایضا واردۃ فی

صفات الاصنام لانها جماد لا تضر ولا تنفع ولا تسمع ولا تبصر.

(تفسیر خازن ص 170 ج 2، مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

اور اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت بتوں کی صفات کے بارے میں وارد ہوئی ہے کیونکہ وہ محض جماد ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔

ناظرین گرامی قدر! علامہ خازن علیہ الرحمہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ یہ واضح کر دیا ہے کہ آیہ مذکورہ میں بُت مراد ہیں اور یہی اکثر مفسرین کا فیصلہ ہے انہیں بتوں سے ہی اللہ تعالیٰ نے نفع و نقصان کی نفی کی ہے انہیں بتوں سے ہی مدد و تصرف کی نفی کی ہے۔ لیکن کیا کریں ایک وہابیہ دیوبند یہ ہیں کہ وہ آیت میں نبی اور ولی مراد لیتے ہیں اور اس طرح اللہ کے محبوبوں سے مدد وتصرف کی نفی کرتے ہیں۔ یہ بھی کیسا یتیم مذہب ہے کہ بیچارے جب تک قرآن وحدیث میں تحریف نہیں کرتے ان کا مقصد ہی ثابت نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ لوگ تحریف معنوی میں بڑے ماہر ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اس آیت کا معنی تفسیر مدارک سے:

علامہ نسفی علیہ الرحمہ اس سے بت مراد لیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یشبهون الناظرین الیک لانهم صورو اصنامهم بصورة الخ بقدر الحاجة. (تفسیر مدارک ص 571 ج 1)

(مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

کفار نے اپنے بتوں کی اس طرح صورتیں بنائی ہیں کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ یعنی بت دیکھ رہے ہیں۔

علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت میں بُت مراد لیے ہیں جیسا کہ واضح ہے۔

اس آیت کا معنی تفسیر معالم التنزیل سے:

علامہ بغوی علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

وان تدعوھم الی الھدیٰ لایسمعوا۔ کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی الاصنام۔ (تفسیر معالم التنزیل ص 223، ج 2)

(مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یعنی اس سے مراد بُت ہیں۔

ناظرین گرامی قدر! مذکورہ بالا مفسرین سے واضح ہو گیا کہ اس آیت میں مراد بُت ہیں انہیں سے ہی کمالات کی نفی ہے۔ وہ لوگ بے شک گستاخ بے ادب ہیں گمراہ ہیں جو بتوں والی آیات محبوبانِ خدا پر چسپاں کرتے ہیں اور کفار والی آیات اہل اسلام پر اللہ تعالیٰ ان کے شر سے جملہ اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

آیت نمبر 6.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لـه دعـوة الحق والذين يدعون من دونهٖ لا يستجيبون لهم بشـيء الا كبـاسـط كـفيـه الـى الـمآء ليبلغ فاه وما هو ببالغهٖ وما دعآء الكافرين الا فى ضلال. (سورۃ الرعد آیت نمبر 14 پارہ نمبر 13)

ترجمہ: اسی کا پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی

ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ناظرین مکرم! وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ اس آیت کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان سے مدد مانگنے والا اس شخص کی طرح ہے جو پیاسا پانی کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے اس کے باوجود پانی اس کے منہ میں نہ جائے گا۔ کیونکہ پانی نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی حاجت روائی کر سکتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ اس آیت کو بھی محبوبانِ خدا پر فٹ کرتے ہیں جو کہ سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں بتوں اور کافروں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین گرامی قدر! گذشتہ آیات بینات کی طرح اس آیت میں بھی پکار سے مراد عبادت ہے اور وہ بتوں کی عبادت کرنے والے کفار و مشرکین ہیں کیونکہ اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ ارشاد فرما دیا ہے کہ کافروں کی دعا بھٹکتی پھرتی ہے یعنی کافروں کی دعا بے کار ہے۔ جب اس آیت میں کافروں کا ذکر ہے تو اس آیت کو اہل اسلام پر چسپاں کرنا یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے خارجیوں کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کافروں والی آیات اہل اسلام پر فٹ کرتے ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان سے اس کا معنی وتشریح:

محدث جلیل علامہ زماں فقیہ بے مثال فخر العلماء صدر الافاضل سیدی خواجہ حضرت نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کی تشریح میں حاشیہ نمبر 40 کے تحت فرماتے ہیں یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور لا الہ الا اللہ یا یہ معنی ہیں کہ وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسی سے دعا

کرنا سزاوار ہے۔ پھر حاشیہ نمبر 41 کے تحت فرماتے ہیں۔ معبود جان کر یعنی کفار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ پھر حاشیہ نمبر 42 کے تحت فرماتے ہیں، تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کنویں سے نکل کر اس کے منہ میں نہ آئے گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو جانے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچانے نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اپنے مقتضائے طبیعت کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور نہ وہ ان کے نفع پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنزالایمن ص 452، مطبوعہ پاک کمپنی)

اس کا معنی وتشریح تفسیر ابن عباس سے:

جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت میں لفظ یدعون کا معنی یعبدون کرتے ہیں۔ یعنی وہ جو اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر آیت کے آخر میں فرماتے ہیں۔

کذلک لا تنفع الاصنام من عبدھا.

(تفسیر ابن عباس ص 263 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

یعنی اس طرح بت ان کو نفع نہیں دے سکتے جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر خازن سے:

والذین یدعون من دونہ کے تحت علامہ خازن فرماتے ہیں۔

یعنی والذین یدعونھم آلھۃ من دون اللہ وھی الاصنام التی یعبدونھا = بقدر الی (تفسیر خازن ص 58 ج 3 مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

یعنی وہ جو ان کو پکارتے ہیں معبود جان کر اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔
جو ان کا جواب نہیں دے سکتے نہ نفع ونقصان دے سکتے ہیں۔
علامہ خازن علیہ الرحمہ نے اس آیت میں بت اور کافر مراد لیے ہیں
جیسا کہ ان کی تفسیر سے ظاہر ہے۔

اس آیت کا معنی تفسیر مدارک سے:

والذین یدعون کے تحت علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
والآلهة الذين يد عوهم الكفار. الخ
اور وہ بت جنہیں کفار معبود سمجھ کر پکارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد:
وما دعاء الكافرين الا في ضلال کے تحت علامہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
في ضياء لا منفعة فيه لا نهم ان دعوا الله لم يحببهم وان دعوا الاصنام
لم تستطع اجابتهم۔ (تفسیر مدارک التنزیل ص 803 ج 2)
(مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
اور کافروں کی دعا بے کار ہے کہ تحت فرماتے ہیں کہ: یعنی ان کی دعا
ضائع ہے جس میں کچھ نفع نہیں کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ ان کی
دعا قبول نہیں کرتا اور اگر بتوں کو پکاریں تو وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں
رکھتے۔ (اس لیے ان کی دعا ہر طرح بے کار ہے)
علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت میں مراد بت اور کفار لیے ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر معالم التنزیل سے:

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد۔ والذین یدعون من دونہ کے تحت علامہ
بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ای یعبدون الاصنام من دون اللہ تعالیٰ۔

(تفسیر معالم التنزیل ص 12 ج 3) (ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یعنی وہ جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا۔

علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت میں مراد بت اور کفارو مشرکین لیے ہیں جیسا کہ ان کی تفسیر سے واضح طور پر عیاں ہے۔

آیت نمبر 7.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا له ط ان الذین تدعون من دون الله لن یخلقوا ذبابا ولوا جتمعوا له ط وان یسلبهم الذباب شیئا لا یستنقذوه منه ط ضعف الطالب والمطلوب o (سورۃ الحج آیت نمبر 73)

ترجمہ: اے لوگو ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اس کان لگا کر سنو، وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ (ترجمہ کنز الایمان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

وہابیہ دیوبندیہ اس آیت کو بھی محبوبانِ خدا پر فٹ کرتے ہیں اور محبوبانِ خدا سے تصرف و اختیار کی نفی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اس سے مراد بھی بت اور کفار ہیں جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس کا معنی وتشریح تفسیر خزائن العرفان سے:

محدث جلیلل مفسر قرآن سید العلماء صدر الافاضل سیدی خواجہ حضرت نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت حاشیہ نمبر 185 پر فرماتے ہیں اور اس خوب غور کرو وہ کہاوت یہ ہے کہ تمہارے

بت۔ پھر حاشیہ نمبر 186 کے تحت فرماتے ہیں۔ ان کی عاجزی اور بے قدری کا یہ حال ہے کہ وہ عنایت چھوٹی سی چیز۔ پھر حاشیہ نمبر 187 کے تحت فرماتے ہیں۔ تو عاقل کو کب شایاں ہے کہ ایسے کو معبود ٹھہرائے ایسے کو پوجنا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ پھر حاشیہ نمبر 188 کے تحت فرماتے ہیں۔ وہ شہد و زعفران وغیرہ جو مشرکین بتوں کے منہ اور سروں پر ملتے ہیں جس پر مکھیاں بھنکتی ہیں پھر حاشیہ نمبر 189 کے تحت فرماتے ہیں۔ ایسے کو خدا بنانا اور معبود ٹھہرانا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے پھر حاشیہ نمبر 190 کے تحت فرماتے ہیں۔ چاہنے والے سے بت پرست اور چاہیے ہوئے سے بت مراد ہے یا چاہنے والے سے مکھی مراد ہے جو بت پر سے شہد و زعفران کی طالب ہے اور مطلوب سے بت۔

(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنزالایمان نمبر 613، مطبوعہ پاک کمپنی)

اس آیت کا معنی تفسیر ابن عباس:

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیتِ مذکورہ کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔

ان الذین تدعون = تعبدون

من دون الله = من الاوثان

بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا وہ بت ہیں۔

(بقدر الحاجه ۔ تفسیر ابن عباس ص 357 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت مذکورہ میں مراد بت لیے ہیں جیسا کہ تفسیر سے ظاہر ہے۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر خازن سے:

مفسر قرآن محدث جلیل علامہ علاؤ الدین خازن علیہ الرحمہ بھی آیتِ مذکورہ میں مراد بُت لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ان الذین تدعون من دون اللہ = یعنی الاصنام

لن یخلقوا ذبابا ولوا جتمعو الہ = والمعنی ان ھذہ الاصنام لو اجتمعت

لم یقدرو اعلیٰ خلق ذبابة – الخ. (تفسیر خازن ص 317 ج 3)

(مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

جن کی تم اللہ کے بغیر عبادت کرتے ہو یعنی وہ بت ہیں۔

علامہ خازن اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر تمام بت بھی جمع ہو جائیں تو ایک مکھی بھی پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔

علامہ خازن علیہ الرحمہ کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں مراد بُت ہیں۔

اس آیت کا معنی وتفسیر۔ مدارک التنزیل سے:

ان الذین تدعون من دون اللہ = آلھة باطلة

یعنی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے باطل معبود ہیں۔

علامہ نسفی علیہ الرحمہ اس آیت کے آخر میں فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انھم کانوا یطلونھا بالزعفران ورئوسھا بالعسل فاذا سلبہ الذباب عجز الاصنام عن اخذہ.

(تفسیر مدارک التنزیل ص 1089) (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کفار و مشرکین بتوں پر زعفران ملتے تھے اور ان کے سروں پر شہد ملتے تھے جب مکھی بت پر سے کوئی چیز لے جاتی یعنی شہد و زعفران وغیرہ تو بت اس سے عاجز ہیں کہ وہ اس سے کوئی چیز واپس لے سکیں۔

علامہ نسفی علیہ الرحمہ کی تفسیر سے بھی یہ بات واضح ہو گی کہ آیتِ مذکورہ میں مراد بُت ہیں اور ان کے پوجنے والے کفار و مشرکین مراد ہیں۔

لیکن بُرا ہو ان بے دینوں کا جو بتوں والی آیات کو محبوبانِ خدا پر چسپاں کرتے ہیں اور کافروں والی آیات دیگر اہل اسلام پر فٹ کرتے ہیں خود بھی گمراہ ہیں اوروں کی گمراہی کا سبب بھی بنتے ہیں یہ کیسے خطرناک لوگ ہیں جو کہ توحید کا نام لے کر شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں اور دیگر محبوبانِ خدا کے کمالات کے منکر ہیں اور ان کی کاوش ہے کہ (معاذ اللہ) باقی لوگ بھی اسی طرح ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر معالم التنزیل سے:

محدث بے مثال مفسر قرآن علامہ جلیل علامہ بغوی علیہ الرحمہ بھی آیتِ مذکورہ میں بت مراد لیتے ہیں۔

ان الذین تدعون من دون الله = یعنی الاصنام

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا = یعنی وہ بت ہیں۔

پھر علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

کانو ایطلون الاصنام بالزعفران فاذا جف جآء الذباب فاستلب منه۔

یعنی کفار و مشرکین بتوں پر زعفران وغیرہ ملتے تھے۔

(تفسیر معالم التنزیل ص 298 ج 3) (مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ الشرفیہ ملتان)

علامہ بغوی علیہ الرحمہ کی تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ آیتِ مذکورہ میں مراد بت ہیں اور کفار مشرکین۔ ان بتوں سے اللہ تعالیٰ کے کمالات کی نفی ہے نہ کہ اپنے پیاروں کے کمالات کی۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر جلالین سے:

تفسیر جلالین جو کہ معتبر مستند تفسیر ہے اس میں بھی آیہ مذکورہ میں مراد بت ہی لیے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ان الذين تدعون = تعبدون

من دون الله = اى غيره وهم الاصنام

جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ بت ہیں۔

(تفسیر جلالین ص 286 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس کا معنی وتشریح تفسیر صاوی سے:

علامہ احمد صاوی علیہ الرحمہ بھی آیہ مذکورہ میں مرد بت ہی لیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اى لانهم كانوا يطلون الاصنام بالزعفران ورؤسها بالصل .... بقدر الحاجه.

(حاشیہ الصاوی علیٰ تفسیر الجلالین ص 1353 ج 3-4 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یعنی بے شک کفار ومشرکین بتوں پر زعفران وغیرہ ملتے تھے اور ان کے سروں پر شہد وغیرہ .... الخ

ناظرین گرامی قدر! مذکورہ بالا تمام تفاسیروں سے اس آیتِ کریمہ کا معنی واضح

ہو گیا کہ اس آیتِ مذکورہ میں بت مراد ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کمالات کی نفی کی ہے، اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک تو بتوں کا عاجز ہونا بے اختیار ہونا بیان کرے اور یہ وہابیہ دیوبندیہ اسی آیت کا مصداق انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کو ٹھہراتے ہیں اور اس طرح سازش کر کے تحریف معنوی کر کے محبوبانِ خدا سے اپنی عداوت کا ثبوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو بے شمار کمالات عطا کیے ہیں جس کی تفصیل اسی کتاب کا بابِ اول ملاحظہ فرمائیں جو کہ آیاتِ بینات پر مشتمل ہے۔ اور باب دوم ملاحظہ فرمائیں جو کہ صرف احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے۔ قرآن و حدیث تو بار بار محبوبانِ خدا کے کمالات کو بیان کرتے ہیں پھر معلوم نہیں ان بے دینوں کو قرآن و حدیث سے کیوں چڑ ہے اور بتوں والی آیات ان پر فٹ کرتے رہتے ہیں۔

آیت نمبر 8.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمونo

(سورۃ العنکبوت آیت نمبر 41 پارہ نمبر 20)

ترجمہ: ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لیے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر، کیا اچھا ہوتا اگر جانتے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

وہابیہ، دیوبندیہ وغیرہ اس آیت کو بھی دلیل بنا کر محبوبانِ خدا کے کمالات کی نفی کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اس آیت میں بھی بتوں کی مذمت اور ان

کی پوجا کرنے والوں کی مذمت ہے تفصیل حاضر ہے۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر خزائن العرفان:

محدث بے مثال فقیہ اکمل فخر العلماء والمشائخ حضور سیدی صدر الافاضل خواجہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ نمبر 101 کے تحت فرماتے ہیں۔ یعنی بتوں کو معبود ٹھہرایا ہے ان کے ساتھ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور واقع میں ان کے عجز و بے اختیاری کی مثال یہ ہے جو آگے ذکر فرمائی جاتی ہے۔ پھر حاشیہ نمبر 102 کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنے رہنے کے لئے نہ اس سے گرمی دور ہو نہ سردی نہ گرد و غبار و بارش کسی چیز سے حفاظت ایسے ہی بُت ہیں کہ اپنے پوجاریوں کو نہ دنیا میں نفع پہنچا سکیں نہ آخرت میں کوئی ضرر پہنچا سکیں۔ پھر حاشیہ نمبر 103 کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔ ایسے ہی سب دینوں میں کمزور اور نکما دین بت پرستوں کا دین ہے (فائدہ) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو یہ ناداری کا باعث ہوتے ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنز الایمان ص 722، مطبوعہ پاک کمپنی)

تفسیر ابن سے اس آیت کا معنی:

تفسیر ابن عباس میں بھی اس آیت میں مراد بُت لیے ہیں۔

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء

اس کی تفسیر میں ہے۔ عبدوا = اربابا من الاوثان

(تفسیر ابن عباس ص 421 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

یعنی جنہوں نے بتوں کو معبود بنا لیا ہے۔

اس آیت کا معنی وتشریح تفسیر معالم التنزیل سے:

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیا = ای الاصنام یرجون نصرها ونفعها......فکذالک الاوثان لا تملک لعابدیها نفعا ولا ضراً.

(تفسیر معالم التنزیل ص 468 ج 3، مطبوعہ ادارہ تالیفات الشرفیہ ملتان)

یعنی اس سے مراد بُت ہیں جن سے مدد اور نفع کی امید کفار ومشرکین رکھتے ہیں۔ اسی طرح بت ہیں جو کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

اس آیت کا معنی اور تشریح تفسیر خازن سے:

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء =
یعنی الاصنام یرجون نصرها ونفعها .... فکذالک
الاوثان لا تملک لعابدها نفعا ولا ضراً.

(تفسیر خازن ص 451 ج 3، مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

یعنی اس سے مراد بت ہیں جن کی مدد اور نفع کی امید کفار ومشرکین رکھتے ہیں۔

پس اس طرح بت کچھ بھی مِلک نہیں رکھتے۔ نہ نفع کی نہ نقصان کی۔

اس آیت کی تشریح تفسیر جلالین سے:

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء =
ای اصناماً یرجون نفعها .... کذلک الاصنام
لا تنفع عابدیها =

(تفسیر جلالین ص 338 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

یعنی اس سے مراد بت ہیں کفار ومشرکین جن سے نفع کی امید رکھتے ہیں۔

پس اسی طرح بت ان کو نفع نہیں دے سکتے جو بتوں کی پوجا کرنے والے ہیں۔

جمہور مفسرین سے اس آیت میں مراد بت ہی لیے ہیں تقریباً یہی مضمون بالفاظ متقاربہ اکثر تفسیروں میں ہے۔

ناظرین گرامی قدر: مذکورہ بالا تفسیروں سے عیاں ہے کہ اس آیت میں بت مراد ہیں اور بتوں کی یہی مذمت ہے انہیں سے نفع و مدد کی نفی کی گئی ہے۔ لیکن بُرا ہو ان بے دینوں کا جو اس آیت کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان پر چسپاں کرتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر 9.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

افحسب الذين كفروا ان يتخذوا عبادی من دونی اولياء انا اعتدنا جهنم للكافرين نزلا = (سورۃ الکھف آیت نمبر 102 پارہ نمبر 16)

ترجمہ: تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین گرامی! کافرو مشرک کہتے ہیں۔ جبکہ آیت میں بالکل واضح موجود ہے کہ یہ آیت کافروں کی مذمت میں ہے اور کافروں کا ذکر بالکل واضح طور پر موجود ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو ساری مخلوق سے زیادہ شریر سمجھتے تھے کیونکہ وہ کافروں والی آیات مسلمانوں پر فٹ کرتے تھے۔ اب وہابیہ وغیرہ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ ان کا یہ طریقہ کن سے ملتا ہے۔

اس آیت کا معنی تفسیر ابن عباس سے:

ان یتخذوا عبادی = ان یعبدوا عبادی
یعنی کافر ومشرک عبادت کرتے ہیں میرے بندوں کی۔
من دونی اولیاء = اربابا بان ینفعوھم فی الدنیا والآخرہ
انہیں معبود بنا کرتا کہ وہ انہیں دنیا وآخرت میں نفع پہنچائیں۔
(تفسیر ابن عباس ص 318، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)
معلوم ہو گیا کہ اس آیت میں کافروں مشرکوں کا رد ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بناتے۔ اور یقیناً یہ شرک وکفر ہے جو اللہ کے بغیر کسی اور کو مستحق عبادت سمجھے یا کسی کو اس کا شریک سمجھے وہ یقیناً کافر وشرک ہے، لیکن بُرا ہو ان بے دینوں کا جو کافروں والی آیات اہل اسلام پر فٹ کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس آیت کا معنی تفسیر خازن سے:

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیآء = یعنی اربابا یرید عیسی والملائکۃ بل ھم لھم اعداء یتبرؤن منھم. (تفسیر خازن ص 227 ج 3، مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)
یعنی جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور فرشتوں کو معبود بنا لیا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے ان کی حمایت نہیں کریں بلکہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے برأت کا اظہار کریں گے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی بھی عبادت کرے وہ کافر مشرک ہے۔ تو اس آیت میں ان کافروں کا رد ہے جو عیسیٰ بن مریم علیہ لسلام کی اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں

یا ان کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں لیکن بُرا ہو ان نجدیوں کا جو اس آیت کو پڑھ کر غلط مفہوم بیان کر کے اہل اسلام کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔

اس آیت کا معنی تفسیر معالم التنزیل سے:

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء =

علامہ بغوی علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اربابا یرید بالعبادۃ عیسیٰ والملائکۃ کلا بل ھم لھم اعداء ویستروؤ ن منھم. (تفسیر معالم التنزیل ص 185 ج 3)

(مطبوعہ ادارہ تالیفات الشرفیہ ملتان)

یعنی جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو معبود بنالیا وہ ان کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے کافروں کے حمایتی نہیں ہوں گے بلکہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے برأت کا اظہار کریں۔

تقریباً یہی مفہوم و معنی تفسیر جلالین میں ہے دیکھئے۔

(تفسیر جلالین ص 253 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

یہی مفہوم بالفاظ متقاربہ تفسیر صاوی میں ہے دیکھئے۔

حاشیہ الصاوی علیٰ تفسیر الجلالین ص 1221 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

آیت نمبر 10.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون o واذا حشر الناس کانوا لھم اعداءً وکانوا بعبادتھم کافرین o (سورۃ الاحقاف آیت نمبر 5-6 پارہ نمبر 26)

ترجمہ: اوران سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوالیوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں، اور جب لوگوں کا حشر ہو گا وہ ان کے دشمن ہوں گے اوران سے منکر ہو جائیں گے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

وہابیہ وغیرہ اس آیت کو بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان اور دیگر اہل اسلام پر فٹ کرتے ہیں اور محبوبانِ خدا کو تو بتوں کی صف میں کھڑا کرتے ہیں اور عامۃ المسلمین کو کفار و مشرکین کی صف میں ۔ جبکہ اس آیت میں بھی سابقہ آیات کی طرح بت مراد ہیں اوران کی پوجا کرنے والے کفار و مشرکین مراد ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان سے:

محدث جلیل مفسر قرآن حضرت صدر الافاضل سیدی خواجہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ نمبر 11 کے تحت فرماتے ہیں۔ یعنی بتوں کی (یعنی اس سے مراد بت ہیں) پھر حاشیہ نمبر 12 کے تحت فرماتے ہیں کیونکہ وہ جماد بے جان ہیں۔ پھر حاشیہ نمبر 13 کے تحت فرماتے ہیں یعنی بت اپنے پجاریوں کے۔ معلوم ہوا کہ اس آیت میں بت اوران کے پجاوی مراد ہیں نہ کہ محبوبانِ خدا۔

تفسیر جلالین سے اس کا معنی:

تفسیر جلالین میں بھی اس آیت مبارکہ میں یدعوا سے مراد یعبد۔ یعنی عبادت کرنا مراد ہے اور من لا یستجیب له الی یوم القیامة سے مراد بت ہیں فرماتے ہیں۔ وھم الاصنام ۔ یعنی وہ بت ہیں جو اپنے پجاریوں کو قیامت تک جواب نہیں دے سکتے کیونکہ وہ محض جماد ہیں جن میں شعور نہیں ہے۔ ملخصاً
(تفسیر جلالین ص 416، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

تفسیر مدارک التنزیل سے:

علامہ نسفی علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت میں بت ہی مراد لیے ہیں اور کفار ومشرکین۔

فرماتے ہیں۔ای الاصنام لعبدتما۔یعنی بت اپنے پجاریوں کی پوجا کا قیامت کے دن انکار کریں گے۔

(تفسیر مدارک ص 1633 ج 3 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اکثر مفسرین نے تقریباً یہی مضمون بالفاظ متقاربہ بیان کیا ہے۔

آیت نمبر 11.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا o اولئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربھم الوسیلة ایھم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذورا o

ترجمہ: تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھر دینے کا، وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ناظرین گرامی قدر! اس آیت میں بھی مراد بُت اور ان کے پجاری ہیں۔ تفصیل حاضر ہے۔

تفسیر خزائن العرفان سے:

حضرت محدث بے مثال سیدی خواجہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ نمبر 117 کے تحت فرماتے ہیں۔ شان نزول، کفار جب قحط شدید میں متبلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبود بناتے ہو۔

پھر حاشیہ نمبر 118 کے تحت فرماتے ہیں کہ جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ شان نزول۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلائی، پھر حاشیہ نمبر 119 کے تحت فرماتے ہیں تا کہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اس کو وسیلہ بنائیں، مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بتانا جائز ہے اور اللہ کے مقبول بندوں کا یہی طریقہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنزالایمان ص 518، مطبوعہ پاک کمپنی)

تفسیر جلالین سے اس کا معنی وتشریح:

قل ادعوا الذین زعمتم کے تحت جلالین شریف میں ہے کہ انھم الھة پھر من دونه کے تحت فرمایا۔

کالملائکة وعیسی وعزیر .... الخ (تفسیر جلالین ص 234
(مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

یعنی جنہیں تم معبود سمجھتے ہو اللہ کے سوا۔ جیسے ملائکہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت عزیر علیہ السلام۔

جلالین کی اس تشریح سے واضح ہوگیا کہ اس آیت میں بھی ان لوگوں کا رد ہے جو کفار ومشرکین ہیں جو ملائکہ کرام یا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں ان کو معبود سمجھتے ہیں اور یہ یقیناً شرک وکفر ہے کیونکہ یہ اسلام کا بنیادی اساسی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں اس کی کسی بھی چیز میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ کافر بے دین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

تفسیر خازن سے اس آیت کا معنی ومفہوم:

علامہ خازن علیہ الرحمہ اس آیہ مبارکہ۔ قل ادعو الذین زعمتم من دونہٖ کے تحت فرماتے ہیں۔

وذلک ان الکفار اصابھم قحط شدید حتی اکلوا الکلاب والجیف فاستغاثوا بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیدعولھم فقال اللہ عزوجل قل ادعوا الذین زعمتم انھم آلھة من دونہٖ............ الخ
(تفسیر خازن ص 178 ج 3) (مطبوعہ صدیقیہ کتب خانہ اکوڑہ خٹک)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ: کفار ومشرکین جب قحطِ شدید کا شکار

ہوئے تو انہوں نے مرادار کتے بھی کھا لیے پھر انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں فریاد کی کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لیے دعا فرمائیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا کہ جب تم اپنے بتوں کو معبود مانتے ہو تو اب اس مشکل گھڑی میں انہیں کہو کہ وہ تمہاری مشکل آسان کردیں۔

تفسیر خازن سے بھی واضح ہوگیا کہ اس آیت میں بھی بتوں اور بت پرستوں کا رد ہے۔ انہیں سے اختیار وتصرف کی نفی کی ہے نہ کہ اپنے محبوبوں سے۔

تفسیر معالم التنزیل سے:

تفسیر خازن، تفسیر جلالین، تفسیر خزائن العرفان کی طرح علامہ بغوی علیہ الرحمہ بھی اس آیت میں مراد بت اور بت پرست لیتے ہیں۔ علامہ بغوی علیہ الرحمہ اس آیہ مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ **وذلک ان المشرکین اصابھم قحط شدید حتی اکلوا الکلاب والجیف فاستغاثوا بالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم لیدعولھم قال اللہ تعالٰی (قل) للمشرکین. ادعوا الذین زعمتم انھا آلھۃ من دونہٖ۔**

تفسیر معالم التنزیل ص 120 ج 3 مطبوعہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان

اس عبارت مذکورہ کا خلاصہ تقریباً تفسیر خازن والہ ہی ہے (بالفاظ متقاربہ) اکثر تفاسیر میں تقریباً یہی معنی ومفہوم بیان کیا گیا ہے جو کہ جلالین، خازن، معالم التنزیل وغیرہ میں ہے۔

آیت نمبر 12.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم وما امروا الالیعبدوا الٰھا واحداً لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکونo (سورۃ التوبہ آیت نمبر 31، پارہ نمبر 10)

ترجمہ: انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور مسیح بن مریم کو، اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے۔

تفسیر خزائن العرفان سے اس کی مختصر تشریح:

مفسر قرآن محدث جلیل رئیس العلماء والمشائخ سیدی خواجہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ آیہ مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ نمبر 68 کے تحت فرماتے ہیں۔ حکم الٰہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے پھر حاشیہ نمبر 69 کے تحت فرماتے ہیں کہ انہیں بھی خدا بنایا اور ان کے نسبت یہ اعتقاد باطل کیا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنزالایمان ص 345، مطبوعہ پاک کمپنی)

تقریباً بالفاظ متقاربہ اکثر تفاسیر میں اسی طرح ہی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً تفسیر جلالین ص 158 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، تفسیر معالم التنزیل ص 285-286 ج 2 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ الشرفیہ ملتان، تفسیر مدارک التنزیل ص 619 ج 1 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

آیت نمبر 13.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

واذ قال الله یا عیسٰی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی

وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ط ان کنت قلتہ فقد علمتہ ط تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب o

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 116 پارہ نمبر 7)

ترجمہ: اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا، عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔

اس آیہ پاک کو بھی وہابیہ وغیرہ محبوبانِ خدا پر فٹ کرتے ہیں وہ اس طرح کہ جی اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو من دون اللہ کہا گیا ہے اور من دون اللہ سے امداد نہیں چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور ولی بھی من دون اللہ میں شامل ہیں۔

لیکن ذرا تعصب کی عینک اتار کر بنظر انصاف اگر اس آیتِ مبارکہ کو دیکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت صدیقہ مریم رضی اللہ عنہا کو من دون اللہ عیسائیوں نے بنایا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور ولی کو من دون اللہ والی آیات میں داخل کرنا یہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ باطل پرستوں کا عقیدہ ہے، کیونکہ قرآنِ مجید کی اصطلاح میں من دون اللہ سے بت بھی ان لوگوں کی دلیل نہیں بنتی بیچارے جب تک معنی میں تحریف نہیں کرتے مفہوم میں تبدیلی نہیں کرتے ان یتیموں کا کام ہی نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائے آمین۔

آیہ مذکورہ میں بات کتنی واضح ہے کہ آیہ مبارکہ میں ان کا رد ہے جنہوں نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی ہے یا آئندہ کریں گے اور بے شک جو اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرتا ہے وہ کافر و مشرک ہے۔ اب جو کفار و مشرکین والی آیات اہل اسلام پر فٹ کرے اور بتوں والی آیات کو محبوبانِ خدا پر فٹ کر کے ان سے کمالات کی نفی کرے وہ بے دین نہیں تو اور کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شر سے جملہ اہل اسلام کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آیت نمبر 14.

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے ارشاد فرمایا۔

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداo وانه لما قام عبدالله يدعوه كا دوايكونون عليه لبداo

(سورۃ الجن آیت نمبر 18-19 ، پارہ نمبر 29)

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

تفسیر جلالین سے اس کا معنی و تشریح:

تفسیر جلالین میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی۔

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ کی تشریح میں فرمایا

بان تشركوا كما كانت اليهود والنصارىٰ اذا دخلوا كنائسهم وبيعهم اشركو۔

(تفسیر جلالین ص 477 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

عبارت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مساجد کیونکہ محل عبادت ہیں اس لیے تم اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرنا جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

تقریباً یہی خلاصہ بالفاظ متقاربہ اکثر مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔

تو ناظرین گرامی قدر! باب پنجم کی مذکورہ آیاتِ بینات اور اس طرح کی اور کئی آیات جو وہابیہ دیوبندیہ پیش کرتے ہیں اور ان کو بتوں والی آیات کو محبوبانِ خدا پر فٹ کرتے ہیں اور ان سے عطائی کمالات و تصرفات کی نفی کرتے ہیں اور ان کو محض بتوں جیسا عاجز بے اختیار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت میں آیات میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے عطائی اختیارات و تصرفات کی نفی کی ہو اور ان کو معاذ اللہ بتوں جیسا عاجز بے اختیار فرمایا ہو۔ یہ سب ان نجدیوں کی اپنی اختراعات ہیں۔ ان مذکورہ آیات کی تفاسیر میں جلیل القدر مفسر بنانے اس بات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے ان آیات میں بت مراد ہیں اور ان کی پوجا کرنے والے کفار و مشرکین مراد ہیں۔ اسی کتاب کا بابِ اول اور باب ثانی ملاحظہ ہو تو دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ چمکتا ہوا نظر آئے گا کہ بے شک ذاتی حقیقی مستقل طور پر مشکل کشا حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے جو کسی کو مستقل بالذات، ذاتی حقیقی طور پر ایک ذرہ کا مالک بھی کسی کو جانے بے شک وہ کافر و مشرک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے محض اس کے فضل و کرم سے اس کے محبوبوں کو اس کے پیاروں کو بے شمار کمالات و تصرفات حاصل ہیں یعنی اللہ کے بندوں کا کسی کی حاجت روائی فرمانا حقیقت میں وہ مدد اللہ ہی کی طرف سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کوئی کمال و تصرف عطا نہ فرماتا تو کون کسی کی مدد کر سکتا۔ تو جب انبیاء علیہم السلام اور

تمام اولیاء کرام علیہم الرضوان کے کمالات اسی کی عطا سے ہیں تو پھر اس میں شرک وکفر کا تو شبہ بھی پیدا نہیں ہوتا بشرطیکہ اگر انصاف ہو تو۔ چہ جائیکہ اس کو یقینی کفر و شرک سمجھ کر اہل اسلام کو کافر ومشرک کہتے رہیں۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ حدیث میں آتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہیں تو یہی کلمات کہنے والے پر لوٹ جاتے ہیں یعنی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

اہل اسلام پر ذرا سوچ سمجھ کر انہیں فتویٰ لگانا چاہیے۔ میں تو اکثر یہ کہا کرتا ہوں کہ ہمارے اکابرین نے یعنی ہمارے بزرگوں نے جیسے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ، حضرت غوث بساوالحق زکریا ملتانی علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اور دیگر اولیاء کرام علیہم الرحمہ والرضوان اور خصوصاً محبوبِ سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی قطب الاقطاب غوثوں کے غوث اولیاء کے شہنشاہ جن کا قدم مبارک ہر ولی کی گردن پر ہے آپ اسلام کی خدمت کرتے رہے اور کافروں کو مسلمان بناتے رہے گمراہوں کو راہِ راست پر لاتے رہے۔ ہمارے اکابر تو کافروں کو مسلمان بناتے رہے ایک یہ نجدی وہابیہ ہیں کہ مسلمانوں کو کافر ومشرک کہتے کہتے نہیں تھکتے نہ ذرا شرماتے ہیں۔ نہ ہی خدا کا خوف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت پر رحم فرمائے اور امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں انتشار و افتراق پیدا کرنے والوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے اور امتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوت کو مجتمع فرمائے آمین اور آخر میں بارگاہِ خداوندی میں اس عاجز کی یہ فقیرانہ حقیرانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے فضل وکرم سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہر سنی کے لئے نافع بنائے اور گمراہوں کے لئے باعث ہدایت

بنائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ اقدس قبول فرمائے آمین۔ اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے اگر کوئی غلطی خامی کوتاہی ہے تو وہ میری طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

الحمد للہ یہ کتاب آج مورخہ 26-08-2004 کو بوقت چار بج کر پنتالیس منٹ پر مکمل ہوئی۔

تمت بالخیر بعون الملک الکریم الرحیم

بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم

ماخذ

1. قرآن مجید
2. تفسیر ابن عباس
3. تفسیر مدارک
4. تفسیر بیضاوی
5. تفسیر مظہری
6. تفسیر معالم التنزیل
7. تفسیر جلالین
8. تفسیر مدارک
9. تفسیر ابن کثیر
10. تفسیر خازن
11. تفسیر خزائن العرفان
12. حاشیۃ الصاوی علیٰ الجلالین
13. بخاری
14. ترمذی
15. مسلم
16. نسائی
17. مشکوٰۃ
18. ابوداؤد
19. اشعۃ اللمعمات
20. مسک الختام
21. مرقاۃ ملاعلی قاری
22. مستدرک حاکم
23. دلائل النبوۃ بیہقی
24. شفاء السقام
25. تلخیص المستدرک
26. ابن ماجہ
27. مسند امام احمد
28. معجم طبرانی کبیر
29. نشر الطیب
30. تھذیب التھذیب
31. کتاب الثقات لابن حبان
32. مصنف ابن ابی شیبہ
33. فتح الباری
34. البدایہ والنھایہ
35. میزان الاعتدال
36. تقریب التھذیب
37. نزل الابرار
38. عرف الجادی
39. مسند ابویعلیٰ موصلی
40. مجمع الزوائد

41. حجۃ اللہ علی العالمین
42. مواھب اللدنیہ
43. مدارج النبوت
44. خصائص کبریٰ
45. سیرت حلبیہ
46. طبرانی صغیر
47. لسان المیز ان
48. کامل ابن عدی
49. تدریب الراوی
50. شرح نخبۃ الفکر
51. السراج المنیر شرح جامع صغیر
52. ھدیۃ المھد ی
53. اللآلی المصنوعہ
54. اعتلال القلوب
55. تحفۃ الاحوذی
56. مسند صحابہ للرویانی
57. مسند ابوعوانہ
58. کنز العمال
59. صحیح ابن خزیمہ
60. جامع الاصول
61. تاریخ بغداد
62. السنن الکبریٰ بیہقی
63. تذکرۃ الحفاظ
64. طبقات المدلسین
65. طبقات ابن سعد
66. عمل الیوم واللیلہ
67. مسند ابن الجعد
68. الادب المفرد
69. مصباح اللغات
70. المنجد
71. فتوح الغیب
72. تقویۃ الایمان
73. بہجۃ الاسرار
74. اخبار الاخیار
75. نزہۃ الخاطر الفاطر
76. زبدۃ الآثار
77. تکمیل الایمان
78. جذب القلوب
79. اخبار ابی حنفیہ
80. تائیب الخطوب
81. فیوض الحرمین
82. فتاویٰ عزیزی
83. بستان المحد ثین
84. حیٰوۃ الحیوان

85. روض الریاحین
86. مکتوبات مجدد الف ثانی
87. القول البدیع
88. جلآء الافہام
89. رسالہ قشیریہ
90. نفحات الانس
91. الحاوی للفتویٰ
92. قلائد الجواہر
93. سلطان التارکین
94. انفاس العارفین
95. طبقات الکبریٰ للشعرانی
96. القول الجمیل
97. جامع کرامات اولیاء
98. فوائد البھیہ
99. انساب سمعانی
100. الجواہر المنظم
101. تنبیہ الغافلین
102. مطالع المسرات
103. فتاویٰ حدیثیہ
104. صراط مستقیم
105. کتاب الداء والدواء
106. ہدیۃ المھدی
106. الحطہ فی ذکر صحاح ستہ
107. کرامات اہل حدیث
108. حجۃ اللہ البالغہ
109. اطیب النغم
110. امداد المشتاق
111. جمال الاولیاء
112. ارواح ثلاثہ
113. براہین قاطعہ
114. مواعظ میلاد النبی ﷺ
115. امداد السلوک
116. فتاویٰ رشیدیہ
117. کلیات امدادیہ
118. فیض الباری
119. فتاویٰ اشرفیہ
120. ہمعات
121. تذکرۃ الموتیٰ
122. ملفوظات مرزا جانِ جاناں
123. قصائد قاسمی
124. تبلیغی نصاب

بتعاون خاص

پیرطریقت رہبر شریعت استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ مولانا مفتی **عبدالشکور البارو ی** صاحب

مفتی اعظم راولپنڈی

ملنے کے پتے

(۱) مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون: 223587 موبائل: 0320-5594481
0300-6933481

(۲) مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف

(۳) دارالعلوم قادریہ نعیمیہ حویلی لکھا محلّہ پیر اسلام

(۴) مکتبہ امام احمد رضا جنوبی گیٹ غلہ منڈی ساہیوال

(۵) مکتبہ فریدیہ ہائی سٹریٹ ساہیوال

(۶) ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ لاہور۔

(۷) سنی کتب خانہ مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

(۸) میلاد پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

(۹) مکتبہ اعلیٰ حضرت مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

(۱۰) مکتبہ زاویہ مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور۔

مؤلف کی دیگر کتب
نور الانوار ﷺ
(مطبوعہ)
شفاعت مصطفےٰ ﷺ
(مطبوعہ)
وسیلہ کونین ﷺ
(مطبوعہ)
میلاد النبی ﷺ
(مطبوعہ)
نماز نبوی ﷺ
(مطبوعہ)
ترکِ رفع یدین
(مطبوعہ)
قدم غوث الوریٰ بر گردن اولیاء
(زیر طبع)
مشاہدہ نبوت ﷺ
(زیر طبع)
ملنے کا پتہ
مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون: 223587 موبائل: 0320-5594481

مناظرِ اسلام

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفٰے نوری صاحب

خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی، ساہیوال

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-2626046